

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

خُلفاءِ رسول

مصنف:

سید خضر حسین شاہ چشتی سیوی



مَجَلِسُ الدَّعْوَةِ الْإِسْلَامِيَّةِ
پاکستان



ناشر

مکتبہ چشتیہ قادریہ
ماڈل ٹاؤن: گوشت بازار

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضِيَ عَنْهُمْ
وَسَلَّمَ
خُلَفَاءُ رُسُلِ

پیر سید خضر حسین ہشتی

WWW.NAFSEISLAM.COM

مجلس الدعوة الاسلامیہ © پاکستان

نام کتاب :	خلفائے رسول
مصنف :	پیر سید خضر حسین چشتی
ناشر :	مکتبہ چشتیہ قادریہ ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ
زیر اہتمام :	حافظ محمد یوسف قمر چشتی سیالوی
	پروپرائیٹر مکتبہ چشتیہ قادریہ گوجرانوالہ۔
حسب فرمائش :	مجلس الدعوة الاسلامیہ پاکستان۔
سن اشاعت :	۱۴۰۵ھ - ۱۹۸۵ء
قیمت :	روپے

واحد تقسیم کار
مکتبہ چشتیہ قادریہ متصل جامع مسجد نقشبندیہ
بی بلاک - ماڈل ٹاؤن - گوجرانوالہ

- دارالعلوم چشتیہ غوثیہ کچہری روڈ منڈی بہاؤ الدین ضلع گجرات
- دفتر مجلس الدعوة الاسلامیہ - سرگودھا۔
- مکتبہ انوار توحید چنیوٹ۔

انتساب

وارثِ مسندِ شیخ الاسلام والمسلمین، سیدی مجاہد ملت،
امیرِ شریعت، حضرت خواجہ حافظ محمد حمید الدین صاحب
دامت برکاتہم العالیہ، سجادہ نشین آستانہ عالیہ سیال شریف
کے نام جن کے الطوافِ کریمانہ نے کئی فذول کو چمک عطا

فرمائی !

سیال پاک کی زینتِ سخی حمید الدین امیر و شانِ شریعت سخی حمید الدین
ہمارے شمس و قمر کا ہے نور تابندہ میرے حضور کی راحتِ سخی حمید الدین
انہی کے دم سے بہاریں ہیں میرے گلشن میں
نخضر کا نورِ بصیرت سخی حمید الدین

احقر العباد

گدائے کوچہ مرشد ————— خضر حسین ہشتی

ناظرِ اعلیٰ دارالعلوم چشتیہ غوثیہ منڈی بہاؤ الدین

فہرست

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۶	جنت کے سردار	۱۲-۱۱	حمد و نعت
۴۶	اقتلے شیخین	۱۳	تقدیم
۴۷	آنکھ اور کان	۱۷	فضائل اصحاب رسول
۴۷	دو وزیر	۱۸	صحابہ کرام (منقبت)
۴۷	ستاروں کے برابریاں	۱۹	نجوم ہدایت
۴۸	فضائل عمر اور عمر نوح	۲۰	صحابہ کرام از روئے قرآن حکیم
۴۸	اٰہل و اٰہل اللہ	۲۰	اللہ ان سے راضی ہے
۴۹	قلب مؤمن	۲۰	اہل بیعت رضوان
۴۹	شامان شیخین کا انجام	۲۶	حزب اللہ
۵۳	خلیفہ اول صدیق اکبر	۲۶	الصادقون
۵۴	مصدق اول	۲۸	صحابہ کرام از روئے حدیث رسول
۵۵	نائب مصطفیٰ	۳۳	روافض
۵۶	کوہ استقامت	۳۶	فضائل خلفائے اربعہ از روئے قرآن مجید
۵۸	نام و نسب	۴۰	خلفائے رسول از روئے حدیث رسول
۵۸	ابوبکر	۴۶	حضرات شیخین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۷۸	ابوبکر سے محبت کرنا واجب ہے	۵۹	عتیق
۷۹	پھٹا ہوا لباس	۵۹	صدیق
۷۹	رحم دل	۶۰	فرمان رسول
۷۹	حنقی	۶۱	تصدیق معراج
۸۰	کرامات ابوبکر صدیق	۶۱	ارشاد مولیٰ علی
۸۰	جو ہو پردوں میں پنہاں	۶۲	ارشاد امام باقر
۸۱	کھانے میں برکت	۶۳	صدیق اکبر از روئے قرآن حکیم
۸۲	اپنے وصال کا اعلان	۶۳	تصدیق کرنے والا
۸۳	مکہ تھرایا	۶۴	پرہیزگار اور سخی
۸۳	آواز محبوب	۶۵	اعلان بخشش
۸۴	وصیت	۶۷	خدا صدیق سے محبت کرتا ہے
۸۴	آپ کی ازواج و اولاد	۶۸	خلافت صدیق
۸۴	صاحبزادے	۷۰	رفیق غار
۸۴	صاحبزادیاں	۷۳	مشیر رسول
۸۵	خلیفہ دوم عمر فاروق اعظم	۷۴	صدیق اکبر از روئے حدیث رسول
۸۷	فاروق اعظم	۷۴	آل امن الناس بر مولائے ما
۸۸	نام و نسب	۷۶	خلیل
۸۸	کنیت و لقب فاروق	۷۷	ابوبکر بہترین ہیں
۹۰	عمر آغوش اسلام میں	۷۸	حوض پر سا بھٹی
۹۲	عمر بن خطاب از روئے کتاب اللہ	۷۸	تین سو ساٹھ خصائل

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۱۶	آپ کی ازواج	۹۷	قصہ افک
۱۱۷	آپ کی اولاد	۹۸	فاروق اعظم از حدیث رسول
۱۱۹	خلیفہ سوم عثمان	۹۹	دعائے رسول
	ذوالنورین	۹۹	عمر سے شیطان ڈرتا ہے
۱۲۳	سیدنا عثمان غنی	۱۰۱	زبانِ عمر
۱۲۵	نام و نسب و کنیت	۱۰۲	فرشتوں نے خوشی منائی
۱۲۵	لقب ذوالنورین، غنی	۱۰۲	سونے کا محل
۱۲۵	ولادت	۱۰۳	چراغِ اہل جنت
۱۲۶	قبولِ اسلام	۱۰۴	حصنِ عمر کے ساتھ ہیں
۱۲۶	ہجرت عثمان	۱۰۴	مفتاح الاسلام
۱۲۶	پیکرِ استقامت	۱۰۵	عمر کی غیرت ایمانی
۱۲۷	عثمان از روئے قرآن	۱۰۷	اسلام کا سچا ہمدرد
۱۲۷	جیشِ عسرة اور عثمان	۱۰۶	حسین کو مقدم سمجھا
۱۲۸	اللہ کی گواہی	۱۰۸	عمر کا اعمال نامہ اور علی
۱۲۹	شبِ زندہ دار	۱۰۹	کراماتِ عمر فاروق
۱۳۰	ایک درخت کے عوض پورا باغ	۱۰۹	مکتوب بنامِ نیل
	حضرت عثمان از روئے حدیث	۱۱۰	یا ساریۃ الجبل
۱۳۱	رسول	۱۱۳	متفرقات
۱۳۱	جنت میں رفیق	۱۱۲	صاحبِ قبر سے گفتگو
۱۳۱	شہیدِ مظلوم	۱۱۵	شہادتِ فاروق اعظم

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۵۲	صاحبزادیاں	۱۳۲	مخالفت عثمان کا جنازہ
۱۵۳	خلیفہ چہارم مولا علی	۱۳۲	بیعت رضوان
۱۵۴	سیدنا مولا علی	۱۳۳	دستِ اُوراد دستِ خود گفتہ رسول
۱۵۷	نام نسب	۱۳۳	تمیصِ خلافت
۱۵۷	ابو تراب	۱۳۴	حضور عثمان سے راضی ہیں
۱۵۸	کرم اللہ وجہہ	۱۳۴	کامل الحیاء
۱۵۹	ولادت علی	۱۳۵	دنیا و آخرت میں دوست
۱۵۹	نام علی	۱۳۵	دامادِ رسول
۱۶۰	مولا علی از روئے قرآن	۱۳۶	رسولِ کریم کی گواہی
۱۶۸	مولا علی از روئے حدیثِ رسول	۱۳۷	ذوالنورین کی شفاعت سے
۱۶۹	لفظ مولا کے معنی	۱۳۷	قطرہ خون
۱۶۹	مددگار	۱۳۹	سجادت ذوالنورین
۱۶۹	وارث	۱۴۰	کراماتِ ذوالنورین
۱۶۹	عصبہ	۱۴۳	شہادتِ ذوالنورین
۱۶۹	دوست	۱۴۴	شہادت کا پس منظر
۱۷۲	قائم مقامِ عمر	۱۴۵	حسن و حسین عثمان کے دروازے پر
۱۷۲	سید کے معانی	۱۴۶	امام حسن زخمی ہوئے
۱۷۳	دارِ حکمت	۱۴۷	جب علی کو خبر پہنچی
۱۷۴	حکمت کے معانی	۱۵۱	آپ کی ازواج
۱۷۵	باب مدینۃ العلم	۱۵۲	صاحبزادے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۹۶	پتھروں کے نیچے خون	۱۷۶	لعاب رسول اور حشیم علی
۱۹۷	پیشگوئیاں	۱۷۹	منافق کی پہچان
۱۹۷	احادیث رسول	۱۸۰	مومنوں کا بادشاہ
۱۹۹	علی نے فرمایا	۱۸۰	سوائے میرے اور تمہارے
۲۰۰	ازواج علی	۱۸۲	قرآن اور علی
۲۰۰	صاحبزادے	۱۸۲	زیارت علی
۲۰۱	صاحبزادیاں	۱۸۳	کو کب جنت
۲۰۲	شامان علی کا انجام	۱۸۳	محبت علی ایمان ہے
۲۰۲	علی کا مخالفت خدا کا مخالفت	۱۸۴	علی کا دشمن نبی کا دشمن
۲۰۳	دشمن علی اور اونٹ	۱۸۵	محبوب رب
۲۰۳	ابن ہشام کا انجام	۱۸۵	سرگوشی
۲۰۴	فتنہ خارجیت	۱۸۶	شجاعت علی
۲۰۴	خوارج	۱۸۹	عفو و درگزر
۲۰۵	عمران خارجی کا کلام	۱۹۰	کرامات علی
۲۰۶	خارجیوں کی قتل و غارت	۱۹۰	سورج پھرا لٹے قدم
۲۰۹	خوارج حضور کی نظر میں	۱۹۲	دوسری بار
۲۱۰	علامات خوارج	۱۹۴	شہادت علی
۲۱۱	قرآن کی گواہی	۱۹۴	قاتل علی
۲۱۱	بدترین لوگ	۱۹۵	غسل و کفن
۲۱۲	جب انہیں دیکھو	۱۹۵	مدفن علی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۲۴	ایک یہودی کے سوال کا جواب	۲۱۲	دوزخی کُتے
۲۲۵	سُخاوت		آخری خلیفہ راشد امام
۲۲۵	نقاہت		حسن مُجتبیٰ
۲۲۶	صرف اتنا فرمایا	۲۱۵	امام حسن
۲۲۷	عفو و درگزر	۲۱۶	سیدنا امام حسن
۲۲۸	مروان بھی روپڑا	۲۱۷	نام و نسب
۲۲۸	پیدل حج	۲۱۷	لقب سید
۲۲۸	باطنی خلافت	۲۱۸	سید
۲۲۹	کراماتِ حسن	۲۱۸	ولادت
۲۲۹	ایک حبشی کے لیے دُعا	۲۱۹	انتخابِ نام اور عقیقہ
۲۳۰	خشک درخت سے تازہ کھجوریں	۲۲۰	امام حسن از روئے حدیثِ رسول
۲۳۰	عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا	۲۲۰	حسن سے محبت
۲۳۱	گستاخی کی سزا	۲۲۱	راکبِ دوشِ رسول
۲۳۱	شہادتِ حسن	۲۲۱	تثبیرِ رسول
۲۳۳	آپ کی ازواج	۲۲۱	خوشبوئے رسول
۲۳۳	صاحبزادیاں	۲۲۳	مُحدَث

حمد باری

قدیرِ خالق خلقت الہی شان ہے تیری بہرِ لحظہ نرالی شان یا رحمن ہے تیری :
 تو رزاقِ خلالت ہے سبھی کو پالنے والا خطاؤں پر ہماری ہے تو پرہ ڈالنے والا
 خزان بے بہا تیرے ہیں آرض و سما تیرے تو لا محدود ہے مولا ہیں جلوے جا بجائیں
 نہیں ہرگز کوئی تجھ سے زیادہ زور رکھتا ہے تیرے آگے بھلا مولیٰ کوئی دم مار سکتا ہے
 ہے دی تو نے کسی کو عزت و شاہی و لائی کسی کو دمی، ناداری، مصائب، بھوک، رسوائی
 کوئی فرمان روا، فاقہ کشی میں مبتلا کوئی کوئی ہے اہل ثروت اور گدائے بے نوا کوئی
 کوئی تیری زمیں پر قصر دنیا کو سجا بیٹھا کوئی دامن میں تھا جو کچھ سب کچھ بھی لٹا بیٹھا

تو جو چاہے کرے تجھ کو سبھی زیبا ہے مولا

خضر شکوہ کرے تیرا میری توبہ ہے یا مولا



نعت

رخِ نشہ انبیاء کا جدھر ہو گیا دونوں عالم کا قبلہ ادھر ہو گیا
 ان کی انگلی کا جب اک اشارہ ہوا پلٹا خورشید مگر قمر ہو گیا
 جس پہ ڈالی نگاہِ کرم آپ نے تھا وہ گم گشتہ راہ پھر خضر ہو گیا
 چوم لی جس نے خاکِ قدم آپ کی وہ شہنشاہ بنا تا جور ہو گیا
 میر آفا ہوئے جب تبسم کناں کھل اٹھے بھول وقت سحر ہو گیا
 ان کی پلکوں سے جب ایک سوکرا عرشِ اعظم کا چہرہ بھی تر ہو گیا
 جب خضر راستہ بھول جانے لگا
 ذکرِ سرکار کا راہیں ہو گیا

(خضر)

تقسیم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى وَ
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى نَبِيِّ الْأَنْبِيَاءِ عَظِيمِ الرَّجَاءِ
 عَمِيمِ الْجُودِ وَالْعَطَاءِ مَاحِي الذُّنُوبِ وَالْخَطَا
 الَّذِي كَانَ نَبِيًّا وَآدَمُ بَيْنَ الطِّينِ وَالْمَاءِ مُحَسِّنِ
 الْمُصْطَفَى عَلَيْهِ التَّحِيَّةُ وَالتَّسْنَاءُ
 آمَنَّا بَعْدُ

اس دور پر آشوب میں عجیب و غریب تحریکیں جنم لے رہی ہیں۔ جہاں سیاسی شعبہ
 بازوؤں نے ہوس اقتدار میں آتش الحاد کو ہوا دی۔ وہاں مذہبی فرقہ پرستوں نے گلشن اسلام
 کو تاراج کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کیا۔

فرقہ دارانہ کشیدگی نے ملت اسلامیہ کا شیرازہ منتشر کرنے میں بڑا گھناؤنا کردار ادا
 کیا۔ افاریق باطلہ نے اسلامی عقائد و نظریات میں نفاق پر مبنی ایسی بدعات و بیانات کو جنم
 دیا جن کا قرآن و حدیث اور شریعت مطہرہ میں دور دور تک نشان نہیں ملتا۔

سیاسی بازی گروں نے ذاتی مفادات اور اقتدار کے حصول کی خاطر ایسے ایسے نظریات
 کا پرچار کیا جو اسلامی اصولوں کے سراسر خلاف ہیں۔

اور مذہبی فرقہ ساز اداروں سے ایسے ایسے جدت پسند اور تنگ نظر مفکرین ابھر کر

سامنے آئے جن کی کثیف تحریریں قومی انتشار کا باعث بنی اور بعض گندم نما جو فروشوں نے منافقت کو حکمتِ عملی کا نام دے کر سادہ لوح مسلمانوں کی دولتِ ایمان کو جی بھر کے ٹوٹا اور ان کے سکون کو برباد کیا۔ قرآنی آیات کی غلط تاویلات کے سہارے ان کے متعارض یقین پر ڈاکہ ڈالا۔ دینِ اسلام کے ان چھپے ہوئے دشمنوں کی فریب کاریوں کے سبب آہستہ آہستہ لوگ خیرِ ارسِل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی سے محروم ہوتے چلے گئے۔

ان فرقہ گروں ہی کے اکسانے پر بعض جاہ پرست حکمرانوں نے شعائرِ اللہ کو منہدم کر کے غضبِ خداوندی کو دعوت دی اور ہر وہ چیز جس کی نسبت حضور علیہ السلام سے تھی اس کا نشان یک باقی نہ رہنے دیا۔ اس متعصب ترین ٹولے کی تلبیسانہ داستان بہت طویل ہے۔ یہ لوگ نہایت درجہ کے مکار ہیں ان کی واضح ترین علامت یہ ہے کہ اپنے سوا تمام مسلمانوں کو کافر و مشرک اور بدعتی کہتے ہیں۔ اور نبی الانبیاء کی عقیدت و محبت اور احترام کو شرک سے تعبیر کرتے ہیں۔ تنقیصِ رسالت ان کے مسلک و مشرب کی بنیاد ہے۔

اس سوچ کے حامل لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں بھی تھے، نمازیں پڑھتے تھے، زکوٰۃ ادا کرتے اور غزوات میں شریک بھی ہوتے۔ اس کے باوجود وہ کفرِ الایمان سے بہرہ یاب نہ ہو سکے کہ ان کی زبانوں پر تو اسلام تھا لیکن دلوں میں بغض و عناد اور لگا ہوں میں کینہ اور ذہنوں میں پراگندگی تھی۔

زباں سے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل

دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

یہ بدنام زمانہ اور ننگِ دین و اسلام فرقہ مختلف ادوار میں مختلف ناموں سے سامنے آتا رہا۔ تاریخ میں اس فرقے کا ایک مشہور ترین نام ”خارجی“ ہے۔

جس نے صحابہ کرام پر تکفیر کے فتوے صادر کیے اور بعض کو واجب القتل قرار دیا۔ موجودہ دور میں یہ گروہ نہایت منظم طریقے سے اسلامی ببادہ اوڑھ کر بڑی معصوم اور دکش

صورت میں حامی اسلام کا روپ دھار کر سامنے آیا ہے جس کے زہریلے نظریات نے قوم کو مختلف فرقوں میں تقسیم کر دیا ہے

عظمتِ انبیاء، فضیلتِ صحابہ، عقبتِ اہلبیت، سلاسلِ اولیاء، طریقتِ اصفیاء، اسلامی تصوف اور دینی عقائد اس گروہ کے خاص ہوتے ہیں۔

اہلِ نفاق کی ایک شکل اور بھی ہے جس کے فلسفہ عقائد کی بنیاد صرف تاریخی جزئیات پر قائم ہے رسولِ کریم کے سچے غلاموں اور قریبی رشتہ داروں پر تبرا بازی کرنا ان کا محبوب ترین مشغلہ حیات ہے جس کو وہ عبادت کا درجہ دیتے ہیں۔

اس فرقے کی چمک دمک گاہے بگاہے لٹو لٹان ہوتی رہتی ہے۔ اس گروہ میں ہزاروں کی تعداد میں مجتہد پیدا ہوئے جو اپنے تصوراتی نظریات میں ٹھہراؤ پیدا کرنے کی جدوجہد میں سخت ناکام رہے۔

دراصل یہ فرقہ بھی خوارج کی کارستانیوں کی ہی پیداوار ہے۔ دُنیا ئے اسلام کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے میں خارجوں نے وہ کردار ادا کیا جو یہود و نصاریٰ بھی نہ کر سکے۔ موجودہ خارجیت میں کچھ رنگِ اعتزال بھی پایا جاتا ہے۔

جس کی وجہ سے ان کے اندازِ بیان میں شدت کے آثار نمایاں نظر آتے ہیں۔ خارجی عقائد کے حامل لوگوں نے جب اپنے ناپاک ارادوں کو عملی شکل دینا چاہی تو سب سے پہلے ان کا نشانہ جنتِ معلیٰ اور جنتِ بقیع میں صحابہ کبار اور اہل بیت اطہار کے مزارات بنے۔

سیدۃ النساءِ فاطمہ بتول سلام اللہ علیہا، سیدنا عثمان غنی، سیدنا سید الشہداء حضرت حمزہ عَم رسول، حضرت حسن مجتبیٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقابر کو بڑی بے دردی سے مسمار کیا۔ سیدہ ام المؤمنین خدیجہ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کے مزار مبارک پر فائرنگ کرتے وقت یوں کہتے تھے کہ:

اب تک اپنی پوجا کرتی رہی ہو۔ اب اٹھ اور اٹھ کر ہمارا مقابلہ کر (و معاذ اللہ)

یہ ہیں حزبِ طاغوت کے وہ نظریات جن کے پرچار پر کروڑوں کی تعداد میں روپیہ خرچ ہو رہا ہے۔ ان حالات میں اہل حق پر یہ امر واجب ہو جاتا ہے کہ اس قسم کی مذموم ترین کارروائیوں کے خلاف اور طوفانِ ظلمت کا مقابلہ کرنے کے لیے میدانِ عمل میں نکلیں اور لوگوں کو صراطِ مستقیم سے روشناس کرائیں۔

زیرِ نظر کتاب ”خلفائے رسول“ کی تدوین و اشاعت بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے تو فی حق خداوندی اگر شامل حال رہی۔ زندگی اور صحت نے اگر وفا کی تو کئی اور موضوعات پر لکھنے کا ارادہ ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بندۂ ناپہیز کو اپنی خاص دُعاؤں میں یاد رکھیں۔

نیاز آگیں
 عقیس اسلام
 ریتِ خضر حسین چشتی
 WWW.NAFSEISLAM.COM

فَضَائِلِ اَصْحَابِ رَسُوْلِ ﷺ

اُن کے مولیٰ کے اُن پر کروڑوں درود
 ان کے اصحابِ معتمدت پہ لاکھوں سلام
 چاندنارانِ بدر و اُحد پر درود
 حق گزارانِ بیعت پہ لاکھوں سلام
 وہ دستوں جن کو جنت کا مشرودہ ملا
 اس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام

صحابہ کرام

رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ

ضیائے سید ابراہیم صحابہ کرام
انہی کے خوں کی حرارت سے دین زندہ ہے
قرارِ حیدرِ کرار ہیں صحابہ کرام
تمام قوم کے سردار ہیں صحابہ کرام

✦

ہیں آسمان ہدایت کے دلنشین تارے
نبی کی آل کے حُبِ دہلیز ہیں صحابہ کرام
علی کے ماننے والو علی کے ساتھ رہو
علی کے یار ہیں غم خوار ہیں صحابہ کرام

✦

نصیب ان کے زیارت تھی شام کی
عکسِ مرکزِ انوار ہیں صحابہ کرام
کیا نگاہِ رسالت نے انتخاب ان کا
جی بھی تو صاحبِ کردار ہیں صحابہ کرام

✦

بنی تھی عرش کی زینت ترابِ پاہن کی
انہیں کے زینتِ دربار ہیں صحابہ کرام
صحابہ پاک کو بہتر ہے خضر زہ سمجھو
نشانِ منزلِ اختیار ہیں صحابہ کرام

✦

انفصر

نجومِ ہدایت

نشاہِ عالم کی الفت میں سرشار سب ہیں وہ حق و صداقت کے مینار سب
مصطفیٰ جن کو روشن ستارے کہیں ان کی شانِ صحابت کی کیا بات ہے

✽

جانشانِ نبوت، نجومِ فلکِ ہدایت، حاملینِ محبت، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وہ پاکِ زمہتیاں ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی صحبت میں رہنے کی عظیم ترین سعادت نصیب ہوئی اور جنہوں نے جمالِ جہاں آرا کو اپنی آنکھوں سے بار بار دیکھا جن کی شان میں متعدد قرآنی آیات اور احادیثِ رسول موجود ہیں۔ پھر بھی کچھ لوگ ان نفوسِ قدسیہ کی شان میں گستاخی کر کے اپنی آخرت کو تاریک اور اپنے ایمان کا بیڑا غرق کر رہے ہیں۔ بعض لوگوں نے تجدیدِ دین کے نام پر ان عظیم الشان شخصیتوں کے باطنی فضل و کمال کا بڑے زور و شور سے انکار کیا اور آج تک وہ لوگ اُمتِ مسلمہ کا شیرازہ بکھیرنے میں اپنی تمام تر صلاحیتوں کو ضائع کر رہے ہیں۔ سیاسی اغراض، گروہی مفاد، ذاتی منفعت یا پھر شیطان کے اکسانے پر بعض نام نہاد مفکرین نے فرقہ بندی کی ایسی بنا ڈالی جس سے ملتِ بیضا ٹکڑوں میں تقسیم ہو کر رہ گئی۔

گلشنِ عقیدت کو تاراج کرنے کی کوششوں میں مصروف لوگو! خدا کے غضب کو دعوت نہ دو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں کا بغور مطالعہ کرو اور ان کی پیروی کر کے اپنے دلوں میں محبت کے چراغ روشن کر لو۔

صحابہ پاک کو بہتر ہے خضرِ رہ سمجھو نشانِ منزل اخبار ہیں صحابہ کرام

صحابہ کرام از روئے متن حکیم

۱۔ اللہ ان سے راضی ہے :

ارشاد باری ہے : وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ الْأُولُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ
وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ
لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا -

(پارہ ۱۱ سورہ توبہ آیت ۱۰۰)

ترجمہ : اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے
اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی اور ان کے لیے تیار کر رکھے ہیں یاغ،
جن کے نیچے نہریں بہیں، ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں۔

حضرت سعید بن مسیب اور قتادہ بن سیرین فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ حضرات
میں جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نمازیں پڑھیں۔ عطاء بن ابی رباح فرماتے ہیں کہ اس سے
مراد اہل بدر ہیں۔

اہم شعبی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد اہل بیعت رضوان ہیں۔
لیکن محمد بن کعب قرظی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد سارے صحابہ کرام ہیں۔

(تفسیر خازن جلد ۲ ص ۳۷۵)

۲۔ اہل بیعت رضوان :

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ

فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا
قَرِيبًا ۝ (پس فتح آیت ۱۸)

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس درخت کے نیچے تمہاری
بیعت کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے جانا جو ان کے دلوں میں ہے تو ان پر اطمینان اتارا اور
انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا۔

✽ اس آیت مبارکہ میں حدیبیہ کے مقام پر بیعت کرتے والوں کو رضائے الہی کی
بشارت دی گئی ہے اس لیے اس کو بیعت رضوان کہتے ہیں۔

✽ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے دن
ارشاد فرمایا: أَنْتُمْ الْيَوْمَ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ حِينَ كُنْتُمْ آجُومَ الْيَوْمِ
زمین کے تمام انسانوں سے افضل ہو۔

✽ یہ روایت بھی حضرت جابرؓ سے ہے فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا:

لَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ مِّنْ بَايَعِ تَحْتَ الشَّجَرَةِ - ان میں سے
کوئی ایک بھی دوزخ میں نہیں جائے گا جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی۔

✽ یہ روایت بھی انہیں سے ہے فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا: لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ
مَنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ - جس نے درخت کے نیچے بیعت کی وہ ضرور بالضرور جنت
میں جائے گا۔ (تفسیر خازن جلد ۴ صفحہ ۱۶۱)

ان مذکورہ بالا آیات سے یہ امر بالکل واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ تمام مہاجرین و انصار
صحابہ کرام سے راضی ہے اور ان کو جنت کی خوشخبری دے رہا ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ
رہیں گے۔ اور اللہ کے رسول نے بھی ان کو جنت کی بشارت دی کہ یہ تمام جنت میں
ضرور جائیں گے۔ اب اگر کوئی شخص ان کی عظمت کا اقرار نہ بھی کرے تو ان کے مرتبہ و
مقام میں کوئی فرق نہ پڑے گا کہ قرآن ان کی عزت و بزرگی کا گواہ ہے۔

۳۔ فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنُتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا (پارہ ۱ سورہ
 بقرہ آیت نمبر ۱۳۷) ترجمہ: پھر اگر یہ بھی ایمان لائیں جس طرح تم ایمان لائے ہو جب وہ ہدایت
 پا گئے۔

اس آیت پاک سے معلوم ہوا کہ مومن وہ ہے جس کا ایمان صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ
 علیہم اجمعین کی طرح ہو کہ صحابہ کرام ایمان کی کسوٹی ہیں۔

۴۔ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ
 اللَّهِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ ط وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝
 (پارہ ۲ سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۱۸)

ترجمہ: بیشک جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں، یہی
 لوگ رحمت الہی کے امیدوار ہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت کریمہ کی نشان نزول یہ ہے حضرت عبداللہ بن جحش کی سرکردگی میں جو مجاہدین
 بھیجے گئے تھے ان کی نسبت بعض لوگوں نے کہا کہ چونکہ انہیں خبر نہ تھی کہ یہ دن رجب کا
 ہے (جو غلطی سے رجب کی پہلی تاریخ میں جہاد کر بیٹھے) اس لیے اس روز قتال کرنا گناہ
 تو نہ ہوا لیکن اس کا کچھ ثواب بھی نہ ملے گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ ان کا یہ
 عمل جہاں مقبول ہے وہاں انہیں امیدوار رحمت الہی رہنا چاہیے اور یہ امید قطعاً پوری
 ہوگی (خزان العرفان) اس سے یہ معلوم ہوا کہ مجتہد کی غلطی بھی باعث ثواب ہے۔

۵۔ هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنْفِقُوا عَلَىٰ مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ
 حَتَّىٰ يَنْفَضُّوا (پ ۲، س منافقون آیت ۷)

ترجمہ: یہی لوگ ہیں جو کہتے ہیں نہ خرچ کرو ان (صحابہ کرام) پر جو اللہ کے رسول کے پاس
 ہوتے ہیں یہاں تک کہ وہ (بھوک سے تنگ آکر) پریشان ہو جائیں۔ اس آیت اور
 اس سے پہلی آیات بنیات کی نشان نزول یہ ہے کہ غزوہ مریسین میں بنو مصطلق پر فتح

حاصل کرنے کے بعد حضور علیہ السلام نے چند روز اسی جگہ پر قیام فرمایا تاکہ مسلمان مجاہدین جنگ کی
تھکاوٹ کو دور کر لیں اور واپسی کے سفر سے پہلے تازہ دم ہو جائیں۔ اسی اثناء میں ایک خطرناک
واقعہ رونما ہوا۔ حضرت عمر فاروق کے ابیر حضرت جہجاء بن مسعود غفاری اور رئیس المنافقین
عبد شبن ابی کے حلیف سنان بن دبرہ ٹھنی کے درمیان پانی بھرنے پر جھگڑا ہو گیا سنان نے
انصار اور جہجاء نے مہاجرین کو مدد کے لیے پکارا قریب تھا کہ مسلمانوں کے دو گروہوں
میں جنگ چھڑ جاتی کہ حضور سرور عالم اپنے خیمہ سے جلدی جلدی تشریف لائے، اور
دونوں فریقوں کو مخاطب کر کے فرمایا :

مَا بَالُ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ ۚ مَا لَكُمْ وَلِدَعْوَةِ الْجَاهِلِيَّةِ
دَعْوَاهَا فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ ۚ یہ تم نے جاہلیت کے نعرے لگانے کیسے شروع
کر دیے ہیں؟ اسلام قبول کرنے کے بعد جاہلیت کی پکار بڑی بُری بات ہے یہ بڑی گندی
چیز ہے (ضیاء القرآن)

اس موقع پر عبد شبن ابی منافق نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بہت
گستاخانہ اور بے ہودہ باتیں کہیں اور اپنی قوم کو کہنے لگا کہ اگر تم ان مہاجرین کو اپنا جھوٹا کھانا نہ
دو تو یہ تمہاری گردنوں پر سوار نہ ہوں تمہاری مثال بالکل ایسی ہے جیسے کسی نے کہا ہے کہ
سَمِنَ كَلْبَكَ يَا كَلْبَكَ تم اپنے کتے کو پال کر موٹا کر و تاکہ وہ تمہیں ہی کاٹ
کھائے۔ اب تم ان پر کچھ خرچ نہ کرو تاکہ یہ مدینہ سے بھاگ جائیں۔ اور کہنے لگا لَیِّنُ
رَجَعْنَا الْحَ الْمَدِیْنَةَ لَیْخُرْ جَنَ الْأَعْزَمُ مِنْهَا الْأَذَلُ ۚ
(سورہ منافقون آیت ۸) کہ اگر ہم لوٹ کر مدینہ میں گئے تو نکال دیں گے عزت والے وہاں سے
ذلیلوں کو ۛ

عبد شبن ابی منافق کی یہ گستاخانہ گفتگو سُن کر زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو تاب نہ رہی
اور بے آنْتَ وَاللَّهِ الدَّلِيلُ الْقَلِيلُ الْمُبْغَضُ فِي قَوْمِكَ وَمَحْتَدٌ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عِزِّ مَنِ الرَّحْمَنِ وَمَوَدَّةِ مَنِ الْمُسْلِمِينَ
(تفسیر خازن جلد ۴ ص ۲۹۲)

ترجمہ: (اے ابن ابی) خدا کی قسم! تو ذلیل ہے تو قلیل ہے تو اپنی قوم میں مغفوض ہے اور ہمارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خداوند رحمن نے ساری عزتیں بخشی ہیں اور اہل ایمان ان سے والہانہ محبت کرتے ہیں۔

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو عبداللہ بن ابی کی اس بکواس کا علم ہوا تو حضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: دَعْنِي أَضْرِبُ عُنُقَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ۔ یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں حضور علیہ الصلوٰۃ نے فرمایا: كَيْفَ يَا عُمَرُ إِذَا تَحَدَّثَ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا أَقْتُلُ أَصْحَابَهُ (خازن ج ۴ ص ۲۹۲)

اے عمرؓ یہ اجازت کیسے دے دوں لوگ باتیں بنائیں گے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے ساتھیوں کو قتل کر رہا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم اور صحابہ کا گستاخ قابلِ گردن زدنی ہے اور عمر فاروق کے نزدیک واجب القتل ہے۔

عبداللہ بن ابی کو اس کے قبیلے والوں نے سمجھایا کہ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اس گستاخی کی معافی مانگ لے تو اس نے ازراہ کبر و غرور تقی میں سر کو ہلایا اور کہنے لگا: أَمَرْتُمُونِي أَنْ أُؤْمِنَ فَقَدْ آمَنْتُ وَأَنْ أُعْطِيَ زَكَاةَ مَالِي فَقَدْ أُعْطِيتُ فَمَا بَقِيَ إِلَّا أَنْ أَسْجُدَ لِمُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم)
(تفسیر قرطبی - ضیاء القرآن)

تم نے مجھے ایمان لانے کا حکم دیا تو میں ایمان لے آیا۔ تم نے مجھے اپنے مال کی زکوٰۃ دینے کو کہا تو میں نے زکوٰۃ بھی ادا کر دی۔ اب ایک بات باقی ہے کہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو

سجدہ کروں۔

”یہ میں نہیں کروں گا“

اس سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔ ۱۔ صحابہ کرام پر خرچ کرنا ایمان کی دلیل ہے۔
۲۔ صحابہ پر خرچ کرنے سے روکنا منافقت کی علامت ہے۔ ۳۔ صحابہ کا دشمن خدا اور رسول
کا دشمن ہے۔ ۴۔ صحابہ کو بُرا بھلا کہنا اہل نفاق کی پرانی عادت ہے۔ ۵۔ اور منافقین بارگاہِ
نبوت میں حاضر ہو کر معافی مانگنے کو شرک و بدعت تصور کرتے ہیں۔

۶۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَلَا أُقْسِمُ بِمَوْقِعِ النُّجُومِ ۝ (پارہ ۲۷،

سورۃ واقعہ آیت ۷۵)

ترجمہ: ”پس میں قسم کھاتا ہوں ان جگہوں کی جہاں ستارے ڈوبتے ہیں۔

بعض علماء نے مَوَاقِعِ النُّجُوم کی یہ تفسیر بیان کی ہے کہ نجوم سے مراد صحابہ
کرام رضی اللہ عنہم اور مَوَاقِع سے مراد ان کی سجدہ گاہیں ہیں جہاں وہ اپنے رب کے
حضور سر بسجود رہا کرتے تھے اور بعض علماء کے نزدیک مَوَاقِع سے مراد ان کے مزارات
پر انوار ہیں جہاں وہ جہادِ اکبر یا جہادِ اصغر میں جامِ شہادت نوش کرنے کے بعد استراحت
فرماتے ہیں۔

ملاحیون اپنی تفسیر احمدی میں رقم طراز ہیں:

أَوِ النُّجُومِ نَجُومُ الصَّحَابَةِ وَمَوَاقِعُهَا مَسَاجِدُهُمْ أَوْ
مَقَابِرُهُمْ۔

نجوم سے مراد صحابہ کرام ہیں اور ان کے مَوَاقِع سے مراد صحابہ کی سجدہ گاہیں یا ان کے
مزارات ہیں۔

علامہ اسماعیل حقی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی تفسیر روح البیان میں لکھتے ہیں:

وَقِيلَ النُّجُومُ الصَّحَابَةُ وَالْعُلَمَاءُ الْهَادُونَ وَمَوَاقِعُهُمْ

الْقُبُورِ -

اور کہا گیا ہے کہ نجوم سے صحابہ کرام اور وہ علمائے کرام جو سیدھی راہ دکھانے والے ہیں اور ان کے مواقع سے مراد ان کی قبور ہیں۔ (ضیاء القرآن)

۷۔ حِزْبُ اللّٰہِ :

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۖ اُولَٰئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۗ اَلَا اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ (پارہ ۲۸ سورہ مجادلہ آیت ۲۲)

ترجمہ : اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا ان سے اور وہ اس سے راضی ہو گئے یہ اللہ کی جماعت ہے بسن لو کہ اللہ تعالیٰ کی جماعت ہی ”دونوں جہانوں“ میں کامیاب و کامران ہے۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام اللہ تعالیٰ کی جماعت ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اپنے اللہ سے راضی ہو گئے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں کو راضی اللہ معنہ کہنا جائز ہے۔ خواہ وہ صحابہ کرام ہوں، اولیاء عظام ہوں یا علمائے ذی اختتام ہوں۔ رب تعالیٰ نے فرمایا ہے : رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۖ اُولَٰئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۗ اَلَا اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ ترجمہ : اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی یہ (سعادت) اس کو ملتی ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے۔ (پس بینہ آیت ۸)

۸۔ الصّٰدِقُوْنَ :

وَيَتَصَرَّوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلَهُ ۖ اُولَٰئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝

(پارہ ۲۸ سورہ حشر آیت ۸)

ترجمہ : اور (ہر وقت) مدد کرتے رہتے ہیں (اپنے جان و مال سے) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی یہی لوگ (ایمان و اخلاص میں) سچے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے یہاں ان صحابہ کرام کی سچائی کا اعلان فرمایا جنہوں نے اپنے عزیز

وآفار ب، مال و متاع اور شہر و وطن صرف اللہ و رسول کی محبت میں چھوڑے اور اسلام قبول کیا اور ہر طرح کی سختیوں کو برداشت کیا۔

۹۔ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ
حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ
أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ط (پارہ ۲۸ سورۃ مجادلہ آیت ۲۲)

ترجمہ: تو ایسی قوم نہیں پائے گا جو ایمان رکھتی ہو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر (پھر) وہ محبت کرے ان سے جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی خواہ وہ (مخالفین) ان کے باپ ہوں یا ان کے فرزند یا ان کے بھائی یا ان کے کنبہ والے ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں بڑی صراحت سے اس حقیقت کو بیان کیا جا رہا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اور روز قیامت پر ایمان لانے والوں کے دلوں میں اللہ اور اس کے پیارے رسول کے دشمنوں کی محبت نہیں پائی جاتی اور نہ ہی ان کا ایمان اس چیز کو گوارا کرتا ہے۔ کہ وہ خدا اور اس کے رسولِ مکرم کے دشمنوں سے دوستی کرے۔

نور ایمان اور محبت رسول نے ان کے دلوں کو اس قدر منور و معطر کر رکھا ہے کہ نفاق و الحاد کی آلائشوں کا وہاں تصور تک نہیں کیا جاسکتا۔ اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ بے دینوں، بد مذہبوں اور خدا اور رسول کے گستاخوں سے دلی محبت اور مذہبی اختلاط مُستَحْسَن نہیں۔

صحابہ کرام کی زندگیاں اس آیت کریمہ کی حقیقی جاگتی تفسیر ہے چنانچہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے اپنے باپ جراح کو قتل کیا، حضرت مصعب بن عمیر نے اپنے بھائی کو قتل کیا، حضرت عمر فاروق نے اپنے ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ کو قتل کیا، حضرت علیؓ اور حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہؓ نے ربیعہ کے بیٹوں اور اپنے قریبی رشتہ داروں عُتبہ، شیبہ اور ولید بن عُتبہ کو غزوہ بدر میں قتل کیا۔

حضرت صدیق اکبر نے بدر کے دن اپنے بیٹے عبدالرحمن دجو بعد میں ایمان لے آئے کو
مبازرت کے لیے طلب کیا کہ آؤ باپ بیٹے کے دو دو ہاتھ ہو جائیں اور حضور سے جنگ
کی اجازت طلب کی اور عرض کیا میرے آقا مجھے اجازت دیکھیے تاکہ میں شہدار کے پہلے
گروہ میں داخل ہو جاؤں لیکن حضور نے فرمایا - مَتَّعْنَا بِنَفْسِكَ يَا أَبَا بَكْرٍ - اے
ابوبکر ہمیں اپنی ذات سے فائدہ اٹھالینے دے۔ مَا تَقْلُمُ رَأْسَكَ عِنْدِي
بِمَنْزِلَةِ سَمْعِي وَبَصَرِي بلہ تو نہیں جانتا کہ تو میرے نزدیک میرے
کان اور میری آنکھ کی طرح ہے۔

صحابہ کرام از روئے حدیث رسول

۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے :

لَا تَمْسُ التَّارُ مَسْلَمًا رَأَيْتُ أَوْ رَأَى مَنْ رَأَى (ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۸۵)
کہ اس مسلمان کو آگ نہ چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا
۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا :
لَا تَسْبُوا أَصْحَابِي لَا تَسْبُوا أَصْحَابِي فَوَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ
أَحَدَكُمْ أَتَفَقَّ مِثْلَ أَحَدٍ ذَهَبًا مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا
نَصِيفَهُ۔

(صحیح مسلم شریف جلد ثانی صفحہ ۳۱۰ مطبوعہ سعید کپنی کراچی)

ترجمہ : میرے صحابہ کو بُرا مت کہو، میرے صحابہ کو بُرا مت کہو اس ذات کی قسم جس کے قبضہ
لہ ضیاء القرآن

قدرت میں میری جان ہے۔ اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برابر سونا راہِ خدا میں دگا تو صحابہ کرام کے ایک مُد (سیر بھر غلہ) کو نہیں پہنچے گا بلکہ نصف مُد کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔

۳۔ سرکارِ مدینہ کا ارشاد ہے: اَکْرِهُمُوْا اَصْحَابِيْ فَاِنَّهُمْ خِيَارُكُمْ۔

(مقدمہ صواعقِ محرّقہ)

میرے اصحاب کی عزت کرو کہ وہ تمہارے بہترین آدمی ہیں۔

۴۔ حضور علیہ السلام کا فرمان ہے۔ اِذَا ذُكِرَ اَصْحَابِيْ فَاَمْسِكُوْا

جب میرے صحابہ کا ذکر ہو تو ان کو کچھ کہنے سے رُک جایا کرو

۵۔ فرمایا: اَللّٰهُ اَللّٰهُ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غُرَضًا بَعْدِیْ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّهُمْ فَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِابْغَضِیْ اَبْغَضَهُمْ

(صواعقِ محرّقہ ص ۵)

ترجمہ: میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو اور میرے بعد انہیں اپنی اغراض کا نشانہ نہ بنانا جو شخص ان سے محبت کرتا ہے وہ میری محبت کی وجہ سے ایسا کرتا ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے میرے ساتھ بغض رکھنے کی وجہ سے ان سے بغض رکھتا ہے۔

۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے منتخب فرمایا اور میرے لیے اصحاب کا انتخاب بھی

فرمایا، ان میں سے میرے لیے داماد بھی منتخب فرمائے اور دوست بھی

فَمَنْ حَفِظَنِيْ فَبِهِمْ حَفِظَهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَذَانِيْ فَبِهِمْ اَذَانُ

اللّٰهُ

(صواعقِ محرّقہ ص ۴)

پس جو شخص ان کے بارے میں میرا تحفظ کرے گا اللہ اس کی حفاظت کرے گا۔

اور جو شخص ان کے بارے میں مجھے تکلیف پہنچائے گا اللہ تعالیٰ اسے ایذا دے گا

۷۔ عقیلی نے حضرت انسؓ سے بیان کیا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا

اللہ تعالیٰ نے مجھے منتخب فرمایا اور میرے اصحاب اور داماد بھی منتخب فرمائے
وَسَيَأْتِي قَوْمٌ يَسُبُّونَهُمْ وَيَنْتَقِصُونَهُمْ فَلَا تُجَالِسُوهُمْ
وَلَا تُشَارِبُوهُمْ وَلَا تَوَاجِلُوهُمْ وَلَا تَنَاجَوْهُمْ۔

(صواعق محرقة ص ۴)

ترجمہ : غنقریب ایک قوم ہوگی جو ان کو برا بھلا کہے گی اور ان کی تنقیض کرے گی ایسے لوگوں
کے ساتھ کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا، اور نکاح و بیاہ نہ کرو۔

۸۔ یہ روایت بھی حضرت انسؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا :
وَمَنْ أَحْسَنَ الْقَوْلَ فِي أَصْحَابِي فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ أَسَاءَ
الْقَوْلَ فِي أَصْحَابِي فَهُوَ مُنَافِقٌ۔

(نُورُ الْإِبْصَارِ فِي مَنَاقِبِ آلِ بَيْتِ النَّبِيِّ الْمُتَّارِ مطبوعہ مصر ص ۵)

ترجمہ : جس نے میرے صحابہ کے بارے میں اچھی بات کی وہ مومن ہے اور جس نے بُری
بات کی وہ منافق ہے۔

۹۔ سیدنا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

إِنَّ اللَّهَ اخْتَارَ أَصْحَابِي عَلَى الثَّقَلَيْنِ سِوَى النَّبِيِّينَ وَ
الْمُرْسَلِينَ۔

(الصواعق المحرقة مطبوعہ مکتبہ مجیدیہ ملتان صفحہ ۲۱۲)

اللہ تعالیٰ نے انبیاء و مرسلین کو چھوڑ کر تمام جن و انس پر میرے صحابہ کو ترجیح دی ہے

۱۰۔ طبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا : لَعَنَ
اللَّهُ مَنْ سَبَّ أَصْحَابِي۔

(صواعق ص ۶)

میرے صحابہ کو برا کہنے والے پر اللہ تعالیٰ لعنت کرے۔

۱۱۔ ترمذی اور ضیاء نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

مَا مِنْ أَحَدٍ مِّنْ أَصْحَابِي يَمُوتُ بِأَرْضٍ إِلَّا بُعِثَ قَائِدًا وَنُورًا
لَّهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ - (صواعق محرقة ص ۶)

جب کسی علاقہ میں میرا کوئی صحابی فوت ہو جاتا ہے تو اسے اس علاقے کے لوگوں کے
یہ قیامت کے دن قائد اور نور بنا کر بھیجا جائے گا۔

۱۲۔ دیلمی نے حضرت انس سے روایت کی ہے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِرَجُلٍ مِّنْ أُمَّتِي خَيْرًا أَلْقَى حُبَّ أَصْحَابِي فِي
قَلْبِهِ - (صواعق محرقة ص ۵)

جب اللہ تعالیٰ میری امت کے کسی آدمی سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے
دل میں میرے صحابہ کی محبت ڈال دیتا ہے۔

۱۳۔ شاہ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،
مَنْ سَبَّ أَصْحَابِي فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ
أَجْمَعِينَ - (الشرف الموبد لآل محمد ص ۱۰۵)

جس نے میرے صحابہ کو گالی دی اس پر اللہ تعالیٰ کی فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے
۱۴۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

شَفَاعَتِي مُبَاكَحَةٌ إِلَّا لِمَنْ سَبَّ أَصْحَابِي (الشرف الموبد ص ۱۰۳)
میری شفاعت (ہر مسلمان کے لیے) جائز ہے سوائے اس شخص کے جس نے میرے
صحابہ کو گالی دی۔

۱۵۔ امام العلامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی نور اللہ مرقدہ اپنی شہرہ آفاق کتاب الشرف
الموبد لآل محمد (مصبوعہ مصر) میں رقمہ ازہیں کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے
إِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِينَ يَسُبُّونَ أَصْحَابِي فَقُولُوا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَىٰ بَشَرِكُمْ
(الشرف الموبد ص ۱۰۲)

جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو گالیاں دیتے ہوں تو کہا کرو تمہارے شر پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ۔

۱۶۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اِنَّ بَشَرَارَ اُمَّتِيْ اَجْرُوْهُمُ عَلٰی صَحَابَتِيْ ۔ (الشرف المؤبد ص ۱۰۲)

”میری امت کے شر پر ترین لوگ وہ ہیں جو میرے صحابہ پر بہت جری ہیں“
(یعنی وہ لوگ جو میرے اصحاب کو برا بھلا کہنے میں جھارت کریں گے)

۱۷۔ صواعق محرقة میں علامہ ابن حجر مکی دارقطنی کے حوالے سے لکھتے ہیں

مَنْ حَفِظَنِيْ فِيْ اَصْحَابِيْ وَرَدَّ عَلٰی الْحَوْضِ وَمَنْ لَّمْ يَحْفَظْنِيْ فِيْ اَصْحَابِيْ لَمْ يَرِدْ عَلٰی الْحَوْضِ وَلَمْ يَرِنِّيْ (صواعق محرقة ص ۶)
جو صحابہ کے بارے میں میرا تحفظ کرے گا وہ حوض کوثر پر وارد ہوگا اور جس نے صحابہ کے بارے میں میرا تحفظ نہ کیا وہ حوض کوثر پر نہیں آسکے گا اور نہ ہی اسے میرا دیدار نصیب ہوگا ۔

۱۸۔ امام ابو یعلیٰ حضرت النس رضى اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ :

مَثَلُ اَصْحَابِيْ مَثَلُ الْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ لَا يَصْلَحُ الطَّعَامُ اِلَّا بِالْمِلْحِ (صواعق محرقة ص ۶)

میرے صحابہ کھانے میں نمک کی مانند ہیں اور کھانا نمک ہی سے اچھا بنتا ہے ۔

۱۹۔ سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا :

اَصْحَابِيْ كَالنُّجُومِ بَايَّتْهُمْ اَقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ ۔

(الشرف المؤبد ص ۱۰۱)

میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تم ان میں سے جس کی اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے ۔

مذکورہ بالا احادیث سے یہ امر بالکل واضح ہو گیا کہ صحابہ کرام سے محبت و عقیدت رکھنا ایمان کی علامت ہے اور ان کی شان میں سب و شتم کرنا رسول کریم کی ناراضگی کا باعث اور منافقت کی نشانی ہے۔ ان روشن ترین دلائل و براہین کے ہوتے ہوئے ان پاکیزہ ہستیوں پر زبان طعن دراز کرنے کو نجس باطن کا مذموم مظاہرہ ہی کہا جائے گا اور ایسی روش کو احکام خداوندی اور دین مصطفوی سے کھلی بغاوت کے مترادف ہی تصور کیا جائے گا۔ وہ لوگ جو ایسی حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں وہ مندرجہ بالا احادیث کا بار بار مطالعہ کریں، سوچیں اور غور کریں اپنی جانوں پر ظلم نہ کریں اس لیے کہ کل قیامت کے دن ہم سب شفاعت رسول کے طلب گار ہوں گے اور جھنور کا فرمان ہے کہ میں اس کی شفاعت ہر گز نہ کروں گا جو میرے صحابہ کو بُرا بھلا کہے گا۔

روافض :

رافضی اپنے امام کو چھوڑ دینے والے کو کہتے ہیں علامہ ابن طریح نجفی مجمع البحرین میں رافضہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ وہ فرقہ ہے جنہوں نے حضرت سیدنا زید بن علی کو اس وقت چھوڑ دیا تھا جب آپ نے انہیں صحابہ کرام پر طعن کرنے سے منع فرمایا تھا۔ جب رافضہ کو پتا چلا کہ یہ شیخین (صدیق و فاروق) رضی اللہ عنہما کو بُرا بھلا نہیں کہتے تو ان لوگوں نے آپ کو چھوڑ دیا۔ پھر یہ لقب ہر اس شخص کے لیے استعمال ہونے لگا جس نے اس مذہب میں غلو اختیار کیا اور صحابہ پر طعن کرنے کو جائز قرار دیا۔ (حاشیہ صواعق محرقہ)

ابو ذر ہروی نے حضرت جابر، حضرت حسن بن علی اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ایک روایت بیان کی ہے اور ذہبی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت بیان کی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا :

يَكُونُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ يُسَمُّوْنَ الرَّافِضَةَ يَرْفُضُوْنَ
الْاِسْلَامَ فَاقْتُلُوْهُمْ فَاتَّهَمُوْهُمْ مُشْرِكُوْنَ (صواعق محرقة ص ۵)

آخری زمانے میں روافض نام کی ایک قوم ہوگی جو اسلام کو چھوڑ دے گی اسے جہاں پاؤ
قتل کر دو کیوں کہ وہ مشرک ہے۔

❖ ذہبی نے ایک اور روایت ابراہیم بن حسن بن حسین بن علی ان کے باپ اور جد امجد
سے بیان کی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا: يَظْهَرُ فِيْ اٰمَتِيْ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ يُسَمُّوْنَ الرَّافِضَةَ
يَرْفُضُوْنَ الْاِسْلَامَ۔ (ایضاً)

کہ آخری زمانے میں میری امت میں روافض نام کی ایک قوم ہوگی جو اسلام کو چھوڑ
دے گی۔

❖ دارقطنی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور علیہ السلام
نے فرمایا: سَيَأْتِيْ مِنْ بَعْدِي قَوْمٌ لَّهُمْ نَبِيٌّ يَقَالُ لَهُمُ الرَّافِضَةُ
فَاِنْ اَدْرَكْتَهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ فَاتَّهَمُوْهُمْ مُشْرِكُوْنَ۔

عنقریب میرے بعد ایک قوم ہوگی جن کا بُرا لقب ہوگا جنہیں رافضی کہا جائے گا
اگر تو انہیں پائے تو قتل کر دینا کیوں کہ وہ مشرک ہیں۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ میں نے
عرض کیا یا رسول اللہ ان کی نشانی کیا ہوگی تو سرکار نے فرمایا:

يُقْرِطُوْنَكَ بِمَا لَيْسَ بِفِيْكَ وَيُطْعِمُوْنَ عَلَى السَّلَفِ (صواعق محرقة ص ۵)

کہ وہ تمہاری طرف ایسی ایسی چیزیں منسوب کریں گے جو تم میں موجود نہیں (تقیہ وغیرہ)
اور سلف پر طعن کریں گے۔

❖ طبرانی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ:

مَنْ سَبَّ الْاَنْبِيَاءَ قُتِلَ وَمَنْ سَبَّ اَصْحَابِيْ جُلِدَ (صواعق محرقة ص ۵)

جو انبیاء کو گالی دے اسے قتل کیا جائے اور جو صحابہ کو برا بھلا کہے اسے کوڑے مارے جائیں۔

ذرا ان فرمانین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جلال کا مشاہدہ کریں اور دیکھیں کہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خاص فرقے کا کس انداز میں ذکر کیا ہے۔ اور یہ بات بھی کھل کر سامنے آگئی کہ آئندہ پیش آنے والے حالات نبی کریم سے ہرگز پوشیدہ نہیں وہ لوگ بھی ان ارشادات پر غور کریں جو یہ کہتے ہوئے نہیں تھکتے کہ نبی اکرم کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔



فَضَائِلِ

خُلَفَاءِ اَرْبَعِه

اَز رُؤُوسِ تَرَانِ مَجِید

خلفائے راشدین و مہدیین کے فضائل و مدارج میں قرآنی آیات اور احادیث نبویؐ بکثرت مذکور ہیں۔ یہاں نہایت اختصار کے ساتھ صرف چند آیات پر ہی اکتفا کیا جائے گا۔
۱۔ ارشادِ خداوندی لم یزل ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ
رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا
مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا

(پارہ ۲۶ سورۃ فتح آیت نمبر ۲۹)

ترجمہ: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت
ہیں اور آپس میں نرم دل۔ تو انہیں دیکھئے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے اللہ تعالیٰ
کا فضل و رضا چاہتے۔

اس آیت پاک کے تحت حضرت علامہ علاء الدین بغدادی لکھتے ہیں کہ وَالَّذِينَ
مَعَهُ سے مراد حضرت ابوبکر ہیں۔ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ سے مراد حضرت عمر
فاروق ہیں۔ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ سے مراد حضرت عثمان غنی ہیں تَرَاهُمْ
رُكَّعًا سُجَّدًا سے مراد حضرت علی المرتضیٰ ہیں۔ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا
سے مراد بقیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔

(تفسیر خازن جلد ۴ صفحہ ۱۷۴)

۲۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :
وَحَمَلْنَاهُ عَلَىٰ ذَاتِ الْاُكْحٰحِ وَقَدْ سَرَّۙ ۚ تَجْرِيۙ بِاَعْيُنِنَاۙ

(پارہ ۲۷ سورہ قمر آیت ۱۳)

ترجمہ : اور ہم نے نوح (علیہ السلام) کو سوار کیا تختوں اور کیلوں والی پر کہ ہماری نگاہ کے روبرو بہتی رہے۔“

امام کسائی نے اپنی کتاب قصص الانبیاء میں ذکر کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام جب کشتی کا کچھ حصہ بناتے تو رات کو اسے زمین کا کٹر اکھا جانا۔ حضرت نوح نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں اس امر کا شکوہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس پر میری مخلوق کے اکابر کے نام لکھ دو۔ جناب نوح نے عرض کیا وہ کون ہیں ؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
هُمْ اَصْحَابُ نَبِيِّ مُحَمَّدٍ اَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ
(رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ) وہ میرے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب
ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم ہیں۔

فَكَتَبَهُمُ نُوحٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَىٰ جَوَابِهَا الْاَرْبَعَ فَحَفِظَتْ
حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی کے چاروں کونوں پر یہ اسماء تحریر کر دیے اور وہ
کیڑے سے محفوظ ہو گئی۔ علامہ شبلی نجی شافعی کہتے ہیں کہ جب امام کسائی رحمہ اللہ
کے اس کلام کو اللہ تعالیٰ کے اس کلام (مندرجہ بالا آیت) کے ساتھ ملا کر غورو
خوض کریں تو یہ عظیم راز افشا ہو گا اور آپ اس فضیلت کو دیکھیں گے جس کے آگے
ساری بلندیاں عاجز ہیں۔ (نور البصار ص ۳)

۳۔ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غَيْۙ (پارہ ۸ سورہ اعراف آیت ۴۳)
اور لکھا ہم نے ان کے سینوں سے کینہ۔“

حضرت علامہ مومن شبلی نجی رحمۃ اللہ علیہ نے عمدۃ التبیق کے حوالے سے بیان کیا

کہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں حضرت عکرمہ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ قیامت کے روز سرخ یا قوت سے بنا ہوا ایک تخت لایا جائے گا۔ جس کا طول بیس میل ہوگا اور اس میں کوئی جوڑ و غیرہ نہ ہوگا۔ اس کی ترکیب اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے ہوگی جناب ابوبکر صدیقؓ اس پر تشریف فرما ہوں گے۔ پھر زرد یا قوت سے بنا ہوا تخت لایا جائے گا اس پر حضرت عمر فاروقؓ جلوسہ افزہ ہوں گے پھر اسی طرح کا ایک سبز یا قوت سے بنا ہوا تخت لایا جائے گا اس پر جناب عثمان غنیؓ متمکن ہوں گے۔ پھر اس کی مانند سفید یا قوت سے بنا ہوا تخت لایا جائے گا جس پر مولانا علیؓ جلوسہ فکن ہوں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان چاروں تختوں کو اپنے کا حکم دے گا۔ وہ عرش کے سایہ میں اتریں گے۔

ثُمَّ تَسْبَلُ عَلَيْهِمْ خِيَمَةٌ مِّنَ الذُّرِّ الرَّطْبِ -

پھر پر رونق موتیوں کا ایک خوب صورت "خیمہ ان پر لٹکایا جائے گا۔

وہ خیمہ اتنا وسیع ہوگا کہ اگر سات آسمان اور سات زمینیں اور ساری مخلوق کو جمع کر دیا جائے تو اس خیمہ کے ایک کونے میں سما جائیں۔ پھر چار پیالے پیش کیے جائیں گے ایک حضرت ابوبکرؓ کے لیے ایک حضرت عمرؓ کے لیے، ایک حضرت عثمانؓ کے لیے، ایک حضرت علیؓ کے لیے ہوگا۔ یہ حضرات خلفاء علیہم الرضوان ان پیالوں سے نوش فرمائیں گے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِّنْ غَلٍّ - اور نکالا ہم نے ان کے سینوں سے کینہہ "اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقَابِلِيْنَ - "وہ ایک دوسرے کے سامنے بھائیوں کی طرح تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ جہنم کو حکم دے گا کہ اپنے شعلوں کے جوش سے تَقْذِفُ الرِّوَاغِضَ وَالْكَافِرَ عَلٰی وُجُوْهِهَا فَيَكْشِفُ اللّٰهُ عَنْ اَبْصَارِهِمْ فَيَنْظُرُوْنَ اِلٰی مَنَازِلِ اُمَّةٍ مُّحَمَّدٍ

فِي الْجَنَّةِ۔

ترجمہ: تمام روافض اور کفار کو باہر پھینک دے اور اللہ تعالیٰ ان کی آنکھوں سے پردے ہٹا دے گا، وہ کفار و روافض اُمتِ رسول کے مقامات کو جنت میں دیکھیں گے اور کہیں گے:

هَؤُلَاءِ الَّذِينَ سَعَدَ بِهِمُ النَّاسُ

کہ ان (سے محبت و عقیدت) کی وجہ سے لوگ نیک بخت ہوئے ہیں۔
وَنَحْنُ شَقِيئُونَ۔ کہ ان (سے نفاق و دشمنی) کی بنا پر ہم بد بخت رہے ہیں۔

ثُمَّ يَرُدُّونَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ۔

”پھر ان کو دوزخ میں واپس کر دیا جائے گا“ (نور البصار ص ۳)

۴۔ وَالْعَصْرِ ۚ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۚ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ

(پارہ ۳ سورہ والعصر)

ترجمہ: قسم ہے زمانہ کی، یقیناً انسان ضرور خسارہ میں ہے، سوائے ان (خوش نصیبوں) کے جو ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتے رہے، اور ایک دوسرے کو حق کی تلقین کرتے رہے اور ایک دوسرے کو صبر کی تاکید کرتے رہے۔

تفسیر خطیب میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سورہ والعصر کی تلاوت کی اور آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ اس کی تفسیر فرمائیے جناب رسالت مآب علیہ السلام نے فرمایا:
وَالْعَصْرِ اللہ تعالیٰ کی قسم ہے۔ تمہارے رب نے دن کے آخری حصہ کی قسم اٹھائی ہے۔ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ سے مراد ابو جہل ہے إِلَّا الَّذِينَ

اَمَنُوا سے مراد ابوبکرؓ ہے وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سے مراد عمرؓ ہے وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ سے مراد عثمانؓ ہے۔ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ سے مراد علیؓ ہے لکھا ہے کہ اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے منبر پر لوگوں سے خطاب کیا تھا۔

(نور الابصار ص ۴)

خلفائے رسولؐ

از روئے حدیث رسولؐ

۱۔ علامہ شبلی بنی الروض الفائق کے حوالے سے رقمطراز ہیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ اے ابوبکر خَلَقَنِي اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ جَوْهَرَةٍ مِّنْ نُورٍ ”اللہ تعالیٰ نے مجھے نوری جوہر سے پیدا فرمایا“

پھر اس کی طرف اپنی نظر رحمت فرمائی اور مجھے اپنے حضور میں رکھا۔ میں حیا سے پسینہ پسینہ ہو گیا اور مجھ سے چار قطرے ساقط ہوئے۔ اے ابوبکرؓ پہلے قطرہ سے تجھے پیدا کیا۔ دوسرے سے عمرؓ کو تیسرے سے عثمانؓ کو اور چوتھے سے علیؓ کو پیدا فرمایا۔

فَنُورُكَ يَا أَبَا بَكْرٍ وَنُورُ عُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ مِّنْ نُورِي

(نور الانصار ص ۶)

اے ابوبکر تیرا نور اور عمر، عثمان اور علی کا نور میرے نور سے ہے۔

۲۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا میں (شب اسری) جنت میں گیا اس کے باغات اور

نہروں کی سیر کر رہا تھا کہ اچانک میرے ہاتھ میں ایک پھل آیا۔ میں نے اسے کپڑے پر اتار دیا۔ وہ چار ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا اور ہر ٹکڑے سے ایک حور ظاہر ہوئی جو اتنی خوبصورت تھی کہ لوگوں نے حیرت ظفرہا لفتنت اهل السموات والارض۔
 کہ اگر وہ اپنا ایک ناخن ظاہر کر دے تو زمین و آسمان کی ساری مخلوق فتنہ میں پڑ جائے۔
 وَلَوْ أَخْرَجْتُ كَفَّهَافَ لَغَلَبَ صَوْنُهَا صَوْنُ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ
 اور اگر اپنا ہاتھ باہر نکالے تو اس کی روشنی سورج اور چاند کی روشنی پر غالب جائے
 وَلَوْ تَبَسَّمتْ لَمَلَّاتْ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ مُسَكَّاتِمْ
 دیکھو۔

اور اگر تبسم کرے تو اس کے منہ کے خوشبو سے زمین و آسمان معطر ہو جائیں۔
 میں نے ایک حور سے کہا کہ تو کس کے لیے ہے اس نے جواب دیا ابو بکرؓ کے لیے
 میں نے اسے کہا کہ اپنے شوہر کے محل میں چلی جاؤ پس وہ چلی گئی۔ دوسری حور سے
 میں نے دریافت کیا تو کس کے لیے ہے اس نے کہا عمر بن خطاب کے لیے
 میں نے کہا اپنے شوہر کے مکان میں چلی جاؤ وہ ادھر چلی گئی۔ تیسری سے میں نے
 پوچھا تو اس نے جواب دیا۔

لَلْمُخْتَضِبِ بِدَمِهِ الْمُقْتُولِ ظُلْمًا عُمَانُ بْنُ عَفَّانَ۔
 میں اس کے لیے ہوں جو ظلماً قتل ہو گا اور اپنے ہی خون سے رنگا ہو گا۔ وہ عثمان
 بن عفان ہے۔ میں نے کہا اپنے رفیق حیات کے گھر چلی جاؤ۔ چوتھی حور سے
 میں نے پوچھا۔

لَمَنْ أَنْتِ۔ تو کس کے لیے ہے فَسَكَّتْ ثُمَّ قَالَتْ پہلے تو وہ خاموش
 رہی پھر بولی:

وَاللّٰهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ۔ اللہ کی قسم اے اللہ کے رسول !

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى خَلَقَنِي عَلَى حُسْنِ فَاطِمَةَ وَلَقَدْ سَمَّاهُ
عَلَى اسْمِهَا۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے جمالِ فاطمہ پر پیدا فرمایا اور میرا نام بھی انہی کے نام پر رکھا ہے
وَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى ذَوَّجَنِي مِنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَبْلَ أَنْ تَقْرُوجَ
فَاطِمَةَ بِأَلْفِ عَامٍ۔

اور اللہ تعالیٰ نے علی بن ابی طالب سے میرا نکاح سیدہ فاطمہ کے نکاح سے ایک
ہزار سال پہلے کیا ہے، (نور الابصار ص ۴)

۳۔ حضور علیہ السلام کا ارشادِ گرامی ہے :

لَا يَجْتَمِعُ حُبُّ هَؤُلَاءِ الْأَرْبَعَةِ إِلَّا فِي قَلْبِ مُؤْمِنٍ أَبِي بَكْرٍ وَ
عُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ

ابوبکر، عمر، عثمان اور علی، ان چاروں کی محبت صرف مومن ہی کے دل میں ہوتی ہے
(نور الابصار ص ۵)

۴۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ علی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا :

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى عَزَّ وَجَلَّ افْتَرَضَ عَلَيْكُمْ حُبَّ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ
عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ كَمَا افْتَرَضَ عَلَيْكُمْ الصَّلَاةَ وَالزَّكَاةَ وَالصَّوْمَ
وَالْحَجَّ فَمَنْ أَبْغَضَ وَاحِدًا مِنْهُمْ لَمْ يَقْبَلِ اللَّهُ لَهُ صَلَاةً وَ
زَكَاةً وَلَا صَوْمًا وَلَا حَجًّا يَحْشُرُهُ مِنْ قَبْرِهِ إِلَى النَّارِ۔

ترجمہ : کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کی
محبت تم پر ایسے ہی فرض کی ہے جیسے نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ فرض کیا ہے
جس نے ان میں سے کسی ایک سے بھی بغض و عناد رکھا اللہ تعالیٰ اس کی نماز، روزہ

حج اور زکوٰۃ قبول نہیں فرمائے گا اور اسے قبر سے اٹھا کر سیدھا دوزخ میں بھیجے گا

(نور البصار ص ۴)

۵۔ امام محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے مکہ مکرمہ میں اسقف (جو پہلے نصرانی تھا) کو طوافِ کعبہ کرتے ہوئے دیکھا۔ میں نے اسے کہا تمہیں اپنے آباء و اجداد کے دین سے کس نے نکالا۔ اس نے جواب دیا میں نے اس سے بہتر بدل حاصل کیا ہے۔ شافعی فرماتے ہیں میں نے پوچھا وہ کیسے۔ اس نے کہا، ایک دفعہ میں سمندر میں کشتی پر سوار تھا جب ہم سمندر کے درمیان پہنچے تو کشتی ٹوٹ گئی اور ہم پانی کی لہروں کی لپیٹ میں آ گئے۔ وہ مجھے ادھر ادھر دھکیلتی رہیں حتیٰ کہ مجھے ایک جزیرہ میں پھینک دیا جس میں بہت سے درخت تھے، اُن کے پھل شہد سے میٹھے اور مکھن سے نرم تھے وہاں ایک میٹھے پانی کی نہر تھی میں نے اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور خیال کیا کہ ان درختوں کے پھل کھاتا رہوں اور نہر سے پانی پیتا رہوں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کوئی فیصلہ فرمادے۔ جب شام ہوئی تو میں جنگلی جانوروں کے خطرے کے پیش نظر ایک درخت پر چڑھ گیا اور اس کی شاخوں پر سو گیا۔ جب آدھی رات ہوئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ پانی کی سطح پر ایک جانور اللہ تعالیٰ کی تسبیح بایں الفاظ کرتا ہے :

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ النَّبِيُّ الْمُخْتَارُ
اللہ عزیز و جبار کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں محمد رسول اللہ نبی مختار ہیں۔

أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ صَاحِبُهُ فِي الْغَارِ ، عُمَرُ الْفَارُوقُ فَاتِحُ الْأَمْصَارِ
ابو بکر صدیق ان کے یارِ غار ہیں عمر فاروق شہروں کے فتح کرنے والے ہیں
عُثْمَانُ الْقَتِيدُ فِي الدَّارِ عَلَى سَيْفِ اللَّهِ عَلَى الْكُفَّارِ
عثمان اپنے گھر میں شہید ہونے والے اور علی کافروں پر اللہ کی تلوار ہیں۔

فَعَلَىٰ مَبْغَضِهِمْ لَعْنَةُ الْعَزِيزِ الْجَبَّارِ وَمَا وَاهُ السَّارُ وَيُسُّ الْقَرَارِ
اور ان سے بغض رکھنے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے جو بہت
بڑا ٹھکانا ہے۔

امام شافعی فرماتے ہیں کہ اسقف نے کہا کہ وہ جانور صبح تک یہی کلمات بار بار کہتا
رہا اور جب فجر طلوع ہوئی تو کہنے لگا :

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الصَّادِقُ الْوَعْدُ وَالْوَعِيدُ
اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ سچے وعدہ و وعید والا ہے
مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ الْهَادِي الرَّشِيدُ

محمد مصطفیٰ اللہ تعالیٰ کے رسول اور ہادی و مرشد ہیں۔

أَبُو بَكْرٍ الْمَوْفِقُ لِلتَّشْدِيدِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ سُورٌ مِّنْ حَدِيثِ

ابو بکر درستی کی توفیق دیے گئے اور عمر بن خطاب روئے کی فضیل ہیں

عُثْمَانُ الْفَضْلُ الشَّهِيدُ اور عثمان مجسم فضیلت اور شہید ہیں۔

عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ ذُو النَّبَا سِ الشَّدِيدِ

علی بن ابی طالب قوی سے قوی تر ہیں

فَعَلَىٰ مَبْغَضِهِمْ لَعْنَةُ الْمَلِكِ الْمَجِيدِ

اور ان سے بغض رکھنے والے پر اللہ کی لعنت

پھر میں جنگل کی طرف گیا تو عجیب و غریب جانور دیکھا جس کا سر شتر مرغ کی طرح

اور منہ انسانوں جیسا تھا۔ مانگیں اونٹ کی مثل اور دم مچھلی جیسی۔ میں اس سے ڈر کر

بھاگا تو مجھے دیکھ کر اس نے فصیح زبان میں کہا رُک جاؤ ورنہ ہلاک کر دیے جاؤ گے میں

رُک گیا اس نے کہا تیرا دین کیا ہے میں نے کہا نصرانی ہوں۔ اس نے کہا دین حنیف

کی طرف لوٹ جاؤ کیوں ہلاک ہوتے ہو۔ میں مسلمان جنوں کے گھروں میں گیا ان جنوں

میں سے بھی وہی نجات پائے گا جو مسلمان ہوگا۔ میں نے کہا کیسے اسلام قبول کروں۔ اس نے کہا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ۔ میں نے یہ کہہ کر اسلام قبول کر لیا۔

پھر اس نے کہا تَبِعُوا سَلَامَكَ بِالتَّحِيَّتِ عَلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ۔ ابوبکر، عمر، عثمان اور علی کو راضی کر کے اپنے دین کو کامل کر۔

میں نے اس سے پوچھا تمہیں اس دین کی کس نے خبر دی۔ اس نے کہا ہماری ایک

جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب قیامت کا روز ہوگا تو جنت فصیح زبان میں ندا کرتی ہوئی آئے گی اور کہے گی اے اللہ تو نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ میرے ارکان کو پورا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

قَدْ شَيْدْتُ أَرْكَانَكَ بِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ وَزَيْنَتُكَ بِالْحُسَيْنِ وَالْحُسَيْنِ۔ میں نے تیرے ارکان ابوبکر، عمر، عثمان اور علی کے ساتھ مضبوط کیے ہیں اور تجھے حسن و حسین کے ساتھ مزین کیا ہے۔

اس کے بعد اس جانور نے کہا تم یہاں رہنا چاہتے ہو یا اپنے وطن واپس جانا پسند کرتے ہو۔ میں نے اپنے گھر آنے کی خواہش کی۔ اس نے کہا ذرا ٹھہرو اور صبر کرو ابھی سواری آتی ہے۔ تھوڑی دیر بعد ایک کشتی آئی۔ میں نے ان کو اشارہ کیا انہوں نے میری طرف کشتی بھیجی۔ اس کشتی میں بارہ شخص تھے اور وہ بھی سب کے سب نصرانی تھے انہوں نے مجھ سے پوچھا تم یہاں کیسے پہنچے۔ میں نے سارا واقعہ بیان کیا۔ وہ حیران ہو گئے اور وہیں سب رسول اللہ کی برکت سے مسلمان ہو گئے۔

(نور البصار ص ۷)

حضرت شیخین — ابو بکر و عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہما

۱۔ جنت کے سردار :

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا:

أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ سَيِّدَا كَهْلُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِينَ
وَالْآخِرِينَ إِلَّا النَّبِيَّ وَالْمُرْسَلِينَ لَا تُخْبِرُهُمَا يَاعَلِيُّ

مَا دَامَا حَيَّيْنِ (سنن ابن ماجہ شریف ص ۱۰۱۔ ترمذی شریف جلد ۲ ص ۲۰۴)

ترجمہ: ابو بکر و عمر جنت کے اوصیٰ عمر اگلے اور پہلے لوگوں کے سردار ہیں سوائے انبیاء و

مرسلین کے۔ اے علیؑ! جب تک دونوں جیات ہیں انہیں اس چیز کی خبر نہ

دینا۔

۲۔ اقتداء شیخین :

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے

ہوئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا۔ نہ جانے میں تمہارے درمیان (اس عالم ناسوت میں بظاہر) کتنی دیر موجود رہوں۔

فَاَقْتَدُوا بِالَّذِينَ مِنْ بَعْدِي وَأَشَارَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ

(جامع ترمذی جلد ثانی ص ۲۰۴ سعید کمپنی کراچی)

ترجمہ : اور شیخین (ابوبکر و عمر) کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا (ان) میرے
بعد والوں کی اقتدار کرنا۔

۳۔ آنکھ اور کان :

حضرت عبداللہ بن خطّاب سے مُرسلًا روایت ہے کہ سید کائنات نے ابوبکر و
عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھ کر فرمایا :

هَذَانِ السَّمْعُ وَ الْبَصَرُ (ترمذی ج ۲ ص ۲۰۸)

ترجمہ : یہ دونوں میرے کان اور آنکھ ہیں

۴۔ دو وزیر :

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے لیے دو آسمان والوں اور دو زمین والوں میں سے
وزیر ہوتے ہیں۔ تو میرے آسمان والے دو وزیر جبرائیل اور میکائیل ہیں۔

وَأَمَّا وَزِيرَايَ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ

(ترمذی جلد ثانی ص ۲۰۹)

ترجمہ : اور میرے زمین والوں میں سے دو وزیر ابوبکر و عمر ہیں۔

۵۔ ستاروں کے برابر نیکیاں :

جنابہ سیدہ عائشہ صدیقہ عتیقہ، غنیقہ، سلام اللہ علیہا سے روایت ہے۔ آپ
فرماتی ہیں کہ ایک چاندنی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک میری گود میں تھا۔ میں نے
عرض کیا یا رسول اللہ ہلّ تَکُونُ لِأَحَدٍ مِنَ الْحَسَنَاتِ عَدَدَ نَجُومٍ

السَّمَاءِ کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر ہیں؟ سرکار نے فرمایا ہاں وہ عمر ہیں۔ میں نے عرض کیا فَأَيُّ حَسَنَاتِ ابْنِ بَكْرٍ۔ تو (میرے والد) ابو بکر کی نیکیاں کہاں گئیں۔ آپ نے فرمایا اِنَّمَا جَمِيعُ حَسَنَاتِ عُمَرَ كَحَسَنَةِ وَاحِدَةٍ مِنْ حَسَنَاتِ ابْنِ بَكْرٍ۔ (مشکوٰۃ شریف باب مناقب ابی بکر و عمر) عمر کی ساری نیکیاں ابو بکر کی نیکیوں میں سے ایک نیکی کی طرح ہیں۔

۶۔ فضائل عمر اور عمر نوح :

حضرت سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سید عالم کی خدمت اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے حضرت عمر کے فضائل کے متعلق بتائیے حضور نے فرمایا۔ اے عمار! تو نے مجھ سے وہ بات دریافت کی ہے جو میں نے جبریل سے پوچھی تھی۔ جبریل نے مجھے کہا تھایا مُحَمَّدٌ لَوْ مَكَثْتُ مَعَكَ مَا مَكَثْتُ نُوْحٍ فِي قَوْمِهِ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا اُحَدِّثُكَ فِيْ فَضَائِلِ عُمَرَ مَا نَفَدْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِغْرِيْ اَبْ كَے ساتھ حضرت نوح علیہ السلام کی عمر کے مطابق نو سو پچاس برس رہوں اور فضائل عمر بیان کرتا رہوں تب بھی وہ ختم نہ ہوں گے۔

وَ اِنَّ عُمَرَ لَحَسَنَةٌ مِنْ حَسَنَاتِ ابْنِ بَكْرٍ۔
اور بیشک عمر ابو بکر کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہے۔

(صواعق محرقة ص ۲۵۲)

۷۔ اَهْلِيْ وَاَهْلُ اللّٰهِ :

حضور رحمت عالم کا ارشاد ہے :

عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ وَ الْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ أَهْلِي وَ أَبُو بَكْرٍ وَ
عُمَرُ أَهْلُ اللَّهِ وَ أَهْلُ اللَّهِ خَيْرٌ مِّنْ أَهْلِي -

(صواعق محرقة ص ۲۵۱)

ترجمہ : حضرت علیؑ، سیدہ فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ میرے اہل ہیں اور ابو بکر و عمر اہل اللہ
ہیں اور اہل اللہ میرے اہل سے بہتر ہیں۔

۸۔ قلبِ مومن :

شاہِ دوسراصلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :
لَا يَجْتَمِعُ حُبُّ عَلِيٍّ وَ بَعْضُ ابْنِ بَكْرٍ وَ عُمَرُ فِي قَلْبِ
مُؤْمِنٍ -

(صواعق محرقة ص ۱۵۳)

حضرت علیؑ کی محبت اور بعض ابی بکر و عمر مومن کے دل میں جمع نہیں ہو سکتے

شائمانِ یحنین کا انجام

ۛ امام مستغفری نے ایک روایت اکابرینِ سلف سے نقل کی ہے وہ کہتے ہیں میرا
ایک ہمسایہ تھا — حضرت ابو بکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ کو بُرا بھلا کتنا تھا۔ ایک رات میں
نے حضور علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ آپ کے دائیں طرف ہیں اور
عمر فاروقؓ آپ کے بائیں طرف ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میرا ایک
ہمسایہ ہے جو ان دونوں بزرگوں کی شان میں گستاخی کر کے مجھے تکلیف دیتا ہے۔
حضور علیہ السلام نے فرمایا اسے قتل کر دو۔ جب صبح ہوئی تو میں نے کہا چلو چل کر دیکھیں
تو سہی کہ اس کا کیا بنا ہے۔ جب میں اس کے محلہ میں پہنچا تو اس کے گھر سے شور و غوغا
سنائی دے رہا تھا میں نے پوچھا یہاں کیا ہوا ہے معلوم ہوا کل اس کے گھر آکر کسی نے

اسے قتل کر دیا ہے اے

۞ اسی طرح امام مستقفری نے دلائل النبوة میں ایک سلف صالح کا بیان نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں میں بچپن میں ایک ایسے شخص کا شاگرد تھا جو مجھے مذہب رافضہ کی طرف مائل کرتا تھا اور میں اس کے کہنے پر حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو برا بھلا کہتا تھا۔ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہے اور لوگ حضور علیہ السلام کی طرف متوجہ ہیں اچانک میری نظر حضور علیہ السلام پر پڑی آپ اس جگہ جلوہ افروز تھے۔ آپ کی دائیں طرف دو زلفوں والا ایک عمر رسیدہ شخص بیٹھا ہوا تھا اور بائیں طرف ایک اور دو زلفوں والا مومن شخص بیٹھا ہوا تھا اور لوگ حضور کو اَلَسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ وَسَلَّمَ کہہ رہے تھے۔ میں بھی آپ کے قریب ہوا تاکہ درود و سلام عرض کروں۔ ان دو بزرگوں میں سے ایک نے کہا یا رسول اللہ یہ شخص ہم سے کیا چاہتا ہے اس پر حضور علیہ السلام نے مجھے پکڑنا چاہا تو میں خواب سے بیدار ہو گیا۔ اسی وقت میرے سر داڑھی اور بھوؤں کے بال گر گئے اور میں چار ماہ تک اسی حالت میں رہا۔ ایک روز میرا ایک دوست مجھے ملنے آیا اس نے مجھ سے پوچھا تمہیں یہ کیا ہو گیا ہے کہ تمام طبیعوں سے تیرا علاج نہیں ہو سکا

مجھے ایسا لگا کہ اس کے تصور میں میرے کسی عشق و محبت کا معاملہ تھا۔ میں نے اسے سچ سچ بتا دیا۔ اس نے کہا تو نے حضور علیہ السلام کے سامنے توبہ اور معذرت کیوں نہیں کی شاید تجھے پتہ نہیں کہ صلوٰۃ و سلام جو حضور علیہ السلام کی روح پر فتوح پر بھیجا جاتا ہے وہ حضور کی خدمت میں ہی پہنچتا ہے۔ میں نے اسی وقت ایک طشتری اور لڑھا منگایا اور وضو کیا۔ پھر دو رکعت نماز ادا کر کے عرض کیا اے خداوند جہاں! میں توبہ کرتا ہوں اور فضیلتِ شیخین کا اعتراف کرتا ہوں۔ ابھی تائب ہوئے ایک ہفتہ بھی نہ گزرا تھا کہ میرے سر، داڑھی اور بھوؤں کے

بال پھر آگ آئے ۱۷

ۛ اسی طرح ایک سلفی بزرگ کا بیان ہے کہ میں نے شام کے سفر میں صبح کی نماز ایک مسجد میں گزاری۔ جب امام نماز سے فارغ ہوا تو اس نے شیخین کو بددعائیں دینا شروع کر دیں۔ آئندہ سال جب میں دوبارہ شام گیا تو اتفاق سے پھر صبح کی نماز اسی مسجد میں ادا کرنا پڑی جب امام امامت سے فارغ ہوا تو اس نے حضرات شیخین (ابوبکر و عمر) کے حق میں دعائے خیر کی۔ میں نے نمازیوں سے پوچھا یہ کیا بات ہے کہ گزشتہ سال تو یہ حضرت ابوبکر صدیق اور عمر رضی اللہ عنہما کو بُرا بھلا کہتا تھا اور اب دعائیں دیتا ہے۔ انہوں نے کہا آیاتم سابقہ امام کو دیکھنا چاہتے ہو۔ میں نے کہا ہاں! وہ مجھے ایک سر اٹے میں لے گئے جہاں ایک کتاب بندھا ہوا تھا اور اس کی آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں۔ میں نے اس کتے سے دریافت کیا کیا تم وہی امام ہو جو گزشتہ سال حضرات شیخین کو گالیاں دیتا تھا تو اس نے سر سے اشارہ کیا ہاں میں وہی ہوں۔ ۱۸

نفس اسلام

WWW.NAFSEISLAM.COM



خليفة اول

اَفِيْرُ الْمُوَفِّيْنَ

صديق اکبر

رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ

WWW.NAFSEISLAM.COM

سایہ مصطفیٰ مایہ اصطفیٰ

عز و نازِ خلافت پہ لاکھوں سلام

یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل

بنانی آئینین ہجرت پہ لاکھوں سلام

مصدق اول

بڑا ہی مرتبہ اونچا ملا صدیق اکبر کو
 ہے کرتا یاد قرآن میں خدا صدیق اکبر کو
 رکھا ہے ساتھ اپنے قبر میں بھی شاہ عالم نے
 کرے پھر کون آقا سے جدا صدیق اکبر کو
 رسول پاک نے معراج کی تصدیق کرنے پر
 لقب صدیق اکبر کا دیا صدیق اکبر کو
 لعاب اپنا لگا کر سرورِ عالم نے اڑی پر
 ہمیشہ کے لیے بخشی شفا صدیق اکبر کو
 سفارش خضر کی کر دیں کبھی دربارِ احمد میں
 پیام اتنا تو دے دینا صبا صدیق اکبر کو

(خضر)



نائبِ مصطفیٰ ﷺ

زبدۂ عاشقان، نائبِ مصطفیٰ
جس کے صدق و صفا کا ہے قرائن گواہ
جس کو ہے لقبِ صدیق اکبر ملا
اسکے صدق و صداقت کی کیا بات ہے
(خضر)

جانشینِ رسول، ادائشِ مزارِ نبوت، واقفِ رموزِ حقیقت، نائبِ مصطفیٰ،
حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امامِ اصحابِ رسول، صدق و صفا کے
پیکر اور فراست و بصیرت کا اعلیٰ ترین مجسمہ تھے۔ آپ بلند ظرف، عالی وقار، غیور اور
تقویٰ شعار تھے۔ مجاہد و غازی، زاہد و عابد اور شب زندہ دار تھے۔ آپ رؤسِ ضمیر
پاک طینت، صاف دل، نشہ عشقِ رسالت مآب میں سرشار۔ غریبوں، بے کسوں
کے غمگسار اور اسرارِ بزمِ قدس کے محرم۔ صبر و استقامت کے پیکر، پاکیزہ
مزار، خوش اخلاق تھے۔ آپ کے دل میں خشیتِ الہی،
آنکھوں میں مروت، نبی نوعِ انسان سے محبت، جذبات میں تقویٰ و طہارت،
اخلاق میں فیاضی و ہمدردی اور منہیات و محرمات سے فطرتاً متنفر تھے۔ غریبوں
کی امداد فرماتے، غلاموں کو خرید کر آزاد فرما دیتے۔ آفت زدوں، ستم رسیدوں
اور مظلوموں کی اعانت میں مشغول رہتے۔ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کفار
کے مجمع میں آپ ہی نے سب سے پہلے فرمائی۔ ہجرت میں رفیق اور غار میں (ثانی)
اثنین اذھما فی الغار کے مصداق آپ ہی تھے۔ حضور علیہ السلام علیہ
السلام میں امامت کے لیے آپ ہی کو منتخب فرماتے۔ آپ نے کفار و مشرکین کے
ہاتھوں سخت ترین مصائب و شدائد اٹھا کر متاعِ ایمان کی حفاظت کی۔ شہریروں

اور سرکشوں سے کرا کر دینِ حق کی سطوت و عزت برقرار رکھی۔ عظمتِ اسلام اور ناموسِ رسالت کی خاطر آپ نے بیش بہا قربانیاں پیش کیں اور صبرِ آزما مصائب برداشت کیے
 مٹایا آپ ہی کے صدق نے باطل کو دنیا سے

سبحان اللہ! وہ عہد و فنِ صدیق اکبرؐ کا

امام الانبیاء علیہ السلام علیہ السلام کے وصال کے فوراً بعد
 حالات نے تشویشناک رُخ اختیار کر لیا جو اہل اسلام

کوہِ استقامت

کے لیے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا تھا۔ رحلتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر سننے کے بعد کفار و منافقین کے حوصلے بڑھ گئے، ضعیف الایمان لوگ دینِ اسلام سے پھرنے لگے، مسلمانوں کے دل فُرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے باعث شکستہ اور بے تاب ہو گئے۔ سازشی گروہ نے اسلام کا شیرازہ بکھیرنے اور عقیدتوں کے گلشن کو تاراج کرنے کے لیے خفیہ میٹنگیں شروع کر دیں۔ مصائبِ آلام اور دشواریوں کے اس ہجوم کے پیش نظر اربابِ دانش نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی جناب میں یہ عرض کیا کہ اے خلیفۃ الرسول ان نازک ترین حالات میں لشکرِ اُسامہؓ کو روانہ کرنا مصلحت کے منافی ہے۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا اس وحّدہ لاشریک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ جس لشکر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ فرمایا اس کی روانگی ہرگز نہیں رُک سکتی۔ جو علم رسول خدا نے باندھا ہے وہ ہرگز نہ کھلے گا۔ آپ کے پائے استقامت میں ذرہ بھر بھی لغزش نہ ہوئی اور استقلال بے مثال میں لمحہ بھر کے لیے بھی فرق نہ آیا۔ چنانچہ جانشینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی حالت میں حبش اُسامہؓ کو روانہ فرما دیا جس سے بہت ہی بہتر نتائج برآمد ہوئے۔

○ حضور علیہ السلام کے وصال پر ملال کی خیر حجب اطرافِ مدینہ میں پہنچی تو عرب کے

کئی قبیلے مرتد ہو گئے اور کئی قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ حضرت صدیق اکبرؓ ان سے قتال کرنے کے لیے تیار ہوئے تو حضرت فاروقِ اعظمؓ اور دیگر صحابہؓ نے وقت کی نزاکت کے لحاظ سے یہ مشورہ دیا کہ اس وقت جنگ کے لیے ہتھیار نہ اٹھائے جائیں۔

لیکن آپؐ نے ان کے اس مشورہ سے اتفاق نہ کیا، مرتدین اور منکرین زکوٰۃ کی سرکوبی کے لیے ایک لشکر ترتیب دیا اور اپنے ساتھ مہاجرین و انصار کو لے کر مدینہ شریف سے روانہ ہوئے اور جب سرزمین نجد کی بلندیوں پر پہنچے تو نجدی مرتدین بھاگ کھڑے ہوئے بعد میں آپؐ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو فوج کا امیر مقرر فرمایا اور خود مدینہ شریف واپس تشریف لے آئے۔ خدائے بزرگ و بزرگ نے انہیں فتح و نصرت عطا فرمائی اور ایک بہت بڑا فتنہ دب گیا۔ تمام صحابہ کبارؓ آپؐ کی تدبیر و اصابت رائے کے معترف ہو گئے انہیں بعد میں معلوم ہو گیا کہ اگر اس وقت ذرہ برابر بھی کمزوری دکھائی جاتی تو مملکت اسلامیہ کا نظم و نسق درہم برہم ہو جاتا اور عرب کے مختلف قبائل کے اندر باغیانہ سوچ جنم لیتی۔ اسلامی قوانین و آئین اور ضوابط و قواعد کی خلافت و رزیوں کی جرات کے پیدا ہوجانے کا اندیشہ بھی تھا اور اسلامی افواج کی تنظیم کا شیرازہ بکھر جانے کا بھی ڈر تھا۔

○ نجدی مرتدین ننتہ گروں کا قلع قمع کرنے کے بعد اسی سال کے آخر میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی فوج کو لے کر یمامہ کی جانب روانہ ہوئے تاکہ مسلمان کذاب کو قتل کر سکیں۔ دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابل نکل آئے۔ چند روز جنگ جاری رہی بالآخر مسلمان کذاب وحشی کے ہاتھوں قتل ہوا اس وقت اس کی عمر ایک سو پچاس سال تھی۔

○ مسلمان کذاب اور فتنہ ارتداد کے مٹ جانے کے بعد آپؐ نے دیگر امور کی جانب توجہ مبذول فرمائی۔ کافی علاقے فتح ہوئے، قرآن مجید فرقانِ حمید کو یکجا اکٹھا کرنے

کا حضرت زید بن ثابتؓ کو حکم فرمایا۔

آپ کا اسم گرامی عبد اللہ بن ابی قحافہ۔ عثمان بن عامر بن عمرو بن
نام و نسب | کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لؤئی

ماں کا نام اُمّ الخیر سلمیٰ بنتِ صخر۔

نسب کے لحاظ سے جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور رسول کریم علیہ السلام مرہ بن
کعب کی اولاد ہیں۔ آپ کی کنیت ابو بکر، القاب عتیق اور صدیق ہیں۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زیادہ تر ان کی کنیت سے ہی پہچانا
ابو بکر | اور پکارا جاتا ہے اس لیے یہاں بکر کے چند لغوی معانی بیان کرنا
ضروری معلوم ہوتا ہے۔

بکر: اولیت والے، ابتدا کرنے والے، آگے بڑھنے والے، پیش
بکر | قدمی کرنے والے کو اور صبح کے وقت کسی کے پاس جانے کو کہتے ہیں۔

ہر نیکی میں آگے بڑھنا اور ہر بھلائی میں پیش قدمی کرنا آپ کے اوصاف حمیدہ میں شامل
تھا اس لیے بھی آپ کو ”ابو بکر“ کہا جاتا ہے۔

بَکِیْرَہ:۔ سب سے پہلے مراد کو پہنچنے والا۔

بَاکُوْرَہ:۔ درخت کا پہلا پھل

(المنجد)

مُبَکِرُ:۔ موسم کی پہلی بارش

آپ کی کنیت اور اس کے معنوں پر غور کرنے سے جو نتیجہ نکلتا ہے

وہ یہ ہے کہ سب سے پہلے مراد کو پہنچنے والا کون؟ ابو بکر۔

شجر اسلام کا پہلا پھل کون؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ

بہار اسلام کی پہلی بارش کا مصداق کون؟ ابو بکر

بکر | الْفَتٰی مِنْ الْاَبِلِ (نوجوان اوتار) کو بھی کہتے ہیں۔ چونکہ آپ

اونٹوں کی خطرناک اور پچیدہ بیماریوں کے بہترین معالج اور ان سے متعلق تمام چیزوں کی بہت زیادہ واقفیت رکھتے تھے اس لحاظ سے بھی آپ کو ابو بکر کہا جاتا ہے

عَتِيق | آپ کا ایک لقب عتیق ہے اور عتیق کے معنی آزاد کے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے آپ کو **عَتِيقٌ مِّنَ النَّارِ** (آتش دوزخ سے آزاد) فرمایا

☆ مشکوٰۃ شریف باب مناقب ابی بکر فصل ثالث میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا سے روایت منقول ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: **اَنْتَ عَتِيقُ اللّٰهِ مِنَ النَّارِ**۔ کہ آپ آگ سے اللہ کی طرف سے آزاد شدہ ہیں۔ **فَیَوْمَئِذٍ سُمِّیَ عَتِیقًا**۔ اس دن سے آپ کا نام عتیق رکھا گیا۔ یعنی مشہور ہو گیا۔

☆ عتیق کے معنی: **الْكَرِيمُ**، سخی، **الْخِیَارُ** مِّنْ كُلِّ شَیْءٍ۔

☆ ہر چیز میں سے بہترین کے بھی ہیں۔

☆ جناب لیث بن سعد فرماتے ہیں **سَمِیَ بِذَٰلِكَ لِعَتَاقِهِ وَجْهِهِ وَجَمَالِهِ**۔ یعنی آپ کو کشادہ روئی اور حسن و جمال کی وجہ سے بھی عتیق کہا جاتا ہے کیوں کہ عشو حسن و جمال کو کہتے ہیں اور آپ نہایت خوبصورت اور صاحب حسن و جمال تھے۔

☆ حضرت مصعبؓ اور علمائے انساب کے ایک گروہ کا کہنا ہے کہ آپ کو عتیق اس لیے کہا جاتا ہے **لَا نَنَّهُ لَنَوَیْکُنْ فِیْ نَسَبِهِ شَیْءٌ یُّعَابُ** کہ آپ کے حسب و نسب میں کسی قسم کا کوئی عیب نہ تھا۔

صَدِیق | آپ کا دوسرا لقب صدیق ہے اور صدیق کے معنی: **الْكَثِیْرُ فِی الصِّدْقِ**۔ بہت سچا، **الْكَامِلُ فِی الصِّدْقِ**۔

سچائی میں کامل۔

الَّذِي يُصَدِّقُ قَوْلَهُ بِالْعَمَلِ،۔ اپنے قول کی عمل سے تصدیق

کرنے والا۔

الْبَارُّ الدَّائِمُ التَّصَدِيقُ: نیکی کی ہمیشہ تصدیق کرنے والا۔

کے ہیں اور آپ کو صدیق اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ نے کبھی جھوٹ نہ بولا۔ ہمیشہ سچ بولتے، سچی بات کرتے اور سچ کا ساتھ دیتے۔

لقب صدیق کی دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ نے بغیر کسی پس و پیش اور تردد کے رسول پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت کی تصدیق کی۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق تالیف —
فرمانِ رسول | الصَّوَاعِقُ الْمُحْرِقَةُ میں بخاری، ترمذی، مسند امام احمد،

ابو حاتم وغیرہ سے بایں الفاظ روایت نقل فرماتے ہیں کہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ہمراہ ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اُحد پہاڑ پر چڑھے تو اُحد پر لرزہ طاری ہو گیا (عالمِ کیف و سرور میں جھومنے لگا) تو حضور سرورِ عالم نے اُحد پر اپنے پاؤں مبارک سے ٹھوکر لگائی اور فرمایا

أُثْبِتُ أَحَدُ فَاثِمًا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ
 وَشَهِيدَانِ۔

اُحد ٹھہر جائے گا تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

(صواعقِ محرقة مکتبہ مجیدیہ ملتان صفحہ ۸۰ سطر ۱)

خیال ہے کہ اس حدیثِ مصطفیٰ علیہ النبیۃ و النبیۃ سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ خدائے بزرگ و برتر نے آنے والے حالات و واقعات کا علم اپنے پیارے رسول کو عطا فرمایا ہے بھی تو حضور نے حضرت فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ان کی شہادت کی خبر کئی سال پہلے دے دی۔

علامہ ڈاکٹر اقبال رحمۃ اللہ علیہ اس حقیقت کی ترجمانی کرتے ہوئے اپنے آقا و مولیٰ کے حضور ان الفاظ میں نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں۔

سید کل صاحب ام الکتاب

پر دیکھا برہنہ شش بے حجاب

سید کل صاحب ام الکتاب علیہ السلام کے سامنے تمام حقیقتیں بے حجاب

ہو جاتی ہیں۔

سید بن منصور نے اپنی سنن میں ابی وہب سے بیان کیا ہے کہ
تصدیق معراج جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شبِ اسری سے واپسی پر مقامِ ذی طوی پر پہنچے تو آپ نے فرمایا اے جبریل! میری قوم میری تصدیق نہیں کرے گی تو حضرت جبریل نے عرض کیا:

يُصَدِّقُكَ أَبُو بَكْرٍ وَهُوَ الصِّدِّيقُ

(صواعقِ محرقة صفحہ ۷۷)

ابو بکر آپ کی تصدیق کرے گا اور وہ صدیق (سچا) ہے

دارقطنی اور حاکم نے ابویہی سے، طبرانی نے حکیم ابن سعد سے
ارشادِ مولا علیؑ روایت کی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے بارہا منبر پر کھڑے ہو کر اور قسم اٹھا کر فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے ابو بکر کا لقب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی ”صدیق“ نازل فرمایا۔ (تاریخ الخلفاء)

بادشاہ کشور صدق و صداقت پر سلام

صد ہزاراں واقف رمز حقیقت پر سلام (حضر)

سیدنا شیخ الاسلام والمسلمین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تالیف
ارشاد امام باقرؑ لطیف ”مذہب شیعہ“ کے صفحہ نمبر ۲۵ پر اہل تشیع کی مشہور ترین

کتاب کشف الغمہ صفحہ نمبر ۲۲ کے حوالے سے رقمطراز ہیں کہ امام عالی مقام امام محمد
 باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک شیعہ صاحب نے مسئلہ دریافت کیا کہ یا حضرت تمہارا
 کوزہ بور لگانا (چاندی وغیرہ سے مرصع کرنا) جائز ہے یا نہیں۔ امام صاحب نے فرمایا،
 اس میں کوئی مضائقہ نہیں جب کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار کو زہور لگایا
 ہوا تھا۔ شیعہ صاحب نے عرض کیا کہ آپ بھی ان کو صدیق کہتے ہیں اس پر امام عالی مقام
 (شدت غضب سے) اچھل پڑے اور قبلہ شریف کی طرف رُخ انور کر کے فرمایا کہ ہاں وہ
 صدیق ہیں۔ ہاں وہ صدیق ہیں، ہاں وہ صدیق ہیں۔

فَمَنْ لَمْ يَقْدُلْهُ الصِّدِّيقُ فَلَا صَدَقَهُ اللَّهُ قَوْلًا
 فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْآخِرَةِ۔

پس جو ان کو صدیق نہیں کہتا اللہ تعالیٰ اس کے کسی قول کو نہ دنیا میں سچا
 کرے اور نہ آخرت میں۔

مذکورہ احادیث و روایات سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ سیدنا ابو بکر
 کو صدیق کا لقب دربار رسالت سے بلا جس کی تصدیق مولائے کائنات سیدنا جید
 کردار کرم اللہ وجہہ الکریم اور سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی۔ خیال ہے کہ جس کو
 صدیقیت کی دستار خود رسول خدا عطا کریں اور جس کی صداقت کی گواہی جیدر کردار دے
 اس کی شان میں گستاخیاں ایسا بدترین گناہ ہے جو خدا تعالیٰ کبھی بھی معاف نہیں
 کرے گا۔

صدیق اکبر از روئے قرآن حکیم

سرفرازی یہ فقط صدیق کی قسمت میں ہے
وقف قرآن میں صدیق کی مدحت میں ہے
جناب سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں قرآن مجید فرقانِ حمید
میں متعدد آیات موجود ہیں۔ یہاں صرف چند آیات پر ہی اکتفا کیا جاتا۔

ارشادِ باری ہے:

تصدیق کرنے والا | وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ

بِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۝

(پارہ ۲۴ سورہ زمر آیت ۳۳)

اور وہ جو سچ لے کر تشریف لائے اور جنہوں نے ان کی تصدیق کی

یہی لوگ ہیں جو پرہیزگار ہیں۔
اس آیت پاک کی تفسیر سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمائی ہے
اور آپ کے علم و بصیرت کی بندیوں کا کوئی صاحب ایمان انکار نہیں کر سکتا۔
ملاحظہ فرمائیں:

رَوَى عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ وَالَّذِي
جَاءَ بِالصِّدْقِ "مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" وَالَّذِي صَدَّقَ بِهِ "أَبُوبَكْرٍ
الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ"

(تفسیر نسفی - تفسیر خازن)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ
(وہ ہستی جو صداقت لے کر آئی) سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
ہیں اور الَّذِي صَدَّقَ بِهِ (جس نے اس کی تصدیق کی) سے مراد
ابوبکر صدیق ہیں۔

علامہ آلوسی اپنی تفسیر روح المعانی میں یوں رقمطراز ہیں:
الَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ — "هُوَ الرَّسُولُ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"، وَالَّذِي صَدَّقَ بِهِ "هُوَ أَبُو بَكْرٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ"

پہنچ لانے والے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور اس سچائی کی تصدیق
کرنے والے ابوبکر صدیق ہیں۔

خیال رہے کہ یہ اولیت بھی آپ ہی کے حصہ میں آئی کہ آپ نے رسالت آپ
صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وقت تصدیق کی جب دوسرے لوگ آپ کو جھٹلا
رہے تھے۔

پرمیزگار اور سخی | وَسَيَجْزِيهَا الْآتِقَى ۝ الَّذِي يُؤْتِي
مَالَهُ يَتَزَكَّى ۝ وَمَا لِحَدِّ عِنْدَهُ
مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزَى ۝ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ
الْأَعْلَى ۝

(پارہ ۳۰ سورہ لیل)

اور بہت دور رکھا جائے گا اس سے (بہر قسم کا عذاب) جو سب سے بڑا
پرمیزگار ہے جو دیتا ہے اپنا مال کہ ستھرا ہو اور اس پر کسی کا کوئی احسان
نہیں جس کا بدلہ اسے دینا ہو صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو
سب سے بلند ہے۔

ان آیات کا شانِ نزول کتبِ تفاسیر میں یہ ہے کہ جب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھاری قیمت ادا کی اور خرید کر آزاد فرمادیا تو بعض کفارِ مکہ نے کہنا شروع کر دیا کہ شاید حضرت بلال یا اُمیہ ابن خلف کا ابو بکر پر کوئی احسان ہوگا جس کے بدلے میں انہوں نے اتنی گراں قیمت میں بلال کو خرید کر آزاد کیا ہے تو ان کی تردید و مذمت میں یہ آیات نازل ہوئیں۔ جن میں فرمایا گیا ہے کہ حضرت صدیق اکبر پر حضرت بلال کا یا تم میں سے کسی کافر کا کوئی احسان نہیں بلکہ حضرت صدیقؓ نے حضرت بلال کو صرف رضائے حق اور خوشنودی رسولِ برحق کے پیشِ نظر خرید کر آزاد کیا ہے۔ یہ ہے شانِ صدیق اکبر کہ ان کے خلوصِ دل اور حسنِ نیت کی خدا تعالیٰ نے خود گواہی دی۔

بخشش اعلان اِنَّ الَّذِیْنَ یُفْضُوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اٰمَنَ اللّٰهُ

قُلُوْبِهِمْ لِلتَّقْوٰی ۝ لَّهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝

(پارہ ۲۶ سورہ حجرات آیت ۳)

جو بہت رکھتے ہیں اپنی آوازوں کو اللہ کے رسول کے سامنے ہی وہ لوگ ہیں مختص کر لیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو تقویٰ کے لیے انہیں کے لیے بخشش اور اجرِ عظیم ہے۔

یہ آیت کریمہ صحابہ کبار خصوصاً حضراتِ شیخینِ کریمین صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کے حق میں نازل ہوئی کیوں کہ جب اس سے پہلی آیت، لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ (یعنی اپنی آوازوں کو اونچی نہ کرو نبی علیہ السلام کی آواز سے) نازل ہوئی تو صدیق اکبر فاروق اعظم ہمیشہ نہایت ہی جہمی آواز میں مہر علیہ السلام سے گفتگو کرتے اور جب کوئی وفد حضور سے

ملاقات کے لیے مدینہ طیبہ پہنچا تو حضرت صدیق اکبر ان کی طرف ایک خاص آدمی بھیجتے
جوا نہیں (دربار رسالت میں) حاضری کے آداب بتاتا اور ہر طرح ادب و احترام ملحوظ رکھنے
کی تلقین کرتا۔

وَكَانَ إِذَا قَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَ
السَّلَامُ أَرْسَلَ إِلَيْهِمْ أَبُو بَكْرٍ مَنْ يُعَلِّمُهُمْ كَيْفَ
يُسَلِّمُونَ وَيَأْمُرُهُمْ بِالسَّكِينَةِ وَالْوَقَارِ عِنْدَ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(رد روح المعانی جلد ۱۳ صفحہ ۱۳۵)

اسی لیے حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی آیت کے
تحت اپنی تفسیر نور العرفان میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق
کی بخشش ایسی ہی یقینی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ایک ہونا یقینی ہے کہ رب نے ان کی
بخشش کا اعلان کر دیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ان دونوں بزرگوں کا ثواب و اجر ہمارے
وہم و خیال سے بھی بالا ہے کہ رب نے اسے عظیم فرمایا۔ تمام دنیا قلیل ہے مگر ان کا ثواب
عظیم ہے۔

صدیق و فاروق کو بارگاہ رسالت میں ادب و احترام ملحوظ رکھنے کی بنا پر
اجر عظیم کی بشارت دی اور ساتھ ہی ان کی بخشش کا اعلان بھی فرمایا اور اسی حقیقت کو
فخر المشائخ حضرت خواجہ غلام فخر الدین فخریالوی صاحب نے یوں بیان فرمایا ہے
باب جبریل کے پہلو میں ذرا دھیرے سے
فخر کہتے ہوئے جبریل کو یوں پایا گیب

لَقَدْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ ج کہو کہ دنیا کا سامان بہت قلیل ہے

اپنی پیکوں سے دریا پرہ و تنک دینا
اونچی آواز ہوئی عمر کا سر بایہ گیا

ارشاد خدا کے ذوالمنن ہے :

خدا صدیق سے محبت کرتا ہے | يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

مَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهِ فَسَوْفَ يَأْتِيَ اللّٰهُ
بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَّ يُحِبُّوْنَ اٰذْلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ
اَعْزٰةٌ عَلَى الْكَافِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةً لَّا تُسِيْطِرُ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ
يُوْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَّاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝

(پارہ ۲۵ سورۃ مائدہ آیت ۵۴)

اے ایمان والو! تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا غمگین
اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا مسلمانوں
پر نرم اور کافروں پر سخت۔ اللہ کی راہ میں لڑیں گے اور کسی ملامت کو نہ موالے
کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے وہ
اور اللہ علم والا وسعت والا ہے۔

علامہ امام علاؤ الدین علی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر خازن میں اسی آیت کے
ضمن میں روایت فرماتے ہیں :

فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَ الْحَسَنُ وَ قَتَادَةُ هُمْ
أَبُو بَكْرٍ وَ أَصْحَابُهُ الَّذِيْنَ قَاتَلُوا أَهْلَ الرِّدَّةِ وَ مَالِغِي
الرِّجْوَۃِ ۔

یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت قتادہ

رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ابوبکر اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم ہیں جنہوں نے مرتدین اور منکرین زکوٰۃ سے جنگ کی۔

علامہ امام ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر نسفی میں رقمطراز ہیں۔
وَإِثْبَاتُ خِلَافَةِ الصِّدِّيقِ لِأَنَّهُ جَاهِدَ الْمُرْتَدِّينَ۔

اس میں خلافت صدیق کا اثبات ہے اس لیے کہ آپ نے مرتدین سے جہاد فرمایا۔

دورِ حاضر کے مفکر حضرت ضیاء الامت اپنی تفسیر ضیاء القرآن میں یوں رقمطراز ہیں:
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے جانباز مجاہدوں کو قرآن کریم کن الفاظ سے خراج تحسین پیش کر رہا ہے جس کے سپاہیوں کی یہ شان ہو جس کے لشکری ان اوصاف حمیدہ سے متصف ہوں جنہیں زبانِ قدرت ان پاکیزہ جملوں سے سرفراز فرما رہی ہو۔ اس خلیفہ برحق کی شان کتنی رفیع اور اس کا مقام کتنا بلند ہوگا۔ ایسے خلیفہ کی خلافت کی حقانیت کے بارے میں کسی ایسے شخص کو تو کوئی شبہ نہیں ہو سکتا جو قرآن کو خدا کا کلام اور اپنے خدا کو عَلِيمُ ذَاتِ الصُّدُورِ یستنبط کرتا ہو۔

ارشادِ خداوندیٰ لَمْ یَزَلْ ہ۔

خلافت صدیق | وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَ

عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ۔

(پارہ ۱۸، سورۃ نور آیت ۵۵)

وعدہ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے جو ایمان لائے تم میں سے اور نیک کام کیے کہ وہ ضرور خلیفہ بنائے گا انہیں زمین میں۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جاں نثار غلاموں

کے ساتھ یہ وعدہ فرمایا کہ میں تمہیں اپنی زمین میں خلافت و حکومت کے سرفراز فرماؤں گا اور
 مِنْكُمْ کے الفاظ اس بات پر شاہد عاقل ہیں کہ اس ارشادِ خداوندی کے اولین مَنَیٰ
 صحابہ کرام ہیں جن میں صدیق اکبر سب سے ممتاز ہیں اور یہ آیت طیبہ خلافتِ صدیقی کا ناقابلِ
 تردید ثبوت ہے۔

علامہ امام علاؤ الدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی اپنی تفسیر میں اسی آیت کے
 تحت تحریر فرماتے ہیں :

وَفِي الْآيَةِ دَلِيلٌ عَلَى صِحَّةِ خِلَافَتِ أَبِي بَكْرٍ
 الصِّدِّيقِ وَالْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ بَعْدَهُ لِأَنَّ فِي
 أَيَّامِهِمْ كَانَتْ الْفُتُوحَاتُ الْعَظِيمَةُ وَفُتِحَتْ
 كُنُوزُ كِسْرَى وَغَيْرُهَا مِنَ الْمُلُوكِ وَحَصَلَ الْأَمْنُ
 وَالسَّكِينُ وَظُهُورُ الدِّينِ :

(تفسیر خازن)

یعنی اس آیت میں صدیق اکبر اور ان کے بعد کے خلفائے راشدین
 کی خلافت کے برحق ہونے کی دلیل ہے کیوں کہ ان کے عہد میں عظیم
 فتوحات ہوئیں، کسری اور دیگر بادشاہوں کے خزانے فتح ہوئے۔
 امن، غلبہ اور ظہورِ اسلام کا حصول ہوا۔

علامہ نسفی نے اس آیت کے تحت اُسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ (ابوبکر
 کو خلیفہ بنایا گیا) کے الفاظ سے خلافتِ صدیقی کی حقانیت بیان فرمائی ہے۔
 حضرت جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
 میں ایک عورت حاضر ہوئی۔ آپ نے فرمایا پھر کسی وقت آنا اس نے عرض کیا
 یا رسول اللہ اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں (یعنی اگر آپ کا وصال ہو چکا ہو) تو آپ

نے فرمایا:

إِنْ لَّمْ تَجِدِيْنِيْ فَاْتِيْ أَبَا بَكْرٍ

اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس چلے جانا۔

(مسلم شریف، بخاری شریف، ترمذی شریف)

ابن عساکر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک عورت حضور رسالت مآب علیہ السلام کی خدمت میں کسی مسئلہ کی دریافت کے لیے حاضر ہوئی آپ نے فرمایا دوبارہ آنا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر میں آؤں اور آپ موجود نہ ہوں، مطلب یہ تھا کہ اگر آپ کا وصال ہو چکا ہو تو میں کیا کروں۔ آپ نے فرمایا: اگر تو آئے اور میں موجود نہ ہوں تو ابوبکر کے پاس آ جانا الْخَلِيفَةُ مِنْ بَعْدِي۔ جو میرے بعد خلیفہ ہوں گے۔

(صواعق محرقة صفحہ ۲۰)

ابن عساکر نے ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا: جب آپ نے ابوبکر کو مقدم کرنے کا ارادہ کیا آپ نے فرمایا نہیں، میں نے ابوبکر کو مقدم نہیں کیا۔ لَحِکَنَّ اللّٰهُ قَدَمَهُ رُبَّمَا اللّٰهُ تَعَالٰی نے اس کو مقدم کیا ہے۔

(صواعق محرقة صفحہ ۲۵)

رفیق غار | قرآن مجید میں فرمانِ خدا کے ذوالمنن ہے۔
ثَاخِيْ اِثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ
لِمَا جِئْتَهُ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ
سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ (پارہ ۱۰ سورۃ توبہ آیت ۴۰)

یعنی آپ دوسرے تھے دوسے جب وہ دونوں غارِ ثور میں تھے
جب وہ فرما رہے تھے اپنے رفیق کو کہ مرت غمگین ہو یقیناً اللہ تعالیٰ
ہمارے ساتھ ہے۔ پھر نازل کی اللہ نے اپنی تسکین اُن پر۔

کفارِ مکہ اسلام کی دن بدن بڑھتی ہوئی قوت کو دیکھ کر یو کھلا اُٹھے اور اہل
اسلام پر طرح طرح کے مظالم توڑنے لگے۔ اُن کی ستم ظریفیوں اور ریشہ دوانیوں کی
حدود کا نشانہ مصطفویٰ تک جا پہنچیں۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ جب ان کی مجلس
شوریٰ نے بالاتفاق یہ طے کر لیا کہ تمام قبیلوں کا ایک ایک جوان سرکارِ علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے گھر کا محاصرہ کرے جب آپؐ یا ہر سکنے لگیں تو سب یک بارگی حملہ
کر کے حضور کو شہید کر دیں۔

تفسیر حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں مروی ہے کہ جب کفار نے حضور صلی
اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا تو جبریل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے
اور خدا تعالیٰ کا یہ پیغام دیا: **وَأْمَرَكَ أَنْ تَسْتَصْحِبَ أَبَا بَكْرٍ** (اور
اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ آپؐ ابوبکرؓ کو اپنے ہمراہ رکھیں)

چنانچہ رسول خدا علیہ التَّحِيَّةُ وَالشَّارِعُ نے اپنا بستر اور امانتیں حضرت علیؓ کے سپرد
کیں اور خود خدا کے فرمان کے مطابق حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ساتھ لیا اور غارِ ثور کی طرف
روانہ ہو گئے۔ حضرت صدیقؓ حضورؐ سے اجازت لے کر پہلے غار میں داخل ہوئے
غار میں پہلے گئے وہ غمگین مصطفیٰؐ

اس لیے مشہور ہیں وہ یارِ غارِ مصطفیٰؐ

اور غارِ ثور میں جتنے سوراخ تھے۔ آپؐ نے اپنے کپڑے بھاڑ کر ان کو بند کرنا شروع
کیا یہاں تک کہ زائد کپڑے سارے کے سارے ختم ہو گئے اور ابھی ایک سوراخ
باقی تھا۔ آپؐ نے اپنی ایڑی اس پر رکھ کر اس کو بھی بند کر دیا۔ پھر رسول کریم علیہ الصلوٰۃ

والتسليم اندر تشریف لے گئے۔ صبح ہوئی تو حضور نے دریافت فرمایا اے ابوبکر تمہارے وہ کپڑے کدھر ہیں۔ عرض کی یا رسول اللہ وہ تمام کے تمام غار کے سوا خول میں استعمال ہو گئے ہیں۔ یہ بات سن کر محبوب کبریا نے اپنے دست اقدس بارگاہ رب العالمین میں بند کیے اور عرض کیا: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَبَا بَكْرٍ مَعِيَ فِيْ دَرَجَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

اے اللہ! ابوبکر کو میرے ساتھ میرے مقام میں قیامت کے دن جگہ عطا فرمانا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی کہ آپ کی یہ دعا قبول ہو چکی ہے۔

(الوقاف۔ باب ہجرت۔ از امام عبدالرحمن ابن جوزی)

علامہ آلوسی اپنی تفسیر روح المعانی میں رقمطراز ہیں کہ ابن عساکر نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی ذَمَّ النَّاسَ كُلَّهُمْ وَاَمَدَحَ اَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

یعنی بیشک اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں تمام انسانوں کی مذمت کی

جب کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مدحت فرمائی۔

سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ اس آیت میں صدیق

اکبر کے صحابی رسول ہونے پر نص موجود ہے اور ابوبکر کے علاوہ کسی اور صحابی کی

صحابیت اس انداز میں ثابت نہیں ہے۔ اور اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهِ میں صاحبہ

سے مراد ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس پر اسی طرح اجماع ہے جس طرح سُبْحَانَ

الَّذِيْ اَسْرٰى بِعَبْدِهِ میں عَبْدُہ سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہیں۔

وَمِنْ هُنَا قَالُوا إِنَّ انْكَارَ صُحْبَتِهِ كُفْرٌ

اس لیے کہتے ہیں کہ صدیق اکبر کے صاحب رسول ہونے کا انکار کفر ہے۔

علامہ امام علاؤ الدین علی بغدادی اپنی تفسیر میں رقمطراز ہیں کہ،
حسن ابن فضل فرماتے ہیں کہ

مَنْ قَالَ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لَمْ يَكُنْ صَاحِبَ رَسُولِ
اللَّهِ فَهُوَ كَافِرٌ۔

جو ابوبکر کے صاحب رسول ہونے کا انکار کرے وہ کافر ہے
چوں کہ اس نے نص قرآن کا انکار کیا جو کہ کفر ہے۔ (تفسیر خازن)

علامہ نسفی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت تحریر فرماتے ہیں۔
مَنْ أَنْكَرَ صُحْبَةَ أَبِي بَكْرٍ فَقَدْ كَفَرَ بِالنَّبِيِّ
كَلَامَ اللَّهِ

جو ابوبکر کے صحابی رسول ہونے کا انکار کرے وہ کافر ہے اس لیے
کہ اس نے اللہ کے کلام کا انکار کیا۔ (تفسیر نسفی)

مشرع رسول | خالق ارض و سما کا ارشاد پاک ہے :
وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ (پارہ ۴ سورہ آل عمران آیت ۱۵۹)

اور صلاح مشورہ کیجیے ان سے اس کام میں۔

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف صواعق محرقہ میں ابن
عساکر کے حوالے سے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص فرماتے ہیں
کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے
اور کہا :

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَسْتَشِيرَ آبَا بَكْرٍ (صواعق محرقة ص ۷۶)

بیشک اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ ابوبکر سے مشورہ کریں۔

مفتی بنیاد حضرت علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۷۰ھ) روح المعانی میں اسی

آیت مقدسہ کے تحت فرماتے ہیں کہ امام ابوبکر احمد بن حسین شہیقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی

۲۵۸ھ) نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ :-

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ سے مراد ابوبکر و عمر ہیں نیز حاکم نے اس روایت

کو صحیح قرار دیا ہے۔

علامہ مذکور اسی آیت طیبہ کے تحت صدیق اکبرؓ اور عمر فاروقؓ کی اصابتِ رائے

کے متعلق حدیث پاک امام احمد سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ابوبکر و عمر کو فرمایا :

لَوْ اجْتَمَعَتْ بِنَا فِي مَشْوَرَةٍ مَا خَالَفْتُكُمْ

یعنی اگر تم دونوں کسی مشورہ میں متفق ہو جاؤ تو میں اس سے اختلاف نہیں کروں گا۔

نفس اسلام

صدیق اکبرؓ از رؤے حدیث رسول

گلشنِ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں شانِ جانشین رسول کریم علیہ الصلوٰۃ و

التسلیم میں جا بجا ایسے پھول کھلے ہوئے ہیں کہ جن سے اہل ایمان کے اذہان و

قلوب معطر ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک حسین گلدستہ تیار کر کے ایمان والوں

کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں تاکہ بندہ بے بضاعت کیلئے

توشہ آخرت اور قارئین کے لیے سنجلی عقائد اور نجاتِ اخروی کا باعث بنے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے

أَلْأَهَمُّ النَّاسِ بِرِمْوَالِ مَا | ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

إِنَّمِنُ آقَمِنُ النَّاسِ عَلٰٓی بُصُجَّتِهٖ وَمَالِهٖ اَبُو بَكْرٍ

(مشکوٰۃ شریف باب مناقب ابی بکر)

کہ سارے انسانوں میں سے مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والا
صحبت و مال (جانی و مالی) کے لحاظ سے ابوبکر ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ ہم پر کسی کا احسان نہیں مگر ہم نے اس کا بدلہ دے دیا سوائے ابوبکر کے کہ ہم پر
ان کا احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کا بدلہ قیامت کے دن دے گا۔

وَمَا نَفَعَنِي مَالٌ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِي مَالُ اَبِي بَكْرٍ

(ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف)

مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہ دیا جتنا ابوبکر کے مال نے نفع دیا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کے جملہ اقدام اس بات پر شاہد ہیں
کہ آپ نے اپنا مال، جان، اولاد، وطن اور سب کچھ حضور کی خدمت عالیہ میں بطور
نذرانہ پیش کر دیا اور یہ حضور علیہ السلام کے ساتھ کامل محبت کی روشن دلیل ہے۔
جبھی تو سرکار نے ان کے اس جذبہ ایثار کا متعدد دبار تذکرہ فرمایا۔

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی سنن میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے کسی کے مال نے
اتنا نفع نہیں دیا جتنا ابوبکر کے مال نے دیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

فَبَكَى اَبُو بَكْرٍ وَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ اَنَا وَ

مَا لِيْ اِلَّا لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

دسن ابن ماجہ شریف، باب فضل ابی بکر، الصدیق، صفحہ ۱۰، مطبوعہ سعید کمپنی کراچی

(یہ سن کر) ابو بکر رونے لگے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں اور میرا مال صرف آپ کے لیے ہے۔

سیدنا صدیق پاک کی بے مثال قربانیوں کے پیش نظر حضرت علامہ اقبال رحمہ اللہ علیہ ان کے حضور ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔

آلِ اَمْنِ النَّاسِ بِرَمْلَةٍ مَّاءِ آلِ کَلِیمِ اَوَّلِ سَیْنَاءِ مَّاءِ
ہستی اوکشت ملت را چوں ابر ثانی اسلام و غار و بدر و قبر

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں حضرت ابوسعید خدری **خلیل** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ میں ارشاد فرمایا۔

وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا غَيْرَ مَرِيٍّ لَا تَخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ
خَلِيلًا وَلَٰكِنْ أَخُوَّةً الْإِسْلَامِ وَمَوَدَّةً.

اگر میں کسی کو سوائے اپنے رب کے خلیل بناتا تو ابو بکر ہی میرے خلیل ہوتے لیکن اخوت و محبت اسلام ہی کافی ہے۔

لَا يَبْقَيْنَ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ إِلَّا سُدَّ إِلَّا بَابُ أَبِي بَكْرٍ
(بخاری شریف باب فضل ابی بکر)

مسجد کی طرف کوئی دروازہ کھلا نہ رہے دیا جائے سوائے ابو بکر کے دروازے کے۔

اس حدیث پاک کے مطابق نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ میں نے اپنا خلیل سوائے اپنے پروردگار کے کسی اور کو نہیں بنایا لیکن امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ علیہ صواعق محرقہ میں رقم طراز ہیں کہ، طبرانی نے ابو امامہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

إِنَّ اللَّهَ اتَّخَذَ لِي خَلِيلًا كَمَا اتَّخَذَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا وَ
إِنَّ خَلِيلِي أَبُو بَكْرٍ -

(صواعق محرقة باب ثالث فصل دوم ص ۷۷)

بے شک اللہ تعالیٰ نے میرا ایک خلیل بنایا ہے جس طرح اس نے
ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا اور بے شک میرا خلیل ابو بکر ہے۔

ان دنوں حدیثوں میں مطابقت یوں پیدا ہو جاتی ہے کہ سرور عالم علیہ السلام
نے خود نہیں، بلکہ خلاق عالم جل جلالہ نے بے مثل تعلقات اور جذبہ حبیب
کی بنا پر جناب صدیق کو اس مقام سے سرفراز فرمایا۔

طبرانی نے اسعد ابن زرارہ سے بیان کیا ہے کہ رسول
ابو بکر بہترین ہیں | انا م علیہ السلام نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے مجھے
خبر دی۔

إِنَّ خَيْرَ أُمَّتِكَ بَعْدَكَ أَبُو بَكْرٍ -

(صواعق محرقة ص ۶۹)

کہ آپ کے بعد آپ کی اُمت میں ابو بکر سب سے بہتر ہے۔
طبرانی اور ابن عدی نے سلمہ ابن اکوع سے بیان کیا ہے کہ رسول خدا
نے فرمایا۔

أَبُو بَكْرٍ خَيْرُ النَّاسِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ نَبِيًّا -

(صواعق محرقة ص ۶۹)

ابو بکر انبیاء کے علاوہ تمام انسانوں سے بہتر ہیں۔
حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے
کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا۔

لَا يَنْبَغِي لِقَوْمٍ فِيهِمْ أَبُوبَكْرٍ أَنْ يَوْمَهُمْ غَيْرُهُ

(ترمذی شریف)

ابوبکر کی موجودگی میں لوگوں کی امامت کسی اور شخص کو نہیں کرنی چاہیے۔

حوض پر ساتھی | حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا۔

أَنْتَ صَاحِبِي عَلَى الْحَوْضِ وَصَاحِبِي فِي الْغَارِ۔

(ترمذی شریف)

کہ تم حوض پر میرے ساتھی ہو اور غار میں بھی میرے ساتھی

تین سو ساٹھ خصال | علامہ ابن حجر مکیؒ نے ابن عساکر کے حوالے سے تحریر کیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تین سو ساٹھ

اچھے خصال (خصلتیں) ہیں۔ ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ کیا؟ اُن میں سے کوئی خصلت مجھ میں بھی پائی جاتی ہے تو سرکار نے فرمایا كُلُّهَا فَيَكُ سَبَّ كِي سَبِّ تَمِّمِ فِي پائی جاتی ہیں۔ (صواعق ص ۴۳)

ابوبکر سے محبت کرنا واجب ہے | ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت خیر الانام

علیہ السلام نے فرمایا۔

حُبُّ ابْنِ بَكْرٍ وَشُكْرُهُ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ أُمَّتٍ۔

(صواعق محرقہ ص ۴۳)

میری تمام اُمت پر ابوبکرؓ سے محبت رکھنا اور اس کا شکریہ ادا کرنا واجب ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے
پھٹا ہوا لباس کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل علیہ السلام
 نازل ہوئے اور ان کا لباس پھٹا ہوا تھا۔ میں نے کہا، اے جبریل یہ کیا ہے۔ تو
 کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا ہے۔

أَنْ تَتَخَلَّلَ فِي السَّمَاءِ لِتَخْلُلَ ابْنِي بُكَرٍ فِي الْأَرْضِ.

(صواعق محرقة ۵،)

کہ وہ زمین میں ابوبکر کے پھٹا ہوا لباس پہننے کی وجہ سے آسمان میں
 پھٹا ہوا لباس پہنیں۔

رحم دل صواعق محرقة میں مُسکَم، انسانی، ترندی، ابن ماجہ، حاکم اور بیہقی کے
 حوالے سے بیان کیا گیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے فرمایا۔

أَرْحَمُ أُمَّتِي أَبُو بَكْرٍ۔ (صواعق محرقة ص ۷)

میری اُمت کا سب سے رحم دل آدمی ابوبکر ہے۔

جنتی احمد نے سعید بن زید سے اور ترمذی نے حضرت عبدالرحمن بن عوف
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ.

(صواعق ص ۷)

کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر جنت میں ہونگے
 نیز حضور نے فرمایا

أَمَّا أَنْتَ يَا أَبَا بَكْرٍ أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ

مِنْ أُمَّتِي۔ (مشکوٰۃ باب مناقب ابی بکر)

اے ابو بکر تم وہ شخص ہو جو میری اُمت میں سب سے پہلے جنت میں جاؤ گے۔

ابن عساکر نے عائشہ اُم المؤمنین سلام اللہ علیہا سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا۔

النَّاسُ كُلُّهُمْ مَجْسَبُونَ إِلَّا أَبَا بَكْرٍ۔

(صواعق محرّکہ ص ۷۴)

دکل قیامت کے دن سب لوگوں کا حساب لیا جائے گا۔ سوائے ابو بکر کے۔

کرامات ابو بکر صدیقؓ

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی متعدد کرامات کتب احادیث و تفاسیر اور کتب تواریخ و سیر میں جملہ تحریر و بیان میں آچکی ہیں۔ اُن میں سے چند کرامات یہاں بیان کی جاتی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنی کتاب جو ہو پردوں میں پنہاں | کرامات صحابہ کے صفحہ ۱۱ پر تاریخ الخلفاء کے حوالے سے تحریر کیا ہے۔ کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جنابہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بیس وستق (یعنی ساٹھ صاع تقریباً پانچ من) کھجوریں جو درختوں میں لگی ہوئی تھیں بہہ فرمائیں۔ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے جنابہ عائشہ سے فرمایا بیٹی بے شک میں نے تجھے بیس وستق کھجوریں بہہ

کی تھیں اگر تم اُن کو توڑ کر اُن پر قبضہ کر لیتیں تو وہ تمہاری ہو جاتیں مگر آج تو اس میں میراث جاری ہوگی۔ اور وارث تمہارے دونوں بھائی اور دونوں بہنیں ہیں۔ بس اب اس کو احکام قرآن مجید کے موافق تقسیم کر لینا۔ اس پر حضرت عائشہؓ نے عرض کی ابا جان اگر اس سے بہت زیادہ بھی ہوتیں جب بھی میں اس بہن سے دستبردار ہو جاتی۔ لیکن یہ تو فرمائیے کہ میری بہن تو ایک "انساء" ہے یہ دوسری کون ہے؟ آپ نے جواب دیا بنتِ خارجہ (صدیق اکبر کی بیوی) کے پیٹ میں مجھے لڑکی دکھائی دیتی ہے

(کرامات صحابہ ص ۱۱۱ جمال الاولیاء ص ۲۸)

جو ہو پر دول میں پنہاں چشم بنیاد کچھ لیتی ہے
زمانے کی طبیعت کا تقاضا دیکھ لیتی ہے
(اقبال)

خیال رہے کہ اس میں جناب ابو بکر صدیق کی دو کرامتیں ہیں۔ ایک تو یہ خبر دینا کہ اس مرض میں میرا وصال ہو جائے گا، دوسری یہ کہ اُمّ حبیبہ بنتِ خارجہ بن زید کے ہاں جو اولاد بعد از وفات پیدا ہوئی تھی وہ لڑکی ہے۔ اور پھر ایسا ہی ہوا۔ بنتِ خارجہ کے بطن سے اُمّ کلثوم پیدا ہوئیں۔ معلوم ہوا، کہ جناب صدیق اکبر کو اللہ کی جناب سے بوسیدہ مصطفیٰ علیہ السلام مافی الآلہ حام عطا ہوا۔ جب غلاموں کے علم کا یہ حال ہے کہ آئندہ پیش آنے والے حالات اُن کے سامنے عیاں ہیں تو پھر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کا کیا مقام ہوگا۔ علم خیر الانام کا انکار در پردہ عطا ئے رب ذوالجلال والا کرام کا انکار ہے اور سعید الفطرت لوگ حضور کے علم پاک کا انکار ہرگز نہیں کرتے۔

کھانے میں برکت | امام علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی کی عظیم کتاب "جامع کرامات

الاولیاء کی تلخیص کتاب لامع علامات الاولیاء کا ترجمہ جمال الاولیاء جو علامہ اشرف علی تھانوی صاحب کے حکم سے جمیل احمد صاحب تھانوی نے کیا۔ اس کے ص ۲۸ پر ہے کہ آپ کی کرامتوں میں ایک وہ واقعہ ہے جس کو بخاری و مسلم نے حضرت ابو بکر کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمن سے روایت کیا ہے کہ ایک روز دشمن کو حضرت ابو بکر نے تین مہمانوں کی دعوت کی ان کو گھر بٹھا کر خود سرکار علیہ السلام کی خدمت میں بغرض حاضری چلے گئے۔ وہاں بیٹھے بیٹھے دیر ہو گئی۔ جب گھر تشریف لائے تو مہمانوں نے ابھی تک کھانا نہیں کھایا تھا اور جب آپ کے فرمان پر مہمانوں نے کھانا شروع کیا تو ہر شخص یہ محسوس کر رہا تھا۔ بلکہ مشاہدہ میں آ رہا تھا کہ ہر لقمہ اٹھانے کے بعد کھانا پہلے سے زیادہ ہو جاتا۔ جناب صدیق اکبرؓ نے اپنی بیوی سے۔ (جن کا تعلق قبیلہ بنو فراس سے تھا) فرمایا۔

يَا اُخْتِ بَنِي فَرَّاسٍ مَا هَذَا۔

اُسے بنی فراس کی بہن یہ کیا معاملہ ہے۔

تو انہوں نے جواباً عرض کیا۔

قَالَتْ قُرَّةَ عَيْنِي اِنَّهَا اَلَانْ لَّا كُثْرُ مِنْهَا قَبْلَ ذَلِكَ

بِشَكْلِ مَرَاي۔

میری آنکھوں کی ٹھنڈک اس وقت تو یہ کھانا پہلے سے تین گن

زیادہ ہے۔

اور پھر یہ کھانا آقا علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ جسے سرکار نے خود بھی تناول فرمایا۔ اور دیگر صحابہ کو بھی کھلایا۔

(جمال الاولیاء ص ۲۸ کرامات صحابہ ص ۱۲)

اپنے وصال کا اعلان | تھانوی صاحب نے تاریخ الخلفاء کے حوالے

سے اپنی کتاب کرامات صحابہ میں نقل کیا ہے کہ ابو نعیم نے حضرت عائشہؓ سے ایک قصہ کے تحت بیان کیا ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے جنابہ عائشہ صدیقہؓ سے دریافت فرمایا کہ رسول اللہؐ نے اس دار فانی سے کس دن رحلت فرمائی حضرت عائشہ ام المومنینؓ نے کہا پیر کے دن آپؐ نے فرمایا کہ میں ایک دن بعد اسی چیز کا امیدوار ہوں۔

فَتَوَفِّيَ لَيْلَةَ الثَّلَاثَةِ وَدُفِنَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ
چنانچہ آپؐ نے منگل کی رات کو داعی اجل کو لبیک کہا اور صبح ہونے سے پہلے آپؐ کو دفن کر دیا گیا۔ (کرامات صحابہ ص ۱۲)

جناب ابن سعد نے حضرت سعید ابن مسیب سے روایت کی ہے
مکہؓ تھرایا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی وفات کے وقت مکہ معظمہ تھرایا جس پر صدیق اکبرؓ کے والد ماجد جناب ابو قحافہ نے فرمایا یہ زلزلہ کیا ہے، لوگوں نے عرض کیا مَاتَ ابْنُكَ کہ آپؓ کے صاحبزادے نے جاہم رحلت نوش فرمایا ہے۔ جس پر ابو قحافہ نے فرمایا یہ تو بڑی سخت مصیبت آن پڑی۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضرت صدیق اکبرؓ کی
آواز محبوب وفات کے بعد بعض لوگوں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ آپؓ کو شہدار کے درمیان دفن کر دیا جائے اور بعض کہتے تھے آپؓ کو جنت البقیع میں دفن کیا جائے۔ ابھی یہ بات ہو رہی تھی کہ مجھ پر نیند کا غلبہ ظاہر ہو گیا پھر میں نے کسی کو یہ کہنے سنا محبوب کو محبوب کی طرف لے آؤ جب میں بیدار ہوئی تو معلوم ہوا کہ تمام حاضرین نے اس آواز کو سن لیا ہے۔ یہاں تک کہ مسجد میں موجود لوگوں نے بھی اس آواز کو گوش ہوش سے سنا۔ (شواہد النبوة ص ۱۰ ششم علامہ جلی)

خالق حسن حاصل ہے معیت کا شرف لذت عشق خدا الفات صدیق میں ہے

انتقال سے پہلے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرے وصیت | تابوت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۃ النور کے سامنے لا کر رکھ دینا اور السلام علیک یا رسول اللہ کہہ کر عرض کرنا، حضور! ابو جبر آپ کے آستانہ پاک پر حاضر ہوا ہے اگر اجازت ہوئی تو دروازہ کھل جائے گا۔ اور مجھے اندر لے جانا، ورنہ جنت البقیع میں دفن کر دینا جب حضرت ابو بکر کی وصیت پر عمل کیا گیا اور ابھی وہ کلمات پایہ اختتام کو نہ پہنچے تھے کہ دروازہ خود بخود کھل گیا (شواہد النبوة)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چار بیویاں آپ کی ازواج و اولاد | ۱۔ قتیلہ یہ نبی عامر بن لوی کے قبیلہ سے تھی۔

۲۔ اُمّ رومان بنت حارث، نبی فراس بن غنم بن کنانہ کے قبیلہ سے تھیں۔
۳۔ اسماء بنت عمیس، یہ حضرت علیؑ کے بڑے بھائی حضرت جعفر بن ابی طالب کی بیوی تھیں۔ حضرت جعفرؓ کی شہادت کے بعد حضرت ابو جحشؓ سے نکاح کر لیا۔

۴۔ اُمّ حبیب بنت خارجہ بن زید۔

آپ کے تین صاحبزادے تھے۔

صاحبزادے | ۱۔ عبد اللہ ان کی والدہ کا نام قتیلہ تھا

۲۔ عبد الرحمن، کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ ان کی والدہ کا نام اُمّ رومان تھا۔

۳۔ محمد، ان کی والدہ کا نام اسماء بنت عمیس تھا۔

سب سے بڑی صاحبزادی کا نام حضرت اسماء بنت ابی بکر تھا۔

صاحبزادیاں | ۲۔ دوسری صاحبزادی کا نام پاک عائشہ صدیقہ ام المومنینؓ تھا۔

۳۔ تیسری صاحبزادی کا نام اُمّ کلثومؓ تھا جو سب سے چھوٹی تھیں۔

خلیفہ دوم

سیدنا محمد فاروق عظیم اللہ عنہ رضی

وہ عمر جس کے آغدا پہ شیدا سقر

اس خُدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

فاروقِ حق و باطل امامِ اہلِ ہدی

تیمغِ مَسْکُولِ شِدّت پہ لاکھوں سلام

(امام احمد رضا خاں بریلوی)

رحمۃ اللہ علیہ

بینارسطوت

دُعائے محمدؐ عطاءئے خدا ہے
جلالت کا پیکر ہے خود دار و غازی
عمرؓ ہے محبت کا ماہِ حسین بھی
امیرِ امیراں امامِ زمانہ
زمانے میں ہے عدلِ مشہور چسکا
زمانے میں ہے کس نے رُلا یا۔ عمر نے
ہے فیصلہ کو کس نے مٹایا۔ عمر نے
ولا کی ہے توشان، جانِ وفا ہے
ترے سارے دشمن ہیں لاریبِ ازل
برائے خدا از طفیلِ پیغمبرؐ

صحابہ کا سر دارِ روقِ اعظم
علی پاک کا یارِ روقِ اعظم
فدائے جمالِ شہِ مسلیں بھی
ہے سطوت کا بینارِ فاروقِ اعظم
تھا قرآن و سنت ہی دستورِ اسکا
عدالت کا گلزارِ روقِ اعظم
ہے کسری کو کس نے بھگا یا۔ عمر نے
ہے اللہ کی تلوارِ روقِ اعظم
تو فردوس والوں کا روشن دیا ہے
ہیں سب قابلِ نازِ روقِ اعظم
کرم کی نظرِ ابنِ خطابؓ مجھ پر

خضر کی صدا ہے کہ منظور کرنا

یہ دو چار اشعارِ روقِ اعظم

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

پیرناروق اعظم حبیب نبیؐ
ان کے انصاف کی دھوم عالم میں
جن کا تھراتے ہیں نام سن کے شقی
ان کی شان عدالت کی کیا بات ہے

(مختصر)

سرتاپا بسالت، مینار استقامت، ماہ فلک عدالت، آسمان جلالت، صاحب
فراست، پیکر شرافت، تصویر اخوت، تفسیر محبت، حسن خلافت، شہریار جہان سطوت
تائب چہرہ دین، امیر المؤمنین، خلیفہ رسالت مآب، ابو حفص عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، وہ
مرد جلیل ہیں جن کے اسلام لانے پر رسول خدا کو راحت ملی، مسلمانوں کو آزادی میسر آئی۔
اور مشرکین مکہ کی کمر ٹوٹ گئی۔ دنیا سے اسلام میں ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ چھپ
کر عبادت کرنے والے سایہ دیوار کعبہ میں مصروف عبادت نظر آنے لگے۔ ہر
مسلمان کے چہرے پر مسرت و شادمانی کی تمازت پھیل گئی۔ اور عرش بریں کے فرشتوں نے
خوشیوں کے نعرے بلند کیے۔ جبریل نے بارگاہ رسالت میں مبارک باد پیش کی۔
اسلامی عزت و وقار اور شان و شوکت میں ترقی ہوئی۔ ہر لب پر مسکراہٹ اور ہر دل
میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ فاروق اعظم وہ رعل عظیم ہیں جن کا نام سن کر بڑے بڑے
سلاطین کے دل دہل جاتے ہیں اور جن کے تصور سے نامور پہلوانوں کے جسموں میں
جھجھری اور تھرتھراہٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ بادشاہوں کے ایوانوں میں زلزلہ
پیدا ہو جاتا ہے اور طاغوتی طاقتیں کانپ اٹھتیں۔

یہ وہ باکمال اور پر جلال ہستی ہے جس کے سائے سے شیطان رجیم دور بھاگتا
ہے اور جس کے چہرے کے رعب کی ضیاء سے ظلمتیں چھٹ جاتی ہیں۔

قیصر و کسری کے ایوانوں میں آیا زلزلہ

حضرت فاروق کا رعب و بسات و یکھکر (خضر)

نام و نسب | سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا نام نامی اسم گرامی عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزی بن رباح بن قریظ بن رزاح بن عدی بن کعب بن لؤی۔

حضور علیہ السلام اور حضرت عمر کا نسب کعب بن لؤی پر ملتا ہے۔

آپ کی کنیت ابو حفص، لقب فاروق۔

کنیت | علامہ شبلی نجی رحمۃ اللہ علیہ نے نور الابصار میں ابن اسحق کے حوالے سے لکھا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن حضرت عمر کی کنیت ابو حفص رکھی۔

وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَأْبَى حَفْصٍ وَهُوَ الْأَسَدُ

(نور الابصار صفحہ ۵۹)

حَفْص : حفص عربی میں شیر کے بچے کو کہتے ہیں۔

فاروق : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ کو فاروق کیوں کہا جاتا ہے ؟

آپ نے فرمایا جن دنوں سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم دارِ ارقم میں تشریف فرما تھے۔ میں وہاں اسلام قبول کرنے کی غرض سے حاضر ہوا اور دروازے پر دستک دی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دروازے پر تشریف لائے۔ میں نے آپ کے روبرو کلمہ شہادت پڑھ کر اسلام قبول کیا تو اس خوشی میں صحابہ کرامؓ جو وہاں موجود تھے نے اس زور سے نعرہ تکبیر بلند کیا جسے مکہ والوں نے بھی سنا۔ اس کے بعد میں نے

عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم حق پر نہیں؟ حضور نے فرمایا بے شک ہم حق پر ہیں۔ میں نے عرض کیا جب ہم حق پر ہیں تو پھر خاموش کیوں رہیں۔ چنانچہ ہم دو صوفیں بنا کر کعبہ شریف پہنچے۔ ایک صفت حضرت حمزہ عثم رسول کی اور دوسری میری تھی۔ ہمیں دیکھ کر قریش نے غم و غصہ کا مظاہرہ کیا۔ اس دن رسول کریم نے مجھے فاروق کا لقب عنایت فرمایا۔ کیوں کہ اسلام کا اعلانیہ اظہار اور حق و باطل میں نمایاں فرق اسی دن قائم کیا گیا۔

(تاریخ الاسلام)

کیا ہے کفر و دیں میں فسق ایسا

لقب ان کو ملا فساروق اعظم

ابن سعد نے ایوب بن موسیٰ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ
وَهُوَ الْفَارُوقُ فَفَرَّقَ اللَّهُ بِهِ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ

(صواعق محرقة ص ۹۸)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے عمر کے قلب و زبان پر حق جاری کر دیا اور وہ فاروق ہے

جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے حق و باطل کے درمیان فرق کر دیا ہے

کیا کفر و ایمان میں فسق جس نے

وہ حق میں وہ حق آشنا اللہ اللہ (راز)

اس مجاہد عالی وقار کی شان و شوکت کو کون بیان کر سکتا ہے۔

جس کو خود خیر امانام علیہ السلام فاروق کا لقب عطا فرمایا اور جس کے اسلام لانے

پر کفار مکہ یہ کہنے پر مجبور ہو جائیں کہ مسلمانوں نے ہم سے بدلہ لے لیا ہے۔

اس تابش دین حق کی ہر ادا کو سلام جس کا نام سن کر بڑے بڑے فرعونوں کے

سرچکا جائیں۔ اس شمشیر دین، توقیر اسلام اور تنویر صداقت کی عظمتوں کو سلام جس کی ہیبت سے طواغیتِ زمانہ کے پسینے چھوٹ جائیں۔

تو نے اکبر حق کو باطل سے نمایاں کر دیا کفر کی تاریکیوں کو چاک دامان کر دیا

بُت ہوئے بے آبرو گو نجی صدا تو حید کی

تو نے پھر محرابِ کعبہ کو درخشاں کر دیا

کتابِ سیر میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضور

عمر آغوشِ اسلام میں علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قتل کے ارادہ سے گھر سے نکلے

بازار میں آئے، بدن پر ہتھیار سجھا رکھے تھے، چہرے پر غصہ کے آثار نمودار تھے آنکھیں

سُرخ اور قرآں دھنیں۔ سرِ اُپا غضبِ نظر آ رہا تھا کہ رستے میں نعیم بن عبد اللہ سے ملاقات

ہو گئی انہوں نے پوچھا عمر خیر تو ہے؟ اتنے غصے میں کیوں ہو؟ کہاں کا ارادہ ہے؟

جواب میں آپ نے کہا آج میں محمد بن عبد اللہ کا سراٹھانے اور اس کے دین کا جھگڑا جگانے

جا رہا ہوں۔ حضرت نعیم نے اس ارادے سے باز رہنے کا مشورہ دیا تو حضرت عمر نے کہا

معلوم ہوتا ہے کہ تم نے بھی اپنا آبائی دین چھوڑ کر دینِ محمدی اختیار کر لیا ہے۔ انہوں نے کہا

تمہاری بہن (فاطمہ) اور بہنوئی (سعید بن زید) بھی اپنا آبائی مذہب ترک کر کے دینِ اسلام

سے وابستہ ہو چکے ہیں۔ یہ خبر سن کر عمر اور زیادہ غضب ناک ہو گئے۔ اٹے پاؤں اپنی بہن

کے گھر پہنچے۔ گھر میں آپ کی بہن اور بہنوئی کے علاوہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ بھی موجود

تھے۔ یہ تینوں دھیمی آواز میں سورۃ طحہ کی تلاوت کر رہے تھے۔

حضرت عمر کے پاؤں کی آہٹ پا کر حضرت خباب اس مکان کے ایک

کونے میں چھپ گئے۔ حضرت عمر نے گھر میں داخل ہوتے ہی سوال کیا کہ یہ تم آہستہ

آہستہ کیا پڑھ رہے تھے؟ اور سنا ہے کہ تم لوگوں نے اپنا آبائی مذہب چھوڑ دیا ہے

دوسری طرف سے جواب ملا۔ ہاں ہم نے باطل کو چھوڑ کر حق کا دامن تھام لیا ہے۔

یہ جملہ سنتے ہی عمر نے اپنے بہنوئی اور بہن کو اتنا مارا کہ ان کے زخموں سے خون بہہ نکلا۔
عمر مارتے مارتے تھک گئے تو کہنے لگے اے میری بہن اور بہنوئی کان کھول کے سن لو
کہ تمہیں دین محمد چھوڑنا پڑے گا ورنہ اپنی تلوار سے تم دونوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔
حضرت عمر کی یہ بات سن کر

بہن بولی عمر ہم کو اگر تو مار بھی ڈالے
شکنجوں میں کسے یا بوٹیاں کتوں سے بچوا
مگر ہم اپنے دین حق سے ہرگز پھر نہیں سکتے
بندی معرفت کی مل گئی ہے گر نہیں سکتے

ہمیشہ کی جرأت و استقامت اور بے خوف ہوجہ گفتار دیکھ کر عمر کی آنکھیں کھل گئیں۔
بہن اور بہنوئی کی جانب غور سے دیکھا کہ

دہن سے نام حق آنکھوں سے آنسو منہ سے خوں جاری
عمر کے دل پہ اس نقشے سے عبرت ہو گئی طاری (حفیظ جالندھری)
حضرت عمر پر ایک عالم کیفیت طاری ہو گیا ندامت سے گردن جھک گئی پتھوری
ویر بعد جب سر اٹھایا تو پیشانی پر پسینے کے قطرے اور آنکھیں اشکبار تھیں۔ بھرائی ہوئی
آواز میں بولے بہن وہ کتاب جو تم پڑھ رہی تھیں۔ ذرا مجھے بھی دکھانا۔ آپ کی ہمیشہ نے
جواب دیا۔ اس کتاب کے اوراق کو چھونے کے لیے پاک صاف ہونا شرط ہے
لہذا آپ غسل کریں پھر اس کو ہاتھ لگانا۔

آپ نے بہن کے کہنے پر عمل کرنے کے بعد اوراق قرآن کو یا اور پڑھنا شروع
کیا۔ ابھی چند ہی آیات تلاوت کی تھیں کہ پکار اُسٹے۔

اے ہمیشہ مجھے بھی دربار رسالت میں لے چلو تاکہ میں بھی ایمان و یقین کی دولت
لازوال سے بہرہ یاب ہو سکوں۔

پس سن کر حضرت خباب رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے اور کہنے لگے اے عمر

مبارک و بشارت ہو۔ مجھے امید ہے کہ تم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس دعا کا جواب ہو جو آپ نے جمعرات کی شب کو کی تھی۔ حضور نے اس شب کو اللہ کی جناب میں عرض کی
 اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَوْ بِعَمْرِو
 بْنِ هَاشِمٍ۔

اے اللہ تو عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام کے ذریعے سے اسلام کو
 عزت و سر بلندی اور قوت و غلبہ عطا فرما۔

دُعائے مصطفیٰ فاروق اعظم

عطائے کبریٰ فاروق اعظم (فیاض کاوش)

غرض حضرت جناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب عمر کو ساتھ لیے حضرت ارقم رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر گئے جہاں سرکار علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ آپ بارگاہ
 نبوت میں حاضر ہوئے۔ کلمہ شہادت پڑھا اور آغوش اسلام میں چلے گئے۔ یہ سرور
 عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کے اثرات تھے کہ ایک بہن کی استقامت نے بھائی کو
 دربار رسالت میں حاضر ہو کر فاروق اعظم بننے کی سعادت کا موقع فراہم کیا۔

اسلام میں عمر کی ہے اک شان امتیاز

یہ حاصل دُعا سے رسالت مآب ہے (ماہر القادری)

عمر بن خطاب از روئے کتاب اللہ

اَشْهَدُ اَنْ عَلٰى الْكُفَّارِ كَ الْفَاظِ جَامِعٍ هِیْنَ

خدا خود مدح گستر ہے عمر فاروق اعظم کا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق کافی تعداد میں قرآنی آیات

نازل ہوئیں۔ ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ قرآن میں ایسی باتیں بھی ہیں جو عمر کی رائے کے مطابق ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ جب کسی چیز کے بارے میں لوگ گفتگو کریں اور حضرت عمر بھی اپنی رائے کا اظہار کریں تو قرآن حضرت عمر کی رائے کے مطابق ہوتا ہے۔

امام سیوطی نے بیس موافقات کا ذکر کیا ہے۔

۱

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ

(پ - انفال آیت ۶۴)

ترجمہ: اے نبی کافی ہے آپ کو اللہ تعالیٰ اور جو آپ کے فرماں بردار ہیں مومنوں

سے۔

طبرانی وغیرہ نے ابن عباس، ابن منذر، ابن جبر اور ابوالشیح نے ابن مسیب

سے روایت کی ہے کہ

أَنَّهَا نَزَلَتْ يَوْمَ أَسْلَمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ (روح المعانی)

ترجمہ: جس دن عمر بن خطاب ایمان لائے اس دن یہ آیت پاک نازل ہوئی۔

۲

أَحَدٌ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ

(پارہ ۲ سورۃ بقرہ آیت نمبر ۱۸۷)

ترجمہ: "صل کر دیا گیا تمہارے یہ رمضان کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس

جنا۔"

ابتداء میں ماہ رمضان کی راتوں میں بھی اپنی عورتوں سے قربت ممنوع تھی۔ ایک رات حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے ہوئے اور اپنے آپ کو ملامت کرتے ہوئے دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں اللہ تعالیٰ اور آپ سے معذرت خواہ ہوں کہ میں عشاء کی نماز کی ادائیگی کے بعد گھر گیا تو میں نے بڑی عمدہ خوشبو پائی اور میرے نفس نے مجھے (اپنی زوجہ) کی قربت پر آمادہ کر دیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اے عمر تجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اتنی دیر میں متعدد افراد نے بھی یہی عرض کیا۔

فَنَزَلَتْ فِي عُمَرَ وَاصْحَابِهِ (تفسیر قازن)

پس یہ آیت پاک عمر فاروق اور ان کے ساتھیوں کے حق میں نازل ہوئی۔
معلوم ہوا کہ بعض اوقات بزرگوں کی چھوٹی سی لغزش آنے والوں کے لیے عطا و نجات کا ذریعہ ہوتی ہے۔

۳

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ
وَمِيكَائِيلَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِينَ ۝ (پارہ ۱ سورہ بقرہ آیت ۹۸)

ترجمہ: اور جو کوئی دشمن ہو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل و میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے (ان) کافروں کا۔

امام جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق کتاب تاریخ الخلفاء میں اور علامہ آلوسی بغدادی اپنی معرکہ الآثار تفسیر روح المعانی میں رقمطراز ہیں کہ ایک یہودی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا جبریل ہمارا دشمن ہے تو حضرت عمر نے فرمایا

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ
مِيكَائِيلَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِينَ ۝

اور بالکل ان ہی الفاظ میں آیت نازل ہوئی ہے
 کئی بار ان کی باتیں بن گئیں آیات قرآنی
 مسلم تھی فراست حضرت فاروق اعظم کی

۴

وَ اتَّخَذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى (پ سورہ بقرہ آیت ۱۲۵)

ترجمہ: بنالو ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو جائے نماز

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں تین باتوں میں اپنے رب کے موافق ہوا۔ میں نے عرض کیا:
 یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،

لَوْ اتَّخَذْتُ مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى
 (کاٹش میں مقام ابراہیم کو جائے نماز بناؤں)

فَنَزَلَتْ "وَ اتَّخَذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى"

(تفسیر فائز، تفسیر درمنثور)

خیال رہے کہ مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ
 السلام کعبہ معظمہ کی تعمیر کرتے رہے۔

"اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوبوں کی ہر ادا اور ان سے تعلق رکھنے والی ہر چیز
 بڑی پیاری ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ بے جان حقیر پتھر جسے حضرت
 خلیل کے پاؤں سے چھو جانے کا شرف حاصل ہوا وہ قدرت کی نگاہ
 میں اتنا عزیز اور ذی شان ہے کہ اُمت مصطفویٰ کو حکم دیا جا رہا ہے
 کہ اسے اپنی جائے نماز بنائے"

(ضیاء القرآن)

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ
كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ط

(پارہ ۵ سورہ نسا آیت ۵۹)

ترجمہ: پھر اگر جھگڑنے لگو تم کسی چیز میں تو لوٹا دو اسے اللہ اور رسول کی طرف اگر
تم ایمان رکھتے ہو اللہ اور روز قیامت پر۔

سورہ نسا کی آیت نمبر انسٹھ اور ساٹھ کی شان نزول کے متعلق علماء تفسیر و حدیث
نے یہ واقعہ ذکر کیا ہے کہ ایک منافق اور ایک یہودی کے درمیان جھگڑا تھا۔ یہودی
نے منافق کو کہا کہ ہم اس جھگڑے کا فیصلہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے کروالیں۔
”کیوں کہ وہ جانتا تھا کہ آپ رشوت وغیرہ کی آلائشوں سے پاک ہیں“ اور منافق نے
کہا کہ ہم کعب بن اثرف یہودی عالم سے فیصلہ کروائیں گے ”تاکہ رشوت وغیرہ سے
کام چل سکے۔ پس ان دونوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم مان لیا پس حضور نے
یہودی کے حق میں فیصلہ کر دیا اور منافق راضی نہ ہوا اور کہا کہ ہم حضرت عمر کے پاس یہ فیصلہ
لے جائیں گے۔ جب حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو یہودی نے کہا کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حق میں فیصلہ کیا ہے اور یہ ان کے فیصلے پر راضی نہیں۔
حضرت عمر نے منافق سے فرمایا کیا ایسا ہی ہے؟ اس نے کہا ہاں: حضرت عمر نے
فرمایا میرے آنے تک یہیں ٹھہرو۔ پس حضرت عمرؓ گھر میں داخل ہوئے اور اپنی تلوار
نکال لائے، آتے ہی منافق کی گردن اڑا دی اور فرمایا

هَكَذَا أَقْضَى لِمَنْ لَمْ يَرْضَ بِقَضَاءِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ۔

”جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے پر راضی نہ ہو میں اس کا فیصلہ

یوں کرتا ہوں“ (نفی، خازن، روح المعانی، ضیاء القرآن)

اس منافق کا نام بشر تھا جس نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور یہودی کو مجبور کر کے حضرت عمر کے پاس لایا۔ حضرت عمر نے اس کو قتل کر کے اپنے اس عمل سے یہ امر واضح کر دیا کہ کفر و نفاق اور منافقت و شیطنت کا بہترین علاج یہی ہے۔

خیال ہے کہ منافقین کی ایک علامت یہ ہے کہ آقا علیہ السلام کی عظمتوں کا توازن کا کرتے ہیں مگر اپنے باطل نظریات کو چھپانے کے لیے حضور کے غلاموں کے حوالے سے بات بنانے کی ناکام کوشش ضرور کرتے ہیں۔

۶

قصہ افک | سیدہ عائشہ صدیقہ ام المؤمنین سلام اللہ علیہا کی عفت و پاکیزگی پر منافقین نے جو بہتان تراشی کی تو اس کے بارے میں حضور علیہ السلام نے صحابہ سے مشورہ فرمایا تو حضرت عمر فاروق نے عرض کیا مَنْ زَوَّجَكهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ۔ حضرت عائشہ کو آپ کی زوجیت میں کس نے دیا ہے۔ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر نے عرض کیا :

أَفْتَضْتُكَ أَيْ رَبِّكَ دَلَسَ عَلَيْكَ فِيهَا كَيْتٌ أَيْ خِيَالٌ فرماتے ہیں کہ آپ کے رب نے یہ معاملہ آپ سے مخفی رکھا ہوا ہے ؟
(دہر گز نہیں)

سُبْحَنَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ (پارہ ۱۸ سورۃ نور آیت ۱۶)

اے اللہ! تو پاک ہے۔ یہ بہت بڑا بہتان ہے

(”صواعق محرقة صفحہ ۱۰۰“)

یہ وہ الفاظ ہیں جو حضرت عمرؓ کی زبان پر جاری ہوئے اور یہ الفاظ بعینہ سورۃ نور کی ایک آیت کی صورت اختیار کر گئے۔

فاروق اعظم از روئے حدیث رسول ﷺ

عیاں ہے اس سے عظمت حضرت فاروق اعظم کی
نبی کرتے تھے عزت حضرت فاروق اعظم کی (سور)

۱

حضرت عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
لَوْ كَانَ نَبِيٌّ بَعْدِي لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ
اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا

(جامع ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ نبوت و رسالت سرورِ دو عالم صلی اللہ
علیہ وسلم پر ختم ہے آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔
سرکارِ علیہ السلام نے واضح اور غیر مبہم انداز میں فرمادیا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا
تو وہ عمر فاروق ہوتا۔

ہوتی نہ محمدیہ اگر ختم رسالت
فاروق تھے اس عظمتِ کبریٰ کے سزاوار (بزمی)

۲

جنابہ عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ و
التسلیم نے ارشاد فرمایا کہ پہلی اُمتوں میں محدث ہوا کرتے تھے
فَإِنَّ يَكُ فِي أُمَّتِي أَحَدٌ فَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ۔ اب اگر میری
اُمت میں کوئی محدث ہے تو عمر بن خطاب ہے۔ (ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱۰)

صواعقِ محرقہ میں ہے کہ صحابہ کرامؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کسے کہتے ہیں
تو آپ نے فرمایا: تَتَكَلَّمُ الْمَلَائِكَةُ عَلَى لِسَانِهِ۔ کہ اس کی زبان پر فرشتے
بولتے ہیں۔ (صواعقِ محرقہ ص ۹)

نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار میں ہے کہ:
مُحَدَّثٌ (بکسر دال بصیغہ اسم فاعل) حدیث کے راوی کو کہتے ہیں۔ اور
مُحَدَّثٌ (بفتح دال بصیغہ اسم مفعول) اسے کہتے ہیں جسے الہام ہوا اور وہ
صاحبِ کشف و مکاشفہ ہو۔

تو محدث تو مفسر تو محب بہ توفیقہ
تو نے ملت کی ہر اک مشکل کو آساں کر دیا
(نور الابصار صفحہ ۶۱)

۳

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ
و سلم نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اَعِزِّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرِ بْنِ الْخَطَّابِ خَاصَّةً
اے اللہ! اسلام کو عمر بن خطاب کے ساتھ خاص طور پر عزت عطا فرما
(سنن ابن ماجہ شریف)

خدا سے مصطفیٰ نے ان کو مانگا
نبیؐ کا مدد سا فاروقِ اعظم

۴

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ الشَّيْطَانَ يَفْرِقُ مِنْ عُمَرَ۔ (صواعقِ محرقہ صفحہ ۵)

”اس میں کوئی شک نہیں کہ شیطان عمر سے ڈرتا ہے“

۵

حضرت عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:
إِنِّي لَا أَنْظُرُ إِلَى شَيْءٍ طَلِينٍ أَلْجَيْنِ وَالْإِنْسِ قَدْ فَتَرُوا
مِنْ عُمَرَ - (جامع ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

ترجمہ: میں جن وانس کے شیطانوں کو عمر سے بھاگتے دیکھ رہا ہوں۔

۶

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
إِنَّ الشَّيْطَانَ يَخَافُ مِنْكَ يَا عُمَرُ (ترمذی ج ۲ ص ۲۱)
ترجمہ: اے عمر بے شک تم سے شیطان خوف کھاتا ہے
پر کیوں نہ شیاطین کے جلیں سائے سے ترے
جب سر حدِ شرقِ حق و باطل تو ہی کھڑا (حکیم تہجد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ شاہِ دو عالم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا

مَا فِي السَّمَاءِ مَلَكٌ إِلَّا وَهُوَ يُقَرِّعُ عُرْوَةً مَا فِي
الْأَرْضِ شَيْطَانٌ إِلَّا وَهُوَ يَفْرِقُ مِنْ عُمَرَ -

(صواعقِ محرقة صفحہ ۹۷)

آسمانوں میں کوئی ایسا فرشتہ نہیں جو عمر کی توقیر (عزت) نہ کرتا ہو اور زمین
میں کوئی ایسا شیطان نہیں ہے جو عمر سے ڈرتا نہ ہو۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر سے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا لَقَيْتُكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا
فَجًّا قَطْرًا إِلَّا سَلَكَ وَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ (بخاری و مسلم شریف)
ترجمہ: قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ شیطان اس
راستے پر کبھی نہیں چلے گا جس پر تو چل رہا ہے بلکہ دوسرا راستہ اختیار کرے گا

طبرانی نے حضرت سہیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے حضور نے فرمایا
إِنَّ الشَّيْطَانَ لَمَّا يَلْقَى عُمَرَ مِنْذُ اسْلَمَ إِلَّا خَرَّ لَوَجْهِهِ
(صواعق محرقة صفحہ ۹۷)

ترجمہ: بے شک عمر کے اسلام لانے کے بعد شیطان انہیں جہاں بھی ملا منہ کے
بل گر پڑا۔

مذکورہ بالا احادیث سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ ناری ہوں یا ناکی
جنات میں سے ہوں یا انسانوں میں سے، دونوں قسم کے شیاطین حضرت عمر فاروق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ڈرتے اور دوڑ بھاگتے ہیں۔ آپ کے رعب و جلال کا خوف
ہر وقت ان پر طاری رہتا ہے اور شیطان اس رستے پر ہرگز نہیں چلتا جس پر حضرت
عمرؓ چل رہے ہوں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عمرؓ جس رستے پر ہیں وہ حق ہے کہ اس
کی گواہی آخری رسول علیہ السلام نے دی۔

زبانِ عمر | حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا :

إِنَّ اللَّهَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ يَقُولُ بِهِ

(سنن ابن ماجہ شریف صفحہ ۱۱ مطبوعہ سعید کسپی کراچی)

ترجمہ : اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان پر حق کو جاری فرمادیا ہے جو کچھ وہ کہتے ہیں حق ہی کہتے ہیں۔

۱۱

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب فرشتوں نے خوشی منائی

علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا،

يَا مُحَمَّدٌ لَقَدْ اسْتَبَشَّرَ أَهْلُ السَّمَاءِ بِإِسْلَامِ

(ابن ماجہ شریف صفحہ ۱۱)

عُمَرَ۔

ترجمہ : اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آسمان والوں نے عمر کے اسلام لانے کی خوشی منائی ہے

اس کے ایماں سے لَقَدْ اسْتَبَشَّرَ أَهْلُ السَّمَاءِ

یوسف گم گشتہ آئے جیسے سوئے کارواں

(عبدالعزیز خالد)

۱۲

حضرت جابر، معاذ، انس، ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جنت میں سونے کا ایک

سونے کا محل

محل دیکھا تو میں نے پوچھا یہ کس کا ہے۔

فَقِيلَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ (ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

ترجمہ :- تو کہا گیا کہ یہ عمر بن خطاب کا ہے۔

چراغ اہل جنت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب خلیفہ مقرر ہوئے تو آپ کے پاس کچھ مال حاضر کیا گیا تاکہ اسے تقسیم کریں آپ نے امام حسن، امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مال کی تقسیم کی ابتدا کی تو آپ کے صاحبزادہ عبداللہ رضی اللہ عنہ متوجہ ہوئے اور عرض کی کہ ابا جان میں زیادہ حق دار ہوں۔ آپ مجھے عطیہ میں مقدم رکھیں کیوں کہ میں خلیفہ کا بیٹا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اے عبداللہ!

هَاتِ لَكَ اَبًا كَاَيُّهُمَا اَوْحَدًا كَجَدِّهِمَا

تم ان کے باپ جیسا اپنا باپ اور ان کے نانا جیسا اپنا نانا لاؤ۔

حضرات حسین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے والد حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اس گفتگو کا ذکر کیا تو حضرت علی نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ جاؤ امیر المؤمنین کو یہ خوشخبری دو کہ میں نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جبریل نے کہا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِنَّ عُمَرَ سَرَّاجُ اَهْلِ الْجَنَّةِ

عمر اہل جنت کے چراغ ہیں۔

دونوں صاحبزادے آئے اور امیر المؤمنین کو یہ خبر دی تو آپ کے بہت خوشی ہوئی اور فرمایا تم جو بیان کر رہے ہو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لکھو لاؤ دونوں صاحبزادے آئے اور اپنے والد سے لکھو لیا جب امیر المؤمنین فاروق اعظم کی وفات کا وقت قریب ہوا تو آپ نے اپنے صاحبزادے عبداللہ سے فرمایا:

اِذَا مِتُّ فَادْفِنُوْا مَعِيَ خَطَّ الْاِمَامِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

ترجمہ: جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے ساتھ امام علی رضی اللہ عنہ کا خط دفن

کر دینا۔ فَعَلَ ذَلِكَ انہوں نے ایسا ہی کیا

(نور الابصار صفحہ ۶۵ مطبوعہ مصر ۱۳۸۲ھ)

۱۳

حضرت علیہ السلام نے فرمایا:

حضور عمر کے ساتھ ہیں | وَرَوْعِي وَأَنَا مَعَ عُمَرَ وَالْحَقُّ

(نور الابصار صفحہ ۶۱)

مَعَ عُمَرَ

عمر میرے ساتھ ہے اور میں عمر کے ساتھ ہوں۔ عمر جہاں بھی ہو حتیٰ اس کے ساتھ ہے۔

۱۵

حضرت علامہ سید مومن شبلی نے شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے دیلمی اور مسند فردوس کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

رَضَا الرَّبُّ رَضَا عُمَرَ (نور الابصار صفحہ ۶۱)

عمر کی رضا میں رب کی رضا ہے۔

۱۶

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے الصَّوَاعِقُ الْمُحَرَّقَةُ میں طبرانی کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت ابی بن کعب نے بیان کیا ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: قَالَ لِي جَبْرِيلُ لَيْسَ بِكَ إِلَّا سَلَامٌ عَلَى مَوْتِ عُمَرَ

(صواعق محرقة صفحہ ۹۷)

ترجمہ: جبریل نے مجھے کہا اسلام کو عمر کی موت پر رونا چاہیے۔

۱۷

مِفْتَاحُ الْإِسْلَام | حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک

روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھ کر تبسم فرما رہے تھے اور آپ نے فرمایا اے عمر بن خطاب کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہارے چہرہ کو دیکھ کر کیوں خوش ہوا ہوں عرض کیا اللہ و رَسُولُہٗ اَعْلَمُ اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں آپ نے فرمایا کہ بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ نے عرقہ کی رات تمہاری طرف شفقت و رحمت کی نظر فرمائی۔ وَ جَعَلَتْ مِفْتَاحَ الْاِسْلَامِ اور اللہ تعالیٰ نے تجھے اسلام کی کنجی بنا دیا۔

(شہادت نواسہ سیدالابرار صفحہ ۲۵۰ بحوالہ دارقطنی)

۱۸

عمر کی غیرت ایمانی | حضرت امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز غنہ بن ربیعہ، ابوہل بن ہشام، عباس بن عبدالمطلب و عُمَہ (رسول) ابی بن خلف، اُمیہ بن خلف وغیرہ کو اسلام کی دعوت فرما رہے تھے اس درمیان میں حضرت عبداللہ بن اُمّ مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو نابینا تھے) حاضر ہوئے اور انہوں نے بار بار بلند آواز سے ”ندا کر کے عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللہ عَلِمْنِیْ مِمَّا عَلَمَکَ اللہ“ اے اللہ کے رسول جو اللہ نے آپ کو سکھایا ہے اس میں سے مجھے بھی سکھائیے۔ ابن امّ مکتوم نے یہ نہ سمجھا کہ حضور دوسروں سے گفتگو فرما رہے ہیں (اس لیے کہ آپ نابینا تھے) اس سے قطع کلام ہو گا۔ یہ بات حضور علیہ السلام کو گراں گزری اور آثارِ ناگواری چہرہ اقدس پر نمایاں ہوئے جس پر سورہ عبس کی آیات نازل ہوئیں ”عَبَسَ وَ تَوَلَّى ۝ اَنْ جَاءَهُ الْاَعْمٰی ۝ وَ مَا یُدْرِیْکَ لَعَلَّہٗ یَزَکٰی ۝

ترجمہ: تیوری چڑھائی اور منہ پھیر لیا (اس وجہ سے کہ) آپ کے پاس ایک نابینا حاضر ہوا اور آپ کیا جانیں شاید وہ پاکیزہ تر ہو جاتا “

یہاں نابینا فرمانے میں عبد اللہ بن اُمّ مکتوم رضی اللہ عنہ کی معذوری کی طرف اشارہ

(تفسیر خزانة العرفان از صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ)

ہے۔

خیال ہے کہ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام سے تھوڑے سے

رنگِ جلال و عتاب میں گفتگو فرمائی۔

ضیاء القرآن میں تعارف سورہ عبس کے ضمن میں روح البیان کے حوالے سے

لکھا ہے کہ حضرت عمر فاروق کو پتہ چلا کہ ایک امام (مسجد) ہمیشہ نماز میں اسی سورت

(عبس) کی قرأت کرتا ہے تو آپ نے ایک آدمی بھیجا جس نے اس کا سر قلم کر دیا۔

چونکہ وہ حضور کے مرتبہ عالی کی تنقیص کے ارادے سے اس کی قرأت کیا کرتا تھا تاکہ

مقتدیوں کے دل میں بھی حضور کی عظمت کم ہو جائے اس لیے نگاہ فاروق میں وہ مرتد

تھا اور مرتد واجب القتل ہوا کرتا ہے۔ (ضیاء القرآن)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی تنقیص کے ارادے سے قرآن حکیم کی تلاوت بھی

ایک خاص قسم کے جرم کی حیثیت اختیار کر جاتی ہے اور یہ اہل نفاق کا پُرانا طریقہ ہے

ان لوگوں کو اس بات پر بار بار غور کرنا چاہیے جو اپنی تمام علمی صلاحیتیں اس پر

صرف کر رہے ہیں کہ سرورِ عالم بھی ایک عام انسان کی مانند تھے۔

ان کی تنقیص کرواؤ تا بھی مانو ان کو

یوں نہ ہم دوش کر دو کفر کو اسلام کے ساتھ (صائم ہشتی)

علامہ محمد عبدالسلام رضوی نے اپنی کتاب شہادتِ نواسہ

سیدالابرار میں اصول کافی کے صفحہ نمبر ۲۹۲ کے حوالے سے

حُسن کو مقدم سمجھا

تحریر فرمایا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ایران کو فتح کیا اور

اسلام کا علم بلند کیا تو مالِ غنیمت میں ایران کے بادشاہ یزدگرد کی بیٹی شہربانو حضرت عمر

کے پاس آئی تو سیدنا عمر فاروق نے سیدنا حسین علیہ السلام کو مقدم سمجھا اور یہ شہزادی سیدنا حسین علیہ السلام کے پاس نکاح کے موقع پر اس حال میں آئیں کہ شاہانہ پوشاک جس پر ہیرے اور جواہرات جڑے ہوئے تھے اور سونے چاندی کے زیورات سے آراستہ تھی اور اسی طرح سیدنا حسین علیہ السلام کے ساتھ نکاح کر کے آپ کے حوالے کر دیا۔
جنابہ شہزادی شہربانو رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن اطہر سے سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور آپ سے نسل حسینی جاری ہوئی۔
ایک مرتبہ سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے منبر پر گو د میں سیدنا حسین علیہ السلام کو لے کر کہا:

هَلْ أَتَيْتَ الشَّعْرَ عَلَى رُؤُسِنَا إِلَّا أَبُولَ
ہمارے سر پر بال کس نے اگائے ہیں تمہارے ہی نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

یعنی یہ سب عزت و عظمت اور ثروت و مرتبت سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم کی طہنیل ہے۔
(شہادت نواسۃ سیدالابرار صفحہ ۲۷۲)

۲۰

سیدی شیخ الاسلام والمسلمین سیالوی قدس سرہ العزیز نے
اسلام کا سچا ہمدرد | اپنی کتاب مذہب شیعہ کے صفحہ نمبر ۳۳ پر اہل تشیع کی معتبر ترین کتاب "ناسخ التواریخ" جلد ۵ کتاب نمبر ۲ صفحہ نمبر ۱۴۴ کے حوالے سے سیدنا عمر فاروق کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل فرمایا کہ
اللہ تعالیٰ رحمتیں فرمائے ابا حفص عمر (رضی اللہ عنہ) پر، خدا کی قسم وہ اسلام کے سچے ہمدرد تھے، یتیموں کے آسرا تھے، احسان کے اعلیٰ مرتبہ پر متمکن تھے، ایمان کا مرکز تھے ضعیفوں کی جائے پناہ تھے، متقی اور پرہیزگاری کے بلجار و ماویٰ تھے

اللہ تعالیٰ کے حقوق کی حفاظت فرمائی، جس میں تکلیفوں اور مصیبتوں پر صبر کرنے والے تھے، یہاں تک کہ دین روشن کیا، ملکوں کو فتح کیا، اور اللہ کے بندوں کو خوف سے بچا کر امن میں رکھا۔ **أَعْقَبَ اللَّهُ مَنْ يُنْقِصُهُ اللَّعْنَةُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ** جو شخص بھی ان کی شان کو گھٹائے وہ قیامت تک اللہ کی لعنت کا مُسْتَحَق ہے۔

جو ان کی فضیلت کو گھٹاتے ہیں ذرا بھی

وہ لوگ ہیں شیطان کے پھندے میں گرفتار (خالد بزمی)

۲۱

عُمَرُ کَا اَعْمَالِ نَامِه اور علی | حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تحقیقی کتاب ”مذہب شیعہ“ کے صفحہ نمبر ۳۱ پر اہل تشیع کی مشہور اور معتبر ترین کتاب **الْشَّافِي لِعِلْمِ الْهَدْيِ** جلد ۲ صفحہ ۴۲۸ (مطبوعہ نجف اشرف) کے حوالے سے تحریر فرمایا ہے کہ سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ جب امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کو بعد از شہادت غسل دے کر کفن پہنایا گیا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا:

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ مَا عَلَى الْأَرْضِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَلْقَى اللَّهُ بِصَحْفَةٍ هَذَا الْمُسْتَجِبِ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ

ترجمہ: اس پر اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ رحمتیں اور برکتیں ہوں تمام رُوسے زمین پر میرے نزدیک کوئی چیز اس سے زیادہ پسندیدہ نہیں کہ میں اللہ سے ملوں اور میرا نامہ اعمال بھی اس کفن پوش کے اعمال نامہ کی طرح ہو جو اس وقت تمہارے سامنے موجود ہے۔

کراماتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

لہر میں آئیں تو کر دیں خشک دریا کو رداں

قہر میں آئیں تو کر لیں سلب نورِ آفتاب

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے جب مصر فتح کیا تو
مکتوب بنائے نیل | مصر والوں نے آکر کہا کہ دریا کے نیل ہر سال ایک نوجوان

کنواری لڑکی چاہتا ہے جس کو ہم اس میں پھینک دیتے ہیں ورنہ وہ جاری ہوئے
سے رک جاتا ہے اور ملحقہ علاقوں کو خراب کر دیتا ہے۔ حضرت عمرو بن عاص رضی
اللہ عنہ نے امیر المؤمنین فاروقِ حق و باطل کو اس کی خبر دی۔ فاروقِ اعظم نے ان کو یہ خط
لکھا کہ اسلام پہلی رسومات ختم کرتا ہے اور دریا کے نیل کو ایک خط لکھا اور ان سے
یہ فرمایا کہ یہ مکتوب دریا کے نیل میں پھینک دیا جائے۔ حضرت عمرو بن عاص نے
خط دیکھا تو اس کا مضمون یہ تھا :

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

مَنْ عَبْدُ اللَّهِ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ إِلَى نَيْلٍ مِصْرَ ،
دَامَا بَعْدُ ، فَإِنْ كُنْتَ تَجْرِي مِنْ قَبْلِكَ فَلَا تَجْرِي
وَإِنْ كَانَ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ هُوَ الَّذِي يُجْرِيكَ
فَنَسْأَلُ اللَّهَ الْوَاحِدَ الْقَهَّارَ إِنْ يُجْرِيكَ .

ترجمہ : اللہ کے بندے امیر المؤمنین کی طرف سے نیل مصر کی طرف (داما بعد)
اے نیل ! اگر اس سے پہلے تو اپنی مرضی سے بہتا تھا تو بے شک
نہ چل اور اگر اللہ تعالیٰ واحد و قہار تجھے بہاتا تھا تو میں اللہ تعالیٰ واحد و

قمار سے سوال کرتا ہوں کہ وہ تجھے جاری کر دے۔“

حضرت عمرو بن عاص ذوالی مصر نے وہ خط یوم صلیب سے ایک دن قبل دریائے نیل میں پھینک دیا۔ جب یوم صلیب کی صبح ہوئی تو رات ہی رات اللہ نے نیل کو سولہ گز جاری کر دیا اور اس سال سے مصر والوں سے یہ برائی ختم ہو گئی۔

(نور البصار صفحہ ۶۲)

طوفانوں کے سرخم تیرے احکام کے آگے

ہے یاد زمانے کو ابھی نیل کا قصہ (حکیم مقرر)

عمرو بن حارث سے روایت ہے کہ جمعہ کے روز سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ خطبہ ارشاد فرما

يَا سَارِيَةَ الْجَبَلِ

رہے تھے کہ اچانک انہوں نے خطبہ ترک کر دیا اور دو یا تین مرتبہ بلند آواز سے **يَا سَارِيَةَ الْجَبَلِ** ”اے ساریہ پہاڑ کا خیال کر“ فرمایا پھر خطبہ شروع کر دیا۔ بعض صحابہ کرامؓ نے کہا کہ امیر المؤمنین کو جنوں ہو گیا ہے کہ خطبہ چھوڑ کر **يَا سَارِيَةَ الْجَبَلِ** کہہ رہے ہیں۔ WWW.NAFSEISLAM.COM

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ جو حضرت امیر المؤمنین سے بے تکلف تھے امیر المؤمنین کے پاس آئے اور کہا اے امیر المؤمنین آپ لوگوں کو باتیں کرنے کا موقع دے رہے ہیں کہ خطبہ کی حالت میں **يَا سَارِيَةَ الْجَبَلِ** اونچی آواز سے فرمایا یہ کیا معاملہ ہے۔ آپ نے فرمایا:

وَاللّٰهُ مَا مَلَكَتْ ذٰلِكَ حِيْنَ رَاَيْتُ سَارِيَةَ وَاصْحَابَهُ
يَقَاتِلُوْنَ عِنْدَ جَبَلٍ يُؤْتُوْنَ مِنْ اَيْدِيْهِمْ وَ
مِنْ حَلْفِيْهِمْ فَلَمْ اَمْلِكْ اَنْ قُلْتُ يَا سَارِيَةَ الْجَبَلِ
لِيَنْحَقُّوْا بِالْجَبَلِ -

ترجمہ: خدا کی قسم جب میں نے ساریہ اور اس کے لشکر کو پہاڑ کے پاس لڑتے ہوئے دیکھا کہ ان کے آگے پیچھے دشمن جمع ہو رہے ہیں تو میں نے بے اختیار ہو کر اے ساریہ پہاڑ کا خیال کر، کہا تاکہ مسلمانوں کا لشکر پہاڑ کی طرف متوجہ ہو۔

چنانچہ کچھ دن گزرے کہ سالار لشکر اسلام ساریہ کا قاصد پیغام لے کر آیا کہ جمعہ کے دن دشمن سے سامنا ہوا صبح سے ہم نے رڑائی شروع کی حتیٰ کہ جمعہ کا وقت ہو گیا۔ اچانک ہم نے بلند آواز سنی یا س دیہ الجبل دوین مرتبہ سنائی دیا۔ ہم پہاڑ کی طرف متوجہ ہوئے اور دشمن پر غلبہ حاصل کر لیا اور ان کو اللہ نے شکست دی۔ علامہ شبلی بنی مذکورہ بالا روایت ریاض النضرہ کے حوالے سے نقل فرمانے کے بعد لکھتے ہیں کہ بعض نے ذکر کیا ہے کہ نہاوند کے پہاڑ میں غار سے ساریہ نے جناب عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سنی۔

إِلَى الْآنَ يُعْظَمُونَ ذَلِكَ الْغَارَ وَيَتَبَكَّوْنَ بِهِ -
اب تک اس غار کی تعظیم کی جاتی ہے اور اسے متبرک سمجھا جاتا ہے۔
(نور الابصار صفحہ ۶۲)

اس بات پر غور کرنے سے جو نتائج اخذ ہوتے ہیں وہ کسی قسم کی تاویل کے محتاج نہیں وہ غیر مبہم اور بالکل واضح ہیں۔

غور فرمائیں کہ مدینۃ الرسول میں مسجد نبوی کے منبر پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں اور نہاوند کے میدان میں لڑی جانے والی جنگ کا مشاہدہ بھی فرما رہے ہیں۔ لشکر اسلام کے سپہ سالار کو خطرے سے خبردار بھی کر رہے ہیں اور آپ کی آواز بھی وہاں سنی جا رہی ہے۔

ان تمام امور سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ بندگان خدا کے سامنے کائنات ہیچ اور

زمین اپنی تمام تر وسعتیں سمیٹ لیتی ہے اور ان کی نگاہ کے سامنے سمندر پہاڑ ،
جنگلات اور دریاں حامل نہیں ہوتیں ۔

تعصب کی عینک تھوڑی دیر کے لیے اتار کر وہ لوگ بھی اس بات پر غور کرنے
کی زحمت گوارا فرمائیں جو یہ کہتے نہیں تھکتے کہ اللہ کے آخری رسول کو تو دیوار کے
پیچھے تک کا علم نہیں (معاذ اللہ)

یحییٰ بن یزید خُزاعی بیان کرتے ہیں کہ ایک دن
صاحبِ قبر سے گفتگو

حضرت فاروق اعظم نے ایک نوجوان کی قبر پر جا کر

یہ آیت تلاوت فرمائی :

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّاتٌ ۝ (سورہ رحمن آیت ۴۶)
جو شخص اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لیے
دو جنتیں ہیں۔

اس نوجوان نے اپنی قبر سے جواب دیا اے عمر فاروق :
قَدْ آعْطَانِيهَا رَبِّي فِي الْجَنَّةِ مَرَّتَيْنِ
مجھے تو میرے رب نے ایسے باغ دو مرتبہ عنایت فرمائے ہیں ۔

(کرامات صحابہ صفحہ ۳۰)

خیال رہے کہ جن لوگوں نے زندگی بھر بزرگوں کے مراقبہ کی بے حرمتی صرف اس
بنا پر کی کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے مٹی میں مل کر ملیا میرٹ اور نیست و نابود ہو
گئے ہیں اور ان کی برزخی زندگی کے انکار میں جنوں کی حد تک تعصب کا مظاہرہ کرتے
ہیں وہ اس روایت (جس کو مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے قرۃ العینین اور
حافظ الحدیث ابن عساکر کے حوالے سے اپنی کتاب کرامات صحابہ میں بھی نقل کیا ہے
پر نہایت ہی ٹھنڈے دل سے بار بار غور کریں جس سے ان پر اصحاب رسول کے

عقائد و نظریات بالکل واضح ہو جائیں گے۔

منقرقات

جب آپ نے صحابہ کرام کے وظائف منقر کیے تو حضور علیہ السلام کے محبوب غلام زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند اسامہ بن زید کی تنخواہ اپنے بیٹے عبد اللہ سے زیادہ منقر کی۔ عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے غدر کیا تو آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسامہ رضی اللہ عنہ کو تجھ سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔



حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کے روز خطبہ دے رہے تھے تو میں نے شمار کیا کہ ان کے تہمند پر بارہ پیوند لگے ہوئے تھے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے زمانہ خلافت میں دیکھا کہ حضرت عمر کے کورتہ کے مونڈھے پر تہ بہ تہ پیوند لگے ہوئے تھے۔



فتح شام کے بعد قیصر روم سے دو تانہ مراسم ہو گئے تھے اور خط و کتابت رہتی تھی۔ ایک دفعہ اُمّ کلثوم (آپ کی زوجہ) نے قیصر کی حرم کے پاس تحفہ کے طور پر عطر کی چند شیشیاں بھیجیں اس نے جواباً شیشیوں کو جواہرات سے بھر بھیجا۔ حضرت عمر کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا گو عطر تمہارا تھا لیکن قاصد جو لے کر گیا وہ سرکاری تھا اور اس کے مصارف بیت المال سے ادا کیے گئے تھے۔ چنانچہ جواہرات لے کر بیت المال میں داخل کر دیے اور ان کو کچھ معاوضہ دے دیا۔



ایک دفعہ فاروقِ حق و باطل بیمار ہو گئے۔ اُطباء نے شہد تجویز کیا۔ بیت المال میں شہد موجود تھا لیکن قلوبِ مُشقی بغیر مسلمانوں کی اجازت کے بیسنے پر راضی نہ تھا چنانچہ اسی حالت میں مسجد میں تشریف لائے اور مسلمانوں کو جمع کر کے اجازت طلب کی اجازت ملنے پر شہد استعمال فرمایا۔



بازار میں ایک فربہ اونٹ فروخت ہوتے دیکھا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ اونٹ آپ کے صاحبزادے عبداللہ کا ہے۔ ان سے پوچھا یہ اونٹ کیسا ہے انہوں نے عرض کیا کہ میں نے اس کو خرید کر سرکاری چراگاہ میں بھیج دیا تھا اور اب کچھ مٹا متازہ ہو گیا ہے تو بیچنا چاہتا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا چوں کہ یہ سرکاری چراگاہیں فربہ ہوا ہے اس لیے تم صرف راسُ المال (اصل قیمت) کے مستحق ہو اور بقیہ قیمت لے کر بیت المال میں داخل کر دی۔



ایک دفعہ رات کو گشت کر رہے تھے کہ ایک بدو کے خیمہ سے رونے کی آواز آئی۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ بدو کی عورت دزدِ زہ میں مبتلا ہے آپ گھر آئے اور اپنی زوجہ ام کلثومؓ کو ساتھ لے کر بدو کے خیمہ میں گئے۔ نٹھوڑی دیر کے بعد آپ کی زوجہ نے کہا امیر المؤمنین اپنے دوست کو بچہ کی مبارک باد دیجیے۔ بدو امیر المؤمنین کا سُن کر چونک پڑا۔ آپ نے فرمایا فکر نہ کر۔ کل میرے پاس آنا بچے کی تنخواہ مقرر کر دوں گا۔

(ماخوذ از خلقائے راشدین)



شہادت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

ابورافع سے روایت ہے کہ ابو لؤلؤ (جس کا نام فیروز تھا اور کنیت ابو لؤلؤ تھی) جو مغیرہ بن شعبہ کا غلام تھا اور چکیاں بنایا کرتا تھا۔ اس سے مغیرہ بن شعبہ چار درہم روزانہ لیتے تھے۔ ابو لؤلؤ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملا اور کہا اے امیر المؤمنین مغیرہ نے میرے ذمہ خراج زیادہ مقرر کر رکھا ہے۔ آپ ان سے بات کریں کہ خراج میں کمی کر دیں۔ حضرت فاروق نے فرمایا اللہ سے ڈر اور اپنے مالک کی فرمانبرداری کر۔ وہ غصہ سے بھر گیا اور کہنے لگا کہ میرے سوا تمام لوگوں کا آپ انصاف کرتے ہیں۔ اور آپ کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ اس نے دودھاری خنجر بنایا اور اسے زہر کی پانی دی۔

امیر المؤمنینؓ ۲۳ھ میں ذوالحجہ کی ۲۳ تاریخ بروز بدھ صبح کی نماز پڑھانے تشریف لائے اور لوگوں کی صفوں کو دیکھتا شروع کیا تو ابو لؤلؤ بھی لوگوں میں داخل ہو گیا اور اس کے ہاتھ میں وہی دودھاری خنجر تھا اور اس کا "قبضہ" درمیان میں تھا۔ اس نے امیر المؤمنین کو تین ضربیں ماریں ایک روایت میں چھ ضربیں مذکور ہیں ان میں سے ایک ضرب آپ کی ناف کے نیچے لگی اسی ضرب سے آپ شہید ہوئے اور آپ کے ساتھ کلیب بن نضر لیشی کو بھی اس نے شہید کیا امیر المؤمنین نے جب خنجر کی شدت محسوس فرمائی تو زمین پر گر پڑے اور فرمایا کیا یہاں عبدالرحمن بن عوف ہیں۔ لوگوں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا وہ آگے آئیں اور لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت عبدالرحمن بن عوف نے نماز پڑھائی اور آپ زمین پر پڑے رہے۔ پھر آپ کو آپ کے مکان میں لے جایا گیا۔ آپ نے اپنے صاحبزادے عبداللہ سے کہا۔ بیض نے کہا کہ عبداللہ بن عباس سے کہا کہ جاؤ دیکھو کس نے مجھے

قتل کیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین: ابو لؤلؤ نے جو مغیرہ بن شعبہ کا غلام ہے۔ آپ نے فرمایا:

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يُجْعَلْ قَتْلِيْ اِلَّا عَلَى يَدِ رَجُلٍ
لَمْ يَسْجُدِ اللّٰهَ سَجْدَةً وَاحِدَةً۔

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے میرا قتل ایسے شخص کے ہاتھ میں رکھا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کو ایک سجدہ بھی نہیں کیا۔

آپ نے فرمایا اسے عبداللہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت دیتی ہیں؟

ابو لؤلؤ ملعون نے گرفتار ہونے کے بعد اسی خنجر سے خودکشی کر لی۔ آپ ۲۳ ذی الحجہ کو زخمی ہوئے اور تین دن کے بعد ۲۶ ذی الحجہ ۳۳ھ کو یہ درخشندہ آفتاب غروب ہو گیا۔

بعض نے کہا کہ آپ نے پیر کے دن شہادت پائی اور ۶۳ سال عمر پائی، بعض نے کہا کہ ۶۵ سال۔ آپ کا عہد خلافت دس سال چھ ماہ سے ایک دن کم ہے۔
(نور البصار صفحہ ۶۷)

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیویوں کی تعداد
آپ کی ازواج نو تھیں۔

- ۱۔ حضرت زینب بنت عثمان بن مظعون۔ ۲۔ حضرت اُمّ کلثوم بنت علی المرتضیٰ
- ۳۔ عاتکہ بنت زید
- ۴۔ اُمّ حکیم بنت حارث
- ۵۔ فقیہہ
- ۶۔ اُمّ ولد
- ۷۔ کبیرہ
- ۸۔ ملیکہ بنت جردول خزاعی

۹۔ قریبہ بنت ابی اُمیہ

قریبہ بنت ابی اُمیہ المخزومی اور ملیکہ بنت جبرول الخزاعی کو حضرت عمرؓ نے اسلام نہ لانے کی بنا پر طلاق دے دی تھی۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ۹ صاحبزادے
آپ کی اولاد ۴ صاحبزادیاں ہیں۔

صاحبزادے :

- ۱۔ عبد اللہ رضی اللہ عنہ
- ۲۔ عبد الرحمن الاکبر رضی اللہ عنہ
- ۳۔ زید الاکبر رضی اللہ عنہ
- ۴۔ عاصم رضی اللہ عنہ
- ۵۔ عیاض رضی اللہ عنہ
- ۶۔ زید الاصغر رضی اللہ عنہ
- ۷۔ عبید اللہ رضی اللہ عنہ
- ۸۔ عبد الرحمن اوسط جن کی کنیت ابو شحمہ ہے۔ جن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حد ماری اور وہ حد کے دوران ہی فوت ہو گئے۔
- ۹۔ عبد الرحمن الاصغر جن کو مجبر کہا جاتا ہے

WWW.NAFSEISLAM.COM

صاحبزادیاں :

- ۱۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (اُمُّ المؤمنین)
- ۲۔ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
- ۳۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا
- ۴۔ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔



خلیفہ سوم

امیر المؤمنین سیدنا

عثمان ذوالنورین

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

درخشورِ سراں کی سبک بئی

زوجِ دو نورِ عقیقت پہ لاکھوں سلام

یعنی عثمان صاحبِ قمیضِ ہدے

حلہ پوشِ شہادت پہ لاکھوں سلام

(امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز)

دستِ اُورا دستِ خود گفته رسول

طرحی

جائشینِ او علی زوجِ بتول؛
مُنِکَرُ اَوْصَافِهِ شَخْصٌ جَهْلُولُ
اِبْنُ عَقَّانٍ تَوَارَى بِالْحَيَاءِ
حکمتِ او دینِ را اَصْلِ اُصول

سیرتِ او منظرِ خلقِ نبی
كَانَ مَصْدُوقًا بِأَوْصَافِ جَزُولِ
اَجْمَعَ الْقُرْآنَ فِي اَوْرَاقِهِ
وحیِ حقِ در نشانِ او کرده نزول

نَاطِقٌ فِي وَصْفِهِ وَحَى النَّبِيِّ
دستِ اُورا دستِ خود گفته رسول
خَضِرُ سُلْطَانٍ وَاَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ
قَدْ ثَقِيلَ عَلَيْهِ كُلُّ الْقَبُولِ

(خضر)

عزّت دیں جامع قرآن عثمان غنی

طرحی

مردِ کامل صاحبِ عرفان عثمان غنی
ہیں جہانِ عشق کے سلطان عثمان غنی

تائیش انوارِ حق اور پیکرِ صبر و رضا
سرورِ کونین کی برہان عثمان غنی

واقفِ رمزِ حقیقتِ محرم اسرارِ دیں
مذہب و ایمان کی ہیں جان عثمان غنی

کانِ الفت ، شوکتِ اسلام ، تصویرِ حیا
گوہرِ دیں صاحبِ ایقان عثمان غنی

نازشِ محبوبِ خالق ، فخرِ اصحابِ رسول
زینتِ دیں کاتبِ قرآن عثمان غنی

آج تک نوحہ کناں ہیں آپ کے آلا پر
احد و مروحہ و صفاتِ ران عثمان غنی

ان کا پاکیزہ لہو اوراقِ مستراں پر گرا ،
راہِ حق میں ہو گئے سربان عثمان غنی

ہائے مظلوم و شہیدِ خنجرِ جور و جہن
 اہل تسلیم و رضا کی آن عثمانِ غنی !
 کوئی مانے یا نہ مانے پر تیری جاگیر ہے
 قصہِ رحمت گلشنِ رضوان عثمانِ غنی
 میں خزاں سے اس لیے ڈرتا نہیں ہوں مرنے
 تم میرے گلشن کے ہونگراں عثمانِ غنی
 ہو کرم کہ خضر کی یہ منقبت کر لو قبول !
 از برائے خواجہ گہسان عثمانِ غنی !

(خضر)



WWW.NAFSEISLAM.COM

ذوالنورین

طرحی

پوری زندگی پاک تاریخ اندر تاباں مثل مہتاب عثمان دی اے
 حسن ویکھتا ہے وی چھپ جاوے جھلی جاندی نہیں تاب عثمان دی اے
 چمکدار چہرہ تے خمدار گیسوا بر وچن وانگوں سر مگین اکھاں
 شاندار رفتار سبحان اللہ میرے عزت تاب عثمان دی اے
 کائنات آجاندی اے وجد اندر رُسندے نوری فرشتے نعمات میرے
 میرے دل پر سوز دی تار اُتے چل دی جدوں مضراب عثمان دی اے
 صدقے جاواں میں اوہدیاں عظمتاں توں اوہے جو وسخادی دھم گئی
 پڑھ کے ویکھ قرآنی آیات تائیں شاہد اُم الکتاب عثمان دی اے
 شمسوار عرفان دیاں منزلاں دا منزل منزل قرآن دی جوڑا رہیا
 ہر اک منزل تے تاہیوں فرشتیاں نے تھمی ہوئی رکاب عثمان دی اے
 کون کہندا اے علی عثمان اندر کوئی ویر وروہد تے دشمنی سی
 جد کہ خوشی دے نال ہے آپ کیستی بیعت ابوتراب عثمان دی اے
 آگ دوزخ دی ابدال آباد تیکر رہی ساڑوی اوس مرد ووتاں
 رنگ خون اندر گردن پاک دتی بھڑے خانہ خراب عثمان دی اے
 سندھیا پچھرستہ کسے خضر کولوں فتورے لائے پیار عثمان اتے
 ذوالنورین عثمان نوں لقب ملیا کیتی شان جناب عثمان دی اے

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

کیسا رتبہ ہے ذیشان عثمان کا ہے وہ محبوب محبوب رحمان کا
جس کی دولت تھی راہ خدا کے لیے اس سراپا سخاوت کی کیا بات ہے

(مختصر)

محزون جو دوسنہا، پکیہ علم و حیا، صاحب تسلیم و رضا، زاہد بے ریا، اہل حیا کا پیشوا
پیشوائے اغیار، تاجدارِ اقتدار، دامادِ مصطفیٰ، محبوبِ ربِّ کم یزل، عاشقِ حُسنِ ازل
کو کب فلکِ محبت، شتا و درِ بحرِ شرافت، شہسوارِ میدانِ شرافت، واقفِ رمزِ حقیقت
آبروئے دینِ متین، ناموسِ اسلام، کامل الحیا و الایمان، جامع القرآن، امامِ مظلوم عثمان بن
عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ عظیم شخصیت ہیں کہ حضور علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کو ان کا ہاتھ قرار
دیا، یہ وہ عثمان ہیں جنہوں نے اپنے مال و دولت کو اپنے آقا کے اشارہ ابرو پر بار بار
اللہ کے رستے میں لٹایا۔ قدرت نے آپ کو شریفانہ جذبات عطا فرمائے تھے۔
آپ اخلاقِ کریمانہ اور عاداتِ حسنہ کی دولتِ لازوال سے بہرہ یاب تھے۔ آپ یادگی
اور تواضع کا ایک بہترین نمونہ تھے۔ مشاغلِ جاہلیت سے سخت متنفر تھے۔ آپ نے
حضرت ابوبکر صدیق کی تحریک پر اسلام قبول کیا اور اسلام قبول کرنے کے بعد ایسے
ایسے مصائب و شدائد برداشت کیے جن کی مثال ملنا مشکل ترین ہے، بڑا رومرہودی
سے خرید کر مسلمانوں کے لیے آپ نے ہی وقت فرمایا، حسنین کریمین نے آپ ہی
کے دروازے پر کھڑے ہو کر پیرا دیا، ارضِ بقیع لا جنتہ البقیع (کو خرید کر آپ نے
ہی مسلمانوں کے لیے وقت فرمایا۔
ہر مشکل وقت میں آپ نے اسلام اور اہل اسلام پر

بے دریغ خرچ کیا ہے

آنکہ ہم زلفِ علی، شیدائے دیں، مہربیں

مولائے مابعدہ یزداں عثمانِ غنی (مختصر)

سیدنا امیر المؤمنین خلیفہ سوم کا نام نامی اسم گرامی حضرت عثمان رضی

نام و نسب | اللہ عنہ بن عفان بن ابوالعاص بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف

مختور علیہ السلام اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نسب عبد مناف پر جا کر مل جاتا

ہے۔ آپ کی والدہ کا نام ارومی بنت کدیز تھا آپ کی نانی جان نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم کی حقیقی پھوپھی ام حکیم بیضا بنت خواجہ عبد المطلب ہے۔

(نور الابصار ص ۷)

کنیت | حضرت عثمان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔

لقب | ذوالنورین اور غنی ہے۔

آپ کو ذوالنورین اس لیے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے آخری رسول صلی اللہ

ذوالنورین | علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں

سدھا پچھرتے کسے خضر کو لول فتوے لائے پیا عثمان اُتے

ذوالنورین عثمان لول لقب ملیا کتنی شان جناب عثمان دی اے (مختصر)

حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دوسرا مشہور ترین لقب غنی ہے۔

غنی | آپ صاحب دولت و ثروت تھے اور اپنا مال غربا و مساکین پر بے شمار

خرچ کرتے تھے۔ اہل بیت رسول پر اور جنگی تیاریوں میں خاص طور پر بہت زیادہ خرچ

کرتے۔

آپ کی ولادت واقعہ فیل سے چھ سال بعد ہوئی۔ آپ کا بچپن نہایت

ولادت | پاکیزگی میں گزرا۔ حالانکہ زمانہ جاہلیت میں ہر سو حرام چیزوں کا دور دورہ تھا

کتب تواریخ و سیر میں ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
قبولِ اسلام کے آپ سے نہایت اعلیٰ قسم کے دوستانہ تعلقات تھے جب حضرت
 ابوبکر صدیق نے اسلام قبول فرمایا تو حضرت ابوبکر نے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 سے فرمایا کہ آپ بھی اسلام قبول کر لیں چنانچہ آپ نے اسی وقت سرکارِ دو عالم صلی اللہ
 علیہ وسلم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہو کر اسلام قبول فرمایا اس وقت آپ کی عمر
 ۳۹ سال تھی اور بعض نے ۳۳ سال لکھا ہے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو ہجرتیں فرمائیں ایک حبشہ
ہجرت عثمان کی طرف اور دوسری مدینۃ الرسول کی طرف۔ آپ میں عظیم قائدانہ
 صلاحیتیں موجود تھیں۔ آپ عشرہ مبشرہ میں شمار ہیں۔

حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام قبول کرنے
پیکرِ استقامت کے بعد آپ کے چچا حکم بن ابی العاص نے پکڑ کر باندھ
 دیا اور کہا: ”اے آباؤ اجداد کا دین چھوڑ کر دین محمدی اختیار کرنے والے میرے
 بھتیجے عثمان، جب تک تم دین رسول نہ چھوڑو گے میں تمہیں ہرگز نہ چھوڑوں گا۔“ آپ
 کے چچا حکم نے ظلم و تشدد کا ہر حربہ آزما کر دیکھ لیا لیکن میرے آقا عثمان کے پلے
 استقامت میں ایک لمحہ کے لیے بھی لغزش نہ آئی۔

آپ نے اپنے چچا کو دو ٹوک الفاظ میں فرما دیا چچا: جان تو جاسکتی ہے،
 ایمان نہیں جاسکتا۔



عثمان از روئے قرآن

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جا بجا اپنے برگزیدہ بندوں کا مختلف انداز میں تذکرہ فرمایا ہے۔ سرکارِ مدینہ علیہ السلام کے اصحاب کے بارے میں بیشمار آیاتِ قرآنی نازل ہوئیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے متعلق بھی متعدد آیات قرآن مجید میں موجود ہیں اور آپ کو جامع قرآن ہونے کا ثناء بھی حاصل ہے۔

۱۔ مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

بخش عشرہ اور عثمان

(پارہ ۳، سورہ بقرہ آیت ۲۶)

ترجمہ: مثال ان لوگوں کی جو خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو اللہ کی راہ میں ایسی ہے جیسے ایک دانہ جو اگاتا ہے سات بایں ہر بال میں سو دانہ ہو اور اللہ بڑھا دیتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے اور اللہ وسیع بخشش والا جانتے والا ہے۔

بخشِ عشرہ (غزوہ تبوک) کی تیاری کے موقع پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آلاتِ حرب و ضرب اور دیگر ضروریاتِ سفر کے لیے لوگوں کو مال و متاع اکٹھا کرنے کا حکم فرمایا تو صحابہؓ نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ عارف باللہ علامہ قاضی شہار اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے بغوی اور کلبی کے حوالے سے نقل فرمایا ہے

کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے چار ہزار درہم پیش خدمت کیے اور
عرض کی کہ میرے پاس کل آٹھ ہزار درہم تھے۔ چار ہزار میں اپنے اور اپنے اہل و عیال
کے لیے چھوڑ آیا ہوں اور چار ہزار اپنے رب کی بارگاہ میں پیش کر دیے ہیں۔
صنور نے فرمایا :

بَارَكَ اللَّهُ فِي مَا أَمْسَكْتَ وَفِي مَا أَعْطَيْتَ۔ جو تم گھر میں
چھوڑ آئے تم وہ اور جو تم نے پیش کر دیا ہے اللہ تعالیٰ دونوں میں برکت
ڈالے۔

وَعَثْمَانُ حَقَّزَ الْمُسْلِمِينَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ بِأَلْفِ بَعِيرٍ
بِأَقْتَابِهَا وَأَحْلَا سِهَا فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ۔

اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے غزوہ تبوک میں ایک ہزار اونٹ بمعہ سازو
سامان دے کر مسلمانوں کو تیار کیا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی

حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک
ہزار دینار غزوہ تبوک کی تیاری کے سلسلے میں لے کر حاضر خدمت ہوئے اور انہیں
آقا علیہ السلام کی جھولی میں ڈال دیا۔

پھر میں (عبدالرحمن بن سمرہ) نے دیکھا کہ سرکاران میں اپنا دست مبارک ڈالتے
ہیں اور انہیں الٹ پلٹ کر دیکھتے ہیں اور فرماتے ہیں :

مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ (تفسیر منطری)
آج کے بعد عثمان کا کوئی عمل اس کے لیے باعث ضرر نہیں ہو سکتا

۲

اللہ کی گواہی | مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا
اللہ علیہ : فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ

مَنْ يَنْتَظِرْ وَمَا بَدَلُوا تَبْدِيلًا ۝

(سورہ احزاب آیت ۲۳)

ترجمہ: اہل ایمان میں ایسے جو ائمہ وہیں جنہوں نے سچا کر دکھایا وعدہ جو انہوں نے اللہ سے کیا تھا ان جو ائمہ وہیں سے کچھ تو اپنی نذر پوری کر چکے اور بعض اس وقت کا انتظار کر رہے ہیں جنگی خطرات کے باوجود ان کے رویہ میں ذرا تبدیلی نہیں ہوئی۔

یہ آیت مبارکہ حضرت عثمان غنی، حضرت طلحہ، جناب سعید بن زید، حضرت حمزہ اور حضرت مصعب بن عمیر وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حق میں نازل ہوئی ان حضرات نے نذر مانی تھی کہ وہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کا موقع پائیں گے تو ثابت قدم رہیں گے یہاں تک کہ شہید ہو جائیں ان کی نسبت اس آیت میں ارشاد ہوا کہ انہوں نے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا۔ (خزائن العرفان)

آئینِ جواں مرداں حق کوئی ویسے باکی
اللہ کے شہروں کو آتی نہیں رو باہی (اقبال)

۳

ثَبِّبَ زَنْدَةً دَارَ | اَمِنْ هُوَ قَانِتٌ اَنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَّ قَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةً

(پارہ ۲۳ سورہ زمر آیت ۹)

ترجمہ: بھلا جو شخص عبادت میں بسر کرتا ہے رات کی گھڑیاں کبھی سجدہ کرتے ہوئے کبھی کھڑے ہوئے ڈرتا ہے آخرت سے اور امید رکھتا ہے اپنے رب کی رحمت کی۔

بقول حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما یہ آیت حضرت عثمان ذوالنورین کے حق

میں نازل ہوئی (خزائن)

آپ نماز تہجد کے بہت پابند تھے اور اس وقت آپ اپنے کسی خادم کو بیدار نہ فرماتے تھے اور تمام کام اپنے دست مبارک سے سرانجام دیتے تھے۔

(نور العرفان)

سَيِّدَ كَرَمٍ يَنْحَشِي ۝ وَ
يَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى ۝ الَّذِي

ایک درخت کے عوض پورا باغ

يَصُلي التَّارَ الْكُبْرَى ۝ (پارہ ۳۰ سورۃ الاعلیٰ)

ترجمہ: سمجھ جائے گا جس کے دل میں (خدا کا) خوف ہوگا اور دور رہے گا بد بخت جو بڑی آگ میں داخل ہوگا۔

صاحب نور العرفان رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح البیان کے حوالے سے —
— لکھا ہے کہ یہ آیت مقدسہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح اور ایک منافق کی مذمت میں نازل ہوئی۔

واقعہ یہ تھا کہ ایک انصاری نے اپنے پڑوسی کی شکایت بارگاہ نبوی میں پیش کی کہ وہ میرا پڑوسی ہے اس کے (صحن میں اُگے) درخت کی ایک شاخ میرے گھر میں ہے۔ اگر اس شاخ کا پھل میرے گھر میں گر جاتا ہے تو وہ بہت سختی سے اٹھا لیتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس (منافق) کو بلا کر فرمایا کہ تو یہ درخت میرے ہاتھ فروخت کر دے اس کے عوض تجھے جنت میں درخت دیا جائے گا اس (منافق) نے انکار کر دیا۔ تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک پورے باغ کے عوض وہ درخت خرید کر اس انصاری کو دے دیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(تفسیر نور العرفان)

حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ

اندر اُسے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ
جنت میں رفیق وسلم نے فرمایا :

لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَرَفِيقِي فِيهَا عُثْمَانُ بْنُ

عَفَّانَ - (سنن ابن ماجہ شریف صفحہ ۱۱ جامع ترمذی جلد ۲ ص ۲۱)

ترجمہ : ہر نبی کے لیے جنت میں ایک رفیق ہوگا اور میرا رفیق عثمان سے
 نگاہِ نبوت کی بلندیوں پر ذرا غور فرمائیں کہ آنے والے حالات کو کیسے حسین انداز
 سے بیان فرمایا جا رہا ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

۲

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ
شہیدِ مظلوم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنے کا ذکر فرمایا :
 فَقَالَ يُمْتَلُ هَذَا فِيهَا مَظْلُومًا لِعُثْمَانَ :

(ترمذی شریف جلد ثانی صفحہ ۲۱۲)

ترجمہ : پس آپ نے حضرت عثمان کے متعلق فرمایا اس میں یہ مظلوم شہید ہوگا۔
 مذکورہ بالا حدیث طیبہ سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
 سیدِ عالم علیہ السلام کو یہ علم یقینی طور پر عنایت فرمایا ہے کہ کسے، کب، کہاں اور کیسے
 موت آئے گی اور اس کا انجام کیا ہوگا۔ ان لوگوں کو ان حقائق پر غور کرنا چاہیے جو

شیطان کے دیے ہوئے اس فریب میں مبتلا ہیں کہ نبی کو تو اپنے انجام کی خبر تک نہیں۔ (معاذ اللہ)

۳

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک جنازہ لایا گیا، کہ آپ اس پر نماز پڑھیں مگر آپ نے اس پر نماز نہیں پڑھی (آپ کی خدمت میں) عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے آپ کو کسی کی نماز جنازہ چھوڑتے نہیں دیکھا۔
قَالَ إِنَّهُ كَانَ يُبْغِضُ عُثْمَانَ فَابْغَضَهُ اللَّهُ

(ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱۲)

ترجمہ: آپ نے فرمایا یہ عثمان سے بغض رکھتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے بغض رکھا۔

اس حدیث مقدسہ سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے صحابہ کے مخالفین سے باخبر ہیں۔ نیز حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے حضور کی محبت کا یہ عالم ہے کہ ان کے مخالف کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ اور آپ کے ارشاد سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عثمان سے بغض رکھنا رحمت خداوندی سے محرومی کا باعث اور اس کی ناراضگی کا موجب ہے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بغرض عمرہ مدینہ طیبہ سے مکہ معظمہ کی بیعت رضوان جانب روانہ ہوئے۔ حدیبیہ کے مقام پر پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر گئے اور حضرت عثمان کو مکہ والوں سے گفت و شنید کے لیے روانہ فرمایا۔ حضرت عثمان غنی نے قریش مکہ کو سرکار کا یہ پیغام سنایا کہ ہم جنگ کرنے نہیں عمرہ اور زیارت بیت اللہ شریف کی غرض سے آئے ہیں۔ کفار مکہ نے حضرت

عثمان سے کہا کہ ہم اس سال تو تمہارے نبی کو مکہ نہیں آنے دیں گے ہاں البتہ تم طواف کعبہ کر سکتے ہو۔ حضرت عثمان غنی نے فرمایا اے قریش مکہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ عثمان اپنے رسول کے بغیر طواف کعبہ کرے۔ ادھر حدیبیہ کے مقام پر صحابہ کرام میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ عثمان کتنے خوش نصیب ہوں گے جو طواف کعبہ کی سعادت سے بہرہ یاب ہو گئے ہوں گے۔ اس پر آقا علیہ السلام نے فرمایا اے میرے صحابہ میں جانتا ہوں کہ عثمان میرے بغیر طواف کعبہ نہیں کریں گے۔ حضرت عثمان کے واپس آنے میں جب دیر ہو گئی تو مسلمانوں کو سخت تردد ہوا اور یہ افواہ پھیل گئی کہ ان کو شہید کر دیا گیا ہے۔ حضور علیہ السلام نے اپنے غلاموں کے جوش و جذبہ کو دیکھ کر عثمان کے انتقام کے لیے صحابہ کرام سے (جو تعداد میں چودہ سو تھے) ایک درخت کے نیچے بیعت لی جو بیعت رضوان کے نام سے مشہور ہے۔

جامع ترمذی جلد ثانی صفحہ ۲۱۲ پر ہے
دست اور ادست خود گفتہ رسول کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

اپنے دائیں ہاتھ کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے فرمایا:
 هَذِهِ يَدُ عُثْمَانَ وَضَرَبَ بِهَا عَلَى يَدِهِ وَقَالَ
 هَذِهِ لِعُثْمَانَ -
 یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور اس ہاتھ کو اپنے دوسرے ہاتھ پر مارا اور
 فرمایا یہ عثمان کے لیے ہے۔

۵

قیمص خلافت حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا عُمَانُ إِنَّ وَلائَكَ اللَّهُ هَذَا أَمْرٌ يَوْمًا -

اے عثمان اللہ تعالیٰ اگر تجھے ایک روز یہ کام (خلافت) سپرد فرمائے ،
فَارَادَكَ الْمُنَافِقُونَ اَنْ تَخْلَعَ قَمِيصَكَ الَّذِي
قَمَصَكَ اللّٰهُ فَلَا تَخْلَعَهُ يَقُولُ ذَالِكَ ثَلَاثَ

مَرَّاتٍ (سنن ابن ماجہ شریف صفحہ ۱۱)

ترجمہ: منافق یہ کوشش کریں گے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے جو قمیص پہنایا ہے وہ
تیرے بدن سے اتار لیں تم اسے ہرگز نہ اتارنا (آپ نے یہ تین مرتبہ
فرمایا) ۶

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت
حضرت عثمانؓ سے راضی ہیں | ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کے پہلے وقت سے لے کر فجر کے طلوع ہونے تک یہ
فرماتے ہوئے دیکھا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ رَضِیْتُ عَنْ عُثْمَانَ فَارْضَ عَنْهُ ۔

(نور الابصار صفحہ ۷۰)

اے اللہ! میں عثمان سے راضی ہوں تو بھی عثمان سے راضی ہو۔

علامہ شبلی نجی رحمۃ اللہ علیہ نے طبرانی کے
حوالے سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
کَامِلُ الْحَيَاءِ | وسلم نے فرمایا:

اَشَدُّ اُمَّتِیْ حَيَاءً عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ (نور الابصار ص ۷۱)

میری ساری امت سے زیادہ حیاء دار عثمان بن عفان ہے

ابونعیم کے حوالے سے نور الابصار میں ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

نے فرمایا:

عُثْمَانُ أَحْيَاءُ أُمَّتِي وَأَكْرَمُهَا

(نور الابصار صفحہ ۷۱)

میری امت میں عثمان سب سے زیادہ حیا دار اور با عزت ہے۔

۹

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا:

أَلَا أَسْتَحْيِي مَنْ رَجُلٍ تَسْتَحْيِي مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ

(صواعق محرقة صفحہ ۱۰۸ بحوالہ شیخین)

ترجمہ: تو کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں (عثمان ذوالنورین سے) جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

۱۰

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

دنیا و آخرت میں دوست

عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَلِيٌّ فِي الدُّنْيَا وَوَلِيٌّ فِي الْآخِرَةِ

(صواعق محرقة صفحہ ۱۰۹)

عثمان بن عفان دنیا و آخرت میں میرا دوست ہے۔

۱۱

طبرانی نے ام عیاش سے بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

واما ورسول نے ارشاد فرمایا:

مَا زَوَّجْتُ عُثْمَانَ بِأَمِّ كُذُّومٍ إِلَّا يَوْجِي فِي السَّمَاءِ

(صواعق محرقة صفحہ ۱۰۸)

میں نے عثمان کے ساتھ (اپنی صاحبزادی) ام کلثوم کی شادی آسمانی
وحی کے مطابق کی۔

۱۲

ابو محبوب عقیقہ بن علقمہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت علی بن
ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ کہتے ہوئے سنا آپ فرما رہے تھے :
لَوْ أَنَّ لِي أَرْبَعِينَ بِنْتًا لَزَوَّجْتُ عُثْمَانَ وَاحِدَةً
بَعْدَ وَاحِدَةٍ حَتَّى لَا تَبْقَى مِنْهُنَّ وَاحِدَةٌ۔

(نور الابصار ص ۳)

ترجمہ : اگر میری چالیس بیٹیاں ہوتیں تو یکے بعد دیگرے میں سب کا نکاح عثمان
سے کر دیتا یہاں تک کہ ان میں سے ایک بھی باقی نہ رہتی

ۛ

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں سیدہ رقیہ سلام اللہ علیہا، سیدہ ام کلثوم
سلام اللہ علیہا یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنی کے نکاح میں آئیں جس پر حضرت مولانا
احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا :

نور کی سرکار سے پایا دو شالہ نور کا
ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

۱۳

رسول کریم کی گواہی | حضرت مُرہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے
فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا،

جب آپ نے فتنوں کا ذکر فرمایا اور انہیں بہت قریب بتایا۔ ایک شخص چادر پوش
دگھونگٹ نکالے یا سر کو کپڑے سے ڈھانپے ہوئے گزرا تو آپ نے فرمایا : هَذَا

يَوْمَئِذٍ عَلَى الْهُدَى - کہ یہ شخص اس دن ہدایت پر ہوگا (حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) کہ میں اس شخص کی طرف اٹھا تو وہ عثمان بن عفان تھے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کا چہرہ حضور علیہ السلام کے سامنے کیا اور عرض کیا کہ یہ ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ”یہی ہے“

(ترمذی شریف صفحہ ۲۱۱ جلد ثانی مطبوعہ سعید کمپنی کراچی۔ ابن ماجہ شریف صفحہ ۱۱،

سعید کمپنی کراچی، مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۵۴ مطبوعہ دہلی)

صواعقِ محرقہ میں ہے کہ حافظ الحدیث ابن عساکر نے
ذوالنورین کی شفاعت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
 لَيَدْخُلَنَّ - بِشَفَاعَةِ عُمَانَ سَبْعُونَ أَلْفًا كُلُّهُمْ
 قَدْ اسْتَوْجِبُوا النَّارَ - الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

(صواعقِ محرقہ صفحہ ۱۰۸ مطبوعہ مکتبہ مجیدیہ ملتان)

ترجمہ: کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی شفاعت سے ستر ہزار ایسے آدمی جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے جن پر دوزخ کی آگ واجب ہو چکی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرورِ کائنات
قطرہ خون علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

تَقْتُلُ وَأَنْتَ مَظْلُومٌ وَتَسْقُطُ قَطْرَةٌ مِنْ دَمِكَ
 عَلَى فَسَيْكَ فَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ ۝

”اے عثمان! تم ظلماً قتل کیے جاؤ گے اور تمہارے خون کا قطرہ قرآن کی
 اس آیت فَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ پر کرے گا۔“

(نور البصار فی مناقب آلِ بیت النبی المختار صفحہ ۵، مطبوعہ مصر)

ان کا پاکیزہ لہو اور اقی قرآن پر گرا
راہِ حق میں ہو گئے قربان عثمان غنی (نضر)

۱۶

حضور علیہ السلام نے فرمایا:

يَا عُمَانُ إِنَّكَ سَتُبْنِي بَعْدِي فَلَا تُفَاتِلَنِي (نور الابصار صفحہ ۱)
اے عثمان تم عنقریب میرے بعد مصیبت میں مبتلا ہو گے پس تم نلوار نہ اٹھانا

۱۷

نیز فرمایا:

يَوْمَ يَمُوتُ عُمَانُ يُصَلِّي عَلَيْهِ مَلَائِكَةُ السَّمَاءِ (نور الابصار)
جب عثمان کو موت آئے گی تو آسمان کے فرشتے ان کی نمازِ جنازہ پڑھیں گے۔

مذکورہ بالا احادیث میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ آئندہ پیش آنے والے حالات و واقعات کا تذکرہ فرمایا گیا ہے۔ حضرت عثمان ذوالنورین کی صداقت و ہدایت کی گواہی۔ آپ کی شفاعت سے ستر ہزار گنہ گاروں کی بخشش کا اعلان۔ آپ کی مظلومیت کو بیان کرنے کے بعد یہ فرمانا کہ تیرے خون کا قطرہ فسیکفیکہم اللہ طوہو السميع العليم (تو کافی ہو گا آپ کو ان کے مقابلے میں اللہ اور وہ سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے) پر گرے گا۔

سیدنا عثمان غنی کو آلام و مصائب سے قبل از وقت آگاہ کرنا۔ اور آسمانی فرشتوں کا آپ کی نمازِ جنازہ میں شرکت وغیرہ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ نبی کا اپنے امتیوں کے احوال پر نظر رکھنا نبوت کا ایک احسن ترین خاصہ ہے۔

اور جو لوگ نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو ان تمام امور سے بے خبر کہتے ہیں

(معاذ اللہ) ان کا اپنے اس نظریہ پر نظر ثانی کرتا اس لیے بھی ضروری ہے کہ اس قسم کے افکار و نظریات سے کفار و مشرکین کے عقائد و خرافات کی تائید ہوتی ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار درہم سے رومہ کا کنواں خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا۔

سخاوت ذوالنورین

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق کے زمانے میں قحط پڑا تو لوگ سخت پریشان ہوئے۔ حضرت ابوبکر کے پاس آکر کہنے لگے اے خلیفہ رسول خدا بارش ہو نہیں رہی اور قحط سالی سے لوگ ہلاک ہو رہے ہیں۔ اب کیا کریں؟ آپ نے فرمایا جاؤ صبر کرو میں اللہ سے امید کرتا ہوں کہ لَا تُمْسُوا حَتَّىٰ يَفْرَجَ اللَّهُ عَنْكُمْ۔ شام سے پہلے پہلے اللہ تعالیٰ تم سے یہ مصیبت دور فرما دے گا۔

شام ہوئی تو خبر آئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قافلہ غلہ لے کر صبح تک بیت منورہ پہنچنے والا ہے۔ جب قافلہ پاک مدینہ پہنچا تو لوگ اسے دیکھنے گئے۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک ہزار اونٹ، گندم، تیل اور خشک انگور سے لدے ہوئے حضرت عثمان کے دروازے پر بیٹھے ہیں۔ جب تجارت کا سارا مال گوداموں میں رکھ دیا گیا تو تاجر بھی آگئے۔ حضرت عثمان نے ان سے کہا آپ لوگ کیا چاہتے ہیں؟ انہوں نے کہا ہم ایک پر دو درہم نفع دیں گے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے اس سے زیادہ نفع ملتا ہے۔ انہوں نے کہا آپ ایک درہم کے مال پر چار درہم نفع لے لیں۔ آپ نے فرمایا مجھے اس سے بھی زیادہ ملتا ہے۔ انہوں نے کہا پانچ درہم لے لیں۔ فرمایا مجھے اس سے بھی زیادہ دیا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا اے ابو عمر و مدینہ میں ہمارے سوا کوئی تاجر باقی نہیں ہے جو آپ کو اس سے زیادہ نفع دے اور نہ ہی کوئی تاجر ہم سے پہلے آپ کے پاس آیا ہے۔ آپ نے فرمایا :

إِنَّ اللَّهَ أَعْطَانِي بِكُلِّ دِرْهَمٍ عَشْرَةً أَعِنْدَكُمْ

زِيَادَةٌ۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک درہم کے عوض دس درہم منافع دیا ہے کیا آپ اس سے زیادہ نفع دے سکتے ہیں؟ تاجروں نے کہا ہم اتنا زیادہ نفع دینے کے ہرگز متحمل نہیں ہیں۔ حضرت عثمان نے فرمایا میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ اِنِّیْ جَعَلْتُ مَا حَمَلْتُ هَذِهِ الْعِیْرُ صَدَقَةً لِلّٰہِ عَلَی الْمَسَکِیْنِ وَفُقَرَاءِ الْمُسْلِمِیْنَ۔

میں نے ایک ہزار اونٹ پر لدا ہوا سارا تجارتی مال اللہ کے لیے مسلمان فقراء و مساکین میں صدقہ کر دیا ہے۔ (نور الابصار ص ۳)

کوئی مانے یا نہ مانے پر تیری جاگیر ہے
قصرِ حنیت گلشنِ رضوانِ عثمانِ غنی (نختر)

کرامات ذوالنورین رضی اللہ عنہ

مردِ کامل صاحبِ عرفان عثمان غنی

ہیں جہاں عشق کے سلطان عثمان غنی (نختر)

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اپنی کتاب کرامات صحابہ مطبوعہ کراچی اشاعت اگست ۱۹۷۳ء صفحہ نمبر ۳۲ پر بحوالہ عقیلی لکھتے ہیں کہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلامِ محجن کہتے ہیں کہ ایک دن میں آپ (عثمان غنی) کے ساتھ آپ کی ایک زمین پر گیا۔

جہاں ایک عورت نے جو کسی تکلیف کا شکار تھی۔ آپ کے پاس آکر غرض کی اسے امیر المؤمنین مجھ سے بدکاری کی غلطی ہو گئی ہے۔ اس پر آپ نے مجھے حکم دیا کہ

اس عورت کو نکال دو۔ چنانچہ میں نے اس کو بھگا دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس عورت نے پھر آکر کہا کہ میں نے بدکاری کی ہے چنانچہ سرکار کے فرمانے پر کہ اے محجن اسے باہر نکال دو میں نے اسے دور بھگا دیا اور تیسری مرتبہ اس عورت نے پھر آکر کہا اے خلیفہ وقت میں نے بلا شک و شبہ بدکاری کی ہے اور میرے تین مرتبہ اقرار پر حد زنا جاری فرمائی جائے۔

اس پر میرے آقا حضرت عثمان نے ارشاد فرمایا اونا واقف محجن اس عورت پر مصیبت آپڑی ہے اور مصیبت تو کلیف ہمیشہ شر و فساد کا سبب ہوتی ہے تم جاؤ اور اس کو اپنے ساتھ لے جا کر اس کو پیٹ بھر روٹی اور تن بھر کپڑا دو۔ اس دیوانی کو میں نے اپنے ساتھ لیا اور اس کے ساتھ وہی برتاؤ کیا جو میرے آقا نے فرمایا تھا یعنی میں نے آرام سے رکھا۔ تھوڑے دنوں بعد جب اس کے ہوش و حواس ٹھکانے لگے اور وہ مطمئن ہو گئی تب آپ نے فرمایا کہ اچھا اب کھجور، آٹا اور کشمش سے ایک گدھا بھر کر (یعنی ایک گدھا جتنا وزن اٹھا سکتا ہے) اس کو جنگل کے باشندوں کے پاس لے جاؤ اور ان بادیہ نشینوں سے کہو کہ اس عورت کو اس کے کنبہ والوں اور اہل و عیال کے پاس پہنچا دیں چنانچہ میں کھجوروں، کشمش اور آٹے سے بھرے ہوئے گدھے کو لے کر اس کے ساتھ روانہ ہوا۔ میں نے رستہ چلتے چلتے کہا کہ کیا اب بھی تم اس بات کا اقرار کرتی ہو۔ وہ کہنے لگی نہیں ہرگز نہیں کیوں کہ میں نے جو کچھ کہا تھا وہ تو صرف تکلیفوں اور مصیبتوں کے پاڑ پھٹ پڑنے سے کہا تھا تاکہ حد لگا دی جائے اور مصیبتوں سے نجات پا جاؤں۔

(کرامات صحابہ صفحہ ۳۴-۳۵)

جو ہو پردوں میں پنہاں چشمِ بینا دیکھ لیتی ہے
زمانے کی طبیعت کا تفت ضا دیکھ لیتی ہے (اقبال)

حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب کبھی باغ کو کب سے گزرتے تو فرماتے :
 إِنَّهُ سَيَدْفَنُ هَهُنَا رَجُلٌ صَالِحٌ -
 یہاں عنقریب ایک نیک مرد دفن کیا جائے گا۔
 چنانچہ آپ خود وہاں دفن کیے گئے۔

حضرت امام مالک سے روایت ہے کہ حضرت عثمان خلیفہ سوم ذو النورین شہید کی نعش مبارک آپ کے دروازے پر رکھی ہوئی تھی۔

وَإِنْ رَأَمَهُ لَيَقُولُ طُقْ طُقْ حَتَّى صَارُوا بِهِ إِلَى
 حَشٍّ كَوَكَبٍ فَاحْتَفَرُوا لَهُ - (استیعاب)

آپ کی زبان سے طُق طُق (دفن دفن) کی پے درپے آواز آرہی تھی
 چنانچہ آپ کی نعش مبارک باغ کو کب پہنچائی گئی جہاں آپ دفن کیے
 گئے۔ (کرامات صحابہ صفحہ ۳۳)

شہسوارِ عرصہ تحقیق علامہ زماں حضرت علامہ یوسف نبہائی رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ
 سبکی علیہ الرحمہ کے حوالے سے اپنی شہرہ آفاق کتاب جامع کرامات اولیاء میں لکھا ہے
 کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا جو صحرا میں ایک عورت
 کو ملا تھا اور اسے خوب غور سے دیکھا تھا۔ جناب عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ
 کوئی آدمی اس کیفیت میں بھی میرے پاس آجاتا ہے کہ اس کی آنکھوں میں زنا کا اثر
 ہوتا ہے۔

وہ آدمی یہ سن کر بولا کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد بھی وحی ہے ؟
 حضرت عثمان نے فرمایا کہ میں وحی کی وجہ سے نہیں بلکہ فراستِ مومنانہ کی حیثیت
 سے کہہ رہا ہوں۔ (جامع کرامات اولیاء مترجم صفحہ ۴۳۰)

شہادت ذوالنورین

آہِ مظلوم و شہیدِ خنجرِ جور و جہنم

اہلِ تسلیم و رضا کی آنِ عثمانِ غنی ! (خضر)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارہ سالہ دورِ خلافت میں ابتدائی چھ سال نہایت امن و سکون، نظم و نسق اور فتوحات کی وسعت میں گزرے۔ آپ کے آخری زمانہ خلافت میں جو فتنہ و فساد برپا ہوا علماء نے اس کی متعدد وجوہات بیان کی ہیں لیکن یہ بات بلا خوفِ تردید کہی جاسکتی ہے کہ آپ کے آخری زمانہ میں فسادات کی آگ بھڑکانے میں یہودیت نے نہایت کھنڈنا کر دار ادا کیا۔ اہل اسلام کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے، عساکر اسلام کے مابین افتراق و انشقاق پیدا کرنے اور اہل حق کی قوت کو پاش پاش کرنے کے لیے خفیہ ریشہ دوانیوں اور زیر زمین سازشوں نے گلشن اسلام میں آگ لگانے کی سر توڑ کوشش کی جس سے فتنہ پر دازوں کا دائرہ عمل کو فہ و مصر تک وسیع ہوتا چلا گیا۔

انتشار و خلفشار کا مرکزی کردار یہودی النسل عبداللہ بن سبا دنیا کا مانا شاطر اور سازشی تھا جس نے ہر جگہ سیدنا عثمان امیر المؤمنین کی کنبہ پروری اور نا انصافی کی من گھڑت داستانیں مشتمل کیں۔ اس ناہنجار نے صحابہ کرام کے فضل و کمال کے دامن کو سب سے پہلے داغدار کرنے کی ناپاک جسارت کی۔

سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے مصائب و آلام کا جس پامردی اور ثبات قدمی سے مقابلہ کیا اور شورِ بخت بلوائیوں کی شورش کے موقع پر چالیس دن تک جس بردباری، صبر و سکون اور ضبط و تحمل کا ثبوت دیا وہ اپنی مثال آپ ہے

ہزاروں معاونین، متوسلین، خدام "جو سر فروشی کے لیے تیار تھے" کو جگ و جہل اور خوں ریزی کی اجازت نہ دی اور اپنے اخلاقِ کریمانہ کا مظاہرہ اس شان سے کیا کہ جامِ شہادت تو نوش فرمایا مگر فرمانِ رسول علیہ السلام پر آخری سانس تک عمل کیا۔

خلیفہ سوم کی شہادت کے پس منظر کا خلاصہ یہ ہے کہ:

شہادت کا پس منظر

سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصر والوں کی مسلسل شکایات پر حاکم مصر عبداللہ بن ابی سرح کو معزول کر کے حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مصر کا حاکم مقرر فرمادیا تو سات سو اشخاص پر مشتمل مصری قافلہ جو شکایات لے کر مدینہ منورہ آیا تھا اس امر سے مطمئن ہو گیا۔ جب حضرت محمد بن ابی بکر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ جن میں کچھ مہاجرین و انصار بھی تھے روانہ ہوئے تو راستے میں حضرت عثمان کے اس غلام کو پکڑ لیا جو ایک مکتوب حاکم مصر عبداللہ بن ابی سرح کیلئے لے جا رہا تھا جس میں حضرت محمد بن ابی بکر اور ان کے ساتھیوں کو قتل کر دینے کے بارے میں لکھا تھا۔ خط کو دیکھنے کے بعد محمد بن ابی بکر اور ان کے ساتھ جانے والے تمام ساتھی جن میں کچھ صحابہ کرام بھی تھے واپس مدینہ شریف لوٹ آئے اور اُس خط سے اہل مدینہ کو آگاہ کیا جس سے حالات ایک نئی صورت اختیار کر لی۔ ان نازک ترین اور پرخطر حالات کو دیکھتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت طلحہ و زبیر، جناب سعد و عمار اور دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلا کر ساتھ لیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے اور حضرت عثمان سے فرمایا: کیا یہ غلام آپ کا ہے؟ حضرت عثمان نے فرمایا ہاں یہ میرا غلام ہے۔ حضرت علی نے فرمایا۔ کیا یہ اونٹ آپ کا ہے؟ فرمایا جی ہاں یہ اونٹ میرا ہے۔ حضرت علی نے فرمایا۔ یہ خط آپ نے لکھا ہے؟ حضرت عثمان نے اللہ کی قسم اٹھا کر فرمایا۔ نہ یہ خط میں نے لکھا ہے۔ نہ لکھنے کا حکم دیا ہے اور نہ مجھے اس کا علم ہے

اور نہ ہی میں نے مصر کی طرف اس غلام کو بھیجا ہے۔

صحابہ کرام نے پہچان لیا کہ یہ خط مروان کا لکھا ہوا ہے۔ اور پھر ہجوم کی طرف سے مطالبہ کیا گیا کہ مروان کو ان کے حوالے کر دیا جائے۔ حضرت عثمان نے اس خوف سے کہ کہیں لوگ اس کو قتل نہ کریں مروان کو ان کے حوالے کرنے سے انکار فرمایا جس سے حالات مزید کشیدہ ہو گئے اور لوگوں نے آپ کے مکان کا محاصرہ کر لیا اور آپ کا پانی بند کر دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے مکان کی چھت سے جھانک کر دیکھا اور فرمایا تم میں علی ہیں؛ انہوں نے کہا نہیں۔ انہوں نے پوچھا تم میں سعد ہیں؛ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا؛

أَلَا أَحَدٌ يَسْقِينَا مَاءً

کیا ہمیں پانی پلانے والا کوئی نہیں؟ (نور الابصار صفحہ ۷۴)

حضرت علامہ سید مومن شبلی نجی رحمۃ اللہ علیہ | حسن و حسین عثمان کے دروازے پر اپنی شہرہ آفاق کتاب

نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار میں رقمطراز ہیں کہ جب حضرت علی کو اس کی خبر پہنچی تو آپ نے تین مشیکرے پانی سے بھرے بھیجے مشیکرے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ تک نہ پہنچ سکے اور اس کوشش میں بنی ہاشم اور بنی امیہ کے کئی آزاد کردہ غلام زخمی ہو گئے۔ پھر مولا علی کو یہ خبر پہنچی کہ بلوائی حضرت عثمان کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو آپ نے اپنے دونوں صاحبزادوں حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو فرمایا؛

إِذْهَبَا بِسَيْفِكُمَا حَتَّى تَقْتُومَا عَلَى بَابِ عُثْمَانَ

فَلَا تَدْعَا أَحَدًا لِيَصِلَ إِلَيْهِ۔ (نور الابصار صفحہ ۷۴)

ترجمہ : تم دونوں اپنی تلواریں لے کر جاؤ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازے پر کھڑے
ہو جاؤ اور کسی کو اس تک نہ پہنچنے دینا۔“

حضرت زبیر اور دیگر صحابہ نے بھی اپنے اپنے بیٹے وہاں بھیج دیے۔

جب بلوایمیں نے یہ دیکھا تو انہوں نے حضرت عثمان کے
امام حسن زخمی ہوئے

دروازے پر تیر مارنے شروع کر دیے جس سے سیدنا امام حسن
بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خون سے لٹ پٹ ہو گئے۔ ایک پتیر مروان کو بھی لگا جو مکان
کے اندر تھا۔ یہی حال محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہ کا تھا اور سیدنا علی کے آزاد کردہ غلام
سیدنا قنبر رضی اللہ عنہ بھی زخمی ہو گئے تو ان لوگوں کو خوف لاحق ہوا کہ اگر نبوہاشم نے
حضرت حسن کو زخمی حالت میں دیکھ لیا تو فتنہ زیادہ پھیل جائے گا۔ ان میں سے کچھ ایک
النضاری کے مکان کی دیوار پھانڈ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہونے میں
کامیاب ہو گئے جب کہ حضرت عثمان کے ساتھیوں میں سے کسی کو اس کا علم نہ ہو سکا۔
اس لیے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھی مکان کی چھت پر ”یا دروازے پر“
تھے اور آپ کے پاس صرف آپ کی بیوی نائلہ تھیں۔

سب سے پہلے مکان میں محمد بن ابی بکر داخل ہوئے اور انہوں نے حضرت عثمان کی ریش
مبارک پکڑ لی جناب عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اے ابن ابی تم اس داڑھی کو کھینچ رہے
ہو جو تمہارے باپ کے نزدیک معزز تھی اور اس حرکت سے تمہارا باپ کبھی خوش
نہ ہو گا۔

محمد بن ابی بکر اسی وقت ریش مبارک چھوڑ کر باہر نکل گئے۔

ایک روایت ہے کہ محمد بن ابی بکر کے باہر چلے جانے کے بعد رومان بن
سرحان نامی شخص نیلی آنکھوں والا بننے ایک مرتبہ حد بھی لگ چکی تھی، نے آپ کیساتھ
نہایت گستاخانہ لہجہ میں گفتگو کرنے کے بعد آپ کی کپٹی پر تلوار مار کر شہید

کر دیا۔

ایک روایت میں ہے کہ یسار بن عیاض اسلمی اور سودان بن حمران نے اپنی تلواروں سے آپ کو شہید کیا اور آپ کے خون کے چھینٹے قرآن کی اس آیت "فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ" پر پڑے۔

ایک دوسری روایت ہے کہ عمرو بن حتم امیر المؤمنین کے سینے پر بیٹھ گیا اور تلوار سے آپ کو شہید کر دیا۔ عمیر بن صابی نے آپ کے پیٹ پر قدم رکھ کر آپ کی دوپٹیاں توڑ دیں۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک مصری شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی اس نے قسم اٹھا کر کہا کہ میں عثمان کی ناک کاٹوں گا۔ حضرت عثمان کی اہلیہ حضرت نائلہ نے مصری کا مقابلہ کیا اور اس کی تلوار پکڑ لی جس سے خاتون کے ہاتھ کی "انگلیاں" کٹ گئیں۔

خاتون نے امیر المؤمنین کے غلام رباح سے کہا غلام میری مدد کرو اور اس کی خبر لو اور اسے باہر نکال دو۔ غلام کے ہاتھ میں جناب ذوالنورین کی تلوار تھی جس کے ایک ہی وار نے مصری کا قصہ تمام کر دیا۔

بعض نے اہل مصر سے اسود نجیبی اور بعض نے سودان بن رومان مرادی کو امیر المؤمنین کا قاتل کہا ہے۔

حضرت مولانا علی رضی اللہ عنہ کو آپ کی شہادت کی خبر پہنچی تو آپ جب علی کو خبر پہنچی | آئے اور اپنے دونوں شہزادوں سے پوچھا کیف قُتِلَ

امیر المؤمنین وَاَنْتُمْ اَعْلَى الْبَابِ

ترجمہ: تم دونوں کی دروازے پر موجودگی کے باوجود امیر المؤمنین کیسے شہید ہو گئے

وَرَفَعَ يَدَهُ فَلَطَمَ الْحَسَنَ وَضَرَبَ صَدْرَ الْحُسَيْنِ (نور الابصار)

ترجمہ، اور ہاتھ اٹھا کر امام حسن کے طمانچہ مارا اور امام حسین کے سینے پر پتھر مارا
 محمد بن طلحہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آپ سخت ناراض ہوئے،
 اور آپ شدید غصہ کی حالت میں باہر چلے گئے راستے میں حضرت طلحہ ملے اور کہنے لگے
 ابا الحسن کیا بات ہے آپ نے دونوں شہزادوں کو کیوں مارا ہے؟ حضرت علی
 کے گمان میں حضرت طلحہ حضرت عثمان کے قتل میں مددگار ہیں اس لیے غصہ سے
 فرمایا ”راستہ چھوڑ دو تم پر ایسا ایسا ہو“ یعنی ان سے سخت کلام فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کا بدری صحابی جس کے جرم پر کوئی دلیل قائم نہیں ہوئی اسے بلاوجہ قتل کر دیا گیا ہے
 حضرت طلحہ نے کہا لَوْ دَفَعَ مَرْوَانٌ لَمْ يُقْتَلَ اور اگر وہ مروان کو لوگوں
 کے حوالے کر دیتے تو قتل نہ ہوتے۔

حضرت مولا علی نے فرمایا لَوْ أَخْرِجَ إِلَيْكُمْ مَرْوَانٌ وَقُتِلَ قَبْلَ
 أَنْ تُثَبَّتَ عَلَيْهِ حُكُومُهُ (نور البصار صفحہ ۴۷)

اگر مروان کو تمہارے حوالے کر دیا جاتا تو کسی جھٹ کے قائم ہوئے بغیر اس
 کو قتل کر دیا جاتا۔

حضرت علی یہ فرمانے کے بعد اپنے گھر لوٹ گئے۔

علامہ امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ صواعق محرقہ میں رقمطراز ہیں کہ جب مولا علی غصہ
 کی حالت میں گھر تشریف لے گئے تو لوگ بھاگتے ہوئے آپ کے پاس آئے اور
 کہنے لگے اپنا ہاتھ بڑھائیے ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں۔ ایک امیر کا ہونا بہت
 ضروری ہے حضرت علی نے جواباً ارشاد فرمایا۔ یہ آپ لوگوں کا کام نہیں یہ اہل بدر کا
 کام ہے۔ جس سے اہل بدر راضی ہوں گے وہ خلیفہ ہوگا تمام اہل بدر نے حضرت
 علی کے پاس آکر کہا کہ ہم آپ کے سوا کسی کو خلافت کا حقدار نہیں سمجھتے ہاتھ بڑھائیے
 ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے آپ کی بیعت کر لی مروان اور اس کے

بیٹے بھاگ گئے۔ حضرت مولا علی نے حضرت عثمان کی اہلیہ سے آکر دریافت کیا کہ حضرت عثمان کو کس نے قتل کیا ہے؟

وہ کہنے لگیں میں نہیں جانتی۔ دو آدمی آپ کے پاس آئے جنہیں میں نہیں پہچانتی۔ ان کے ساتھ محمد بن ابی بکر تھے۔

حضرت علی نے محمد بن ابی بکر کو بلا کر جو کچھ حضرت عثمان کی اہلیہ نے بتایا تھا اس کے متعلق پوچھا۔ محمد بن ابی بکر نے کہا:

لَمْ تَكُذِبْ قَدْ وَاللَّهِ دَخَلْتُ عَلَيْهِ وَأَنَا أَرِيدُ
قَتْلَهُ فَذَكَرَنِي أَبِي فَقُمْتُ عَنْهُ وَأَنَا قَاتِلُكَ إِلَى اللَّهِ
تَعَالَى وَاللَّهُ مَا قَتَلْتُهُ وَلَا أَمْسَكَتُهُ۔

(صواعق مخرقة مطبوعہ ملتان صفحہ ۱۱۸)

ترجمہ: کہ اس (زوجہ عثمان) نے جھوٹ نہیں بولا خدا کی قسم میں قتل کے ارادے سے داخل ہوا لیکن جب آپ نے میرے سامنے میرے والد گرامی کا تذکرہ کیا تو میں ان کے پاس سے اٹھ آیا اور میں نے ”اپنے اس فعل سے“ اللہ کے حضور توبہ کی باخدا نہ میں نے آپ کو قتل کیا اور نہ میں نے (بوقت شہادت) آپ کو پکڑا۔

حضرت عثمان کی اہلیہ جنابہ نائلہ نے فرمایا:

صَدَقَ وَلَكِنَّهُ ادْخَلَ هُمَا

اس نے سچ کہا لیکن یہی ان کو لے کر آیا۔

حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت ہے انہوں نے کہا میں حضرت عثمان کے پاس ان کو سلام کہنے کے لیے ان کے گھر گیا جب کہ وہ محصور تھے۔ انہوں نے مجھے کہا مر جہا اے میرے بھائی۔ میں نے کہا اے امیر المؤمنین اگر آپ کی جگہ میں

قتل ہو جاؤں تو اس میں مجھے خوشی ہوگی۔ آپ نے فرمایا: میں نے آج رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس خوشہ (روشتندان) میں دیکھا۔ اور آپ نے اپنے ہاتھ سے مکان کے بالائی جانب خوشہ کی طرف کیا“ اور فرمایا اے عثمان: لوگوں نے تمہارا محاصرہ کیا ہے۔ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا ان لوگوں نے تجھے پیسا رکھا ہے۔ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ پھر آپ نے ڈول لٹکایا میں نے اس سے پانی پیا۔ اس کی ٹھنڈک اپنی چھاتی میں اب بھی محسوس کر رہا ہوں“ آپ نے فرمایا:

إِنْ شِئْتُ أَفْطَرْتُ عِنْدَنَا وَإِنْ شِئْتُ نَصَرْتُ عَلَيْهِمْ
فَأَخْطَرْتُ الْفِطْرَ

(نور الابصار صفحہ ۷۶)

اگر چاہو تو روزہ ہمارے ساتھ افطار کرو اور اگر چاہو تو میں تمہاری مدد کرتا ہوں۔

میں نے افطار کو اختیار کیا۔

علامہ ابن جوزی کے حوالے سے علامہ شبلی نجی نے لکھا ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے (بوقتِ وفن) پاس موجود تھا ان کے خون آلود کپڑوں میں ہی ان کو دفن کر دیا گیا۔ عبد اللہ بن امام احمد نے زیاداتِ مسند احمد میں ذکر کیا اور اس میں مزید یہ ہے کہ آپ کو غسل بھی نہ دیا گیا تھا۔ اور آپ کے جنازہ پر فرشتے آئے تھے۔

(نور الابصار صفحہ ۷۶)

سہل بن خنیس سے روایت ہے وہ حضرت عثمان کی شہادت کے وقت موجود تھے۔ انہوں نے کہا جب شام ہوئی تو میں نے کہا اگر تم نے صبح تک اپنے صاحب کو اسی طرح پڑا رہنے دیا تو وہ لوگ آپ کی ناک اور آپ کے کان کاٹ دیں گے۔ ہم آپ کو جنت البقیع میں لے جائیں تو اچھا ہوگا۔ ہم آدھی رات تک اس کوشش

میں رہے۔ پھر آپ کو اٹھایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ہمارے پیچھے لوگوں کا بہت بڑا ہجوم آ رہا ہے۔ ہم نے ان سے خوف کیا اور قریب تھا کہ ادھر ادھر بھاگ جائیں۔ اچانک ایک منادی نے بلند آواز سے کہا گھبراؤ نہیں ثابت قدم رہو ہم تمہارے ساتھ جنازہ پڑھتے آئے ہیں۔ ابن خنیس نے کہا کہ وہ فرشتے تھے۔

(نور الابصار صفحہ ۷۶)

آپ سترہ ذوالحجہ بروز جمعہ عصر کے وقت شہید ہوئے۔ آپ کا زمانہ خلافت ایک دن کم بارہ سال ہے چالیس دن تک محصور رہے۔ بعض نے تاریخ شہادت سے بعض نے آٹھ اور بعض نے اٹھارہ لکھی ہے۔

حضرت حمیر بن مطعم نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بعض نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھا ہے۔ آپ کو جنت البقیع کے کنارے حش کوکب میں دفن کیا گیا جب باغ کوکب میں آپ کی قبر کھودی جا رہی تھی تو آپ کی صاحبزادی جس کا نام عائشہ تھا کے پاس چراغ تھا۔ جب امیر المؤمنین کو لحد میں اتارا جانے لگا تو وہ اس قدر زور سے روئیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بڑی مشکل سے ان کو خاموش کرایا۔

آج تک نوحہ کناں ہیں آپ کے آلام پر

اُحد و مروہ و صفائے اراں عثمان غنی (خضر)

امیر المؤمنین سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی

آپ کی ازواج

کل آٹھ بیویاں تھیں جن کے نام یہ ہیں:

۴۔ سیدہ ام کلثوم بنت رسول اللہ علیہ السلام

۱۔ ام عمر و بنت جندب

۵۔ فاختہ بنت غزو ان

۲۔ فاطمہ بنت ولید مخزومیہ

۳۔ سیدہ رقیہ بنت رسول کریم علیہ السلام

۶۔ ملیکہ

۸۔ نائلہ

۷۔ رملہ

رضی اللہ عنہن

آپ کے کُل آٹھ صاحبزادے ہیں جن کے نام یہ ہیں :

صاحبزادے ۱۔ حضرت عبداللہ اکبر

۳۔ حضرت ابان

۲۔ حضرت عبداللہ اصغر

۵۔ جناب عمر

۴۔ جناب خالد

۶۔ جناب ولید

۶۔ حضرت سعید

رضی اللہ عنہم

۸۔ حضرت عبدالملک

آپ کی آٹھ صاحبزادیاں تھیں۔

۲۔ عائشہ

۱۔ مریم الکبریٰ

صاحبزادیاں

۴۔ اُم عمر

۳۔ ام ابان

۶۔ اُم سعید

۵۔ مریم صغریٰ

۸۔ ام ایوب

۷۔ ام البنین

رضی اللہ عنہن



۱۵۴
خلیفہ چہارم

اَکْبَرُ الْمُؤْمِنِينَ

سیدنا

مولیٰ علی

رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ

ساقی شیر و شربت پہ لاکھوں سلام
بابِ فضل و لایث پہ لاکھوں سلام
پر تو دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

مَرْضٰی شیرِ حق اجمع الا شمعین
اصل نسلِ صفا و جبر و صلِ خدا
شیرِ شمشیر زن، شاہِ خیر شکن

(امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

شاہ ذوالفقار

سے نائب نبی علیؑ، علیؑ نبی کا یار ہے
علیؑ نبی کے گلستانِ دین کی بہار ہے

علی جمالِ مصطفیٰ، علی امامِ اولیاء
جبری، قوی، جلی، ولی ہے شیرِ کردگار ہے

وہ نازشِ بٹول ہے، برادرِ رسول ہے
وہ گلستانِ ہاشمی کا دل نواز چھول ہے

علی کی دھوم دھام ہے مکان و لامکان پر
علی سخا کی سلطنت کا شاہ و تاجدار ہے

آمین ہے، متین ہے، حسین ہے، فہیم ہے
کتاب و عشق و کیفیت کی آیہٴ مبسومین ہے

وہ پیکرِ جمال ہے وہ مرکزِ کمال ہے
جلالِ ذوالجلال ہے قرارِ بے قرار ہے

وہ اولیاء کا پیشوا وہ عارفوں کا رہنما
وہ بابِ علم و معرفت وہ زورِ دستِ مصطفیٰ

وہ مخزنِ یقین بھی، وہ آفتابِ دین بھی
وہ خضر کا بھی خضر ہے وہ شاہِ ذوالفقار ہے

(خضر)

مولا علی

ادائے احمد رسلِ ادائے مولا علی

عطائے سرورِ عالم عطائے مولا علی

دلائے شاہِ رسل ہے دلائے مولا علی

برائے شاہِ رسالت برائے مولا علی

سخائے شاہِ رسل ہے سخائے مولا علی

نبی کے نور سے حق نے بنائے مولا علی

گرائے جس کو مقدر اٹھائے مولا علی

لوائے حمد کا سایہ لوائے مولا علی

بنا کے ریت کے ذرے اڑائے مولا علی

جہاں جہاں سے گزر کر ہیں آئے مولا علی

ہے مولا اُس کا علی جس کا ہے نبی مولا

علی سے پاک محبت عطا خدا یا کر

نبی سے مانگو یا مانگو علی کی چوکھٹ سے

بصد عطا و عنایت ازل سے رکھی ہے

علی کا کام ہی گرتوں کو مقام لینا ہے

ہر اک دلی کے لوائے بلند تر ہوگا

جو آئے بد مقابلِ سرور کے کہسار

وہ راہیں نور بنیں مثل کوہ طور بنیں

ہمیشہ سایہ سنگن ہو یہی تمنا ہے

خضرِ غریب کے سر پر دائے مولا علی

خضر

سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ

سید الاولیاء زوج خیر النصار
جس کی تلوار نے ٹکڑے مر حب کیا
گوہر کبریا، مولا مشکل کشا
اس کی تیغ جلالت کی کیا بات ہے

(مختصر)

شہنشاہ ولایت، سر تا پا شجاعت، دریائے سخاوت، مخزن صداقت، منبع
عنایت، پر تو دست قدرت، صاحب کمالات، مولائے کائنات، امیر المؤمنین
امام المسلمین، تاج فرق بتول، داماد رسول، حیدر کرار، شاہ ذوالفقار، سید الاولیاء،
تاجدار اہل اقی، سیدنا و مولانا ابوالحسن علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ فاضل کفار قاطع
اشرار اور دنیا ئے سخاوت کے تاجدار تھے۔ آپ حاجت روا ئے فاقہ کشاں اور
چارہ کار بے چار گاہ بھی۔

آپ اسلام کے عظیم مجاہد اور علوم و معرفت کے بحر بے کنار بھی۔ آپ کو نفس
رسول اور پیشوائے مقلداں کہا جاتا ہے۔ ہر غریب و نادار نے آپ کو اپنا پاساں جانا۔
اہل علم نے آپ کو مہر حقیقت کا راز داں کہا۔ صابروں نے صبر و رضا کا آسمان کہا اور
مہکتوں نے آپ کو داتا کہا۔ انجمنین عالم اور پہلوانان جہاں نے آپ کو اپنا امام مانا
آپ طرہ دستار اسلام ہیں اور پاساں دین متین ہیں۔

روافض اور خوارج آپ کے بارے میں غلط ترین نظریات کے حامل ہیں۔
یہ دونوں فرقے افراط و تفریط کا شکار ہیں۔

ایک حب علیؑ کے پردے میں خیر الانام علیہ السلام کے پاکباز صحابہ کرام کے متعلق

سب دشمن کی غیظ ترین اور بدبودار دلدل میں پھنس چکے ہیں۔

اور دوسرے محبت صحابہ کا بادہ اوڑھ کر سیدنا ابوتراب پر طعن و تشنیع اور دشنام کے تیر بربانا اپنے باطل مسک کی ترویج و اشاعت کا اصل اصول سمجھنے لگے ہیں بغض و عناد اور تعصب کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں بھگت بازوں کی طرح بھٹک رہے ہیں۔

خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کے اوصاف حمیدہ کا انکار اور ان کی عزت و شان اور آبرو پر رکیک حملے اور اسی قسم کی دوسری حرکتیں حسد و عناد اور جہالت کی پیداوار ہیں۔

صحابہ کرام اور اہلبیت اطہار کی محبت اور ان کی تعلیمات پر عمل کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔

اسلام ما اطاعت خلفائے راشدین

ایمان ما محبت آل محمد است (خواجہ اجمیری)

نام و نسب | خلیفہ چہارم کا نام نامی اسم گرامی علی اور آپ کی کنیت ابو الحسن اور ابوتراب ہے۔

القاب: اسد اللہ الغالب، سید العرب، نفس رسول، مرتضیٰ، نقیوس الدین، حیدر کرار، بیضۃ البلد، مطلوب کل طالب، امیر النخل، خلیفۃ الرسول، مولیٰ المؤمنین، امیر المسلمین، امام البرہ، قاتل الفجرہ، ولی اللہ، امام الاولیاء وغیرہ۔

ابوتراب | حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی کنیت ہے جو آپ کو سید ابوتراب پسند تھی کیوں کہ آپ کو یہ کنیت یا رگاہ مصطفوی سے عطا ہوئی تھی۔

مسلم شریف میں ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی سیدہ فاطمہؓ بتول کے گھر تشریف لے گئے تو گھر میں حضرت علیؓ کو نہ پایا تو حضور علیہ السلام نے سیدہ فاطمہ سے حضرت علیؓ کے بارے میں دریافت فرمایا تو آپ نے عرض کیا کہ میرے اور ان کے

درمیان کچھ باتیں ہوئیں۔ وہ ناراض ہو کر چلے گئے اور یہاں نہیں سوئے۔ آقا علیہ السلام نے ایک شخص سے فرمایا کہ دیکھو علی کہاں ہیں۔ وہ آیا اور عرض کیا ”یَا رَسُولَ اللَّهِ هُوَ فِي الْمَسْجِدِ رَاقِدٌ“ یا رسول اللہ! وہ مسجد میں سوئے ہوئے ہیں حضور علیہ السلام حضرت علی کے پاس تشریف لے گئے۔ وہ لیٹے ہوئے تھے اور چادران کے پہلو سے ہٹی ہوئی تھی اور ان کے بدن پر مٹی لگ گئی تھی۔ آقا علیہ السلام وہ مٹی صاف کر لے تھے اور فرما رہے تھے:

قُمْ أَبَا التُّرَابِ قُمْ أَبَا التُّرَابِ -

(صحیح مسلم شریف باب فضائل علی بن ابی طالب)

صحیح بخاری شریف میں یوں ہے اِحْبِسْ يَا أَبَا تُرَابٍ (مرتین)

علامہ محمد بن علی الصبان رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب اسکا ف
الرَّاغِبِينَ فِي سَيْرَةِ الْمُصْطَفَى وَفَضَائِلِ

كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ

أَهْلِ بَيْتِهِ الطَّاهِرِينَ المعروف رسالة الصبان میں ابن سعد کے حوالے سے رقمطراز ہیں کہ حضرت حسن بن زید بن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا لَمْ يَعْبُدُ عَلِيٌّ إِلَّا وَثَنَانِ قَطُّ یعنی حضرت علی مرتضیٰ نے کبھی بھی بتوں کی پوجا نہیں کی اور اسی وجہ سے آپ کو ”كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ“ کہ اللہ تعالیٰ ان کے چہرے کو عزت دے، کہا جاتا ہے۔

(رسالة الصبان صفحہ ۱۴۹، صواعق محرقة صفحہ ۱۲۰)

۱۵ رسالة الصبان

عَلَى هَامِشِ نُورِ الْأَبْصَارِ

ولادت علی | آپ کی ولادت باسعادت ۱۲ رجب المرجب بروز جمعہ المبارک عام الفیل کے تیس سال بعد مکہ معظمہ میں ہوئی۔

مفسر قرآن حضرت علامہ سید ابوالحسنات محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب اوراق غم میں صاحب بشار المصطفیٰ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حضرت عباس بن عبد المطلب (عم رسول اللہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ قید بنی عبد العزی کے چند لوگوں کے ساتھ مسجد بیت الحرام میں تشریف فرما تھے کہ (مولا علی کرم اللہ وجہہ کی والدہ) فاطمہ بنت اسد مسجد میں آئیں۔۔۔۔۔ اور جب وہ مشغول طواف ہوئیں تو شوط اربع (چوتھے چکر) میں چلنے کی قوت نہ رہی "درودِ زہ نے شدت اختیار کر لی" تو آپ پکاریں اے رب کعبہ! بجزرت کعبہ اس ولادت کو گھر پر آسان فرما۔

یک لخت دیوار کعبہ شوق ہوئی اور فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کعبے کے اندر تشریف لے گئیں اور ہماری نظروں سے غائب ہو گئیں۔ فرماتے ہیں ہم نے اندرون کعبہ آپ کو تلاش کیا مگر نہ ملیں۔ چوتھے روز آپ اسی کعبہ سے باہر تشریف لائیں اور حضرت علی کو گود میں لیے ہوئے تھیں۔

نام علی | جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ولادت علی کی خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا اور چچی سے فرمایا اس کا نام کیا رکھا ہے؟ حضرت ابوطالب نے کہا میں نے اس کا نام زید اور اس کی ماں نے اسد رکھا ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا اس کا نام علی رکھو جو عالی مہمتی کی خبر دے۔ مولا علی کی والدہ نے عرض کی۔ خدا کی قسم مجھے عزیز سے یہ آوازیں آتی تھیں کہ فاطمہ اس کا نام علی رکھ مگر میں نے اس کو چھپایا تھا۔

(اوراق غم)

مولیٰ علی از روئے قرآن حکیم

رسالة الصّبيان میں حضرت علامہ محمد بن علی صّبان رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن عساکر کے حوالے سے حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل فرمایا ہے۔ مَا نَزَلَ فِي أَحَدٍ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى مَا نَزَلَ فِي عَلِيٍّ عِنِّي آيَاتُ اللَّهِ كِي كِتَابٍ فِي حَضْرَتِ عَلِيٍّ كَمَا بَرَأَ فِي نَازِلٍ هُوَ فِي اتْنِي كَسِي أَوْر (امتی) کے بارے میں نازل نہیں ہوئیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں :
نَزَلَ فِي عَلِيٍّ مَثَلًا ثَمَانًا "ایہ کہ حضرت علی کی شان میں تین سو آیات
نازل ہوئیں۔"

علامہ الصبیان بحوالہ طبرانی یوں رقمطراز ہیں :

كَانَتْ لِعَلَى ثَمَانِ عَشْرَةَ مَنَقِبًا مَا كَانَتْ لِأَحَدٍ
مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ - (ابن عباس فرماتے ہیں) کہ حضرت علی رضی
اللہ عنہ کے اٹھارہ مناقب ہیں جو اس امت میں کسی اور کے لیے نہیں
(رسالۃ الصّان ص ۱۶۱)

۱۔ ارشادِ خداوندی ہے :

يُوقُونَ بِاللَّذِرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ
مُسْتَطِيرًا ۝

تو پوری کرتے ہیں اپنی مفتیں اور ڈرتے ہیں اس دن سے جس کا شر
بہر سو پھیلا ہوگا۔

نذر کی تعریف

یعنی کسی غیر ضروری عبادت کو کسی خاص شرط کے تحت لازم کر لینے کو نذر کہا جاتا ہے۔
 النَّذْرُ فِي اللُّغَةِ أَنْ تُوجِبَ عَلَى نَفْسِكَ مَا لَيْسَ بِوَاجِبٍ
 (تفسیر منظری)

نذر کا لغوی معنی یہ ہے کہ تو اپنے نفس پر اس چیز کو لازم کرے جو تجھ پر لازم نہیں
 ۲۔ وَيُطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا
 وَآسِيرًا ۝

ترجمہ: اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین، یتیم اور قیدی کو
 ۳۔ إِنَّمَا نَطْعِمُكُمْ لَوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً
 وَلَا شُكُورًا ۝

ترجمہ: ان سے کتے ہیں ہم تمہیں اللہ کی رضا کے لیے کھلاتے ہیں، نہ ہم تم سے
 کسی اجر کے خواہاں ہیں اور نہ شکریہ کے۔

خدائے بزرگ و برتر نے اہلبیت رسول کے اس صبر و ایثار کے جذبہ کو سراہتے
 ہوئے ارشاد فرمایا:

۴: وَجَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيرًا ۝

(سورہ دہر پارہ ۲۹)

ترجمہ: اور مرحمت فرمائے گا انہیں صبر کے بدلے جنت اور ریشمی لباس

مذکورہ آیات کی شان نزول جو حضرات مفسرین عظام نے بیان کیا ہے
شان نزول اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم حضرت
 علی کرم اللہ وجہہ کے گھر تشریف لے گئے۔ حسین کرمین رضی اللہ عنہما کو بیمار دیکھا تو حضرت
 علی اور جنابہ فاطمہ تبول سے فرمایا کہ کچھ نذر مانو تاکہ تمہارے فرزند صحت پائیں۔ انہوں
 نے نذر مانی کہ تین روزے رکھیں گے۔ خدا تعالیٰ نے حسین علیہما السلام کو شفا بخشی۔

حضرت علی اور سیدہ فاطمہ زہرا، بی بی فقیہہ (آپ کی خادمہ) نے روزے رکھے۔ مغرب کی نماز کے وقت چاہا کہ افطار کریں لیکن ایک فقیر دروازے پر آیا اور صدا بلند کی کہ میں ایک مسلمان فقیر ہوں مجھے روٹی عطا ہو، اس فقیر کی صدا پر جو کچھ پکا تھا سب فقیر کو دے دیا اور خود پانی سے روزہ افطار کیا۔ دوسرے دن روزہ رکھا افطار کے وقت ایک یتیم آیا اور روٹی کا سوال کیا۔ سب کھانا اسے دیا اور تیسری شام کو ایک قیدی بر وقت آیا۔ سارا کھانا اس کو عطا کر دیا تو حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنی نذریں پوری کرتے ہیں۔ اور اس دن سے ڈرتے ہیں۔

ان آیات بتینا سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت علی، امام حسن، امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور سیدہ فاطمہ بتول سلام اللہ علیہا، بی بی فقیہہ رضی اللہ عنہا یقیناً جنتی ہیں کہ خدائے پاک نے انہیں قرآن مجید میں جنتی فرمایا :

۵۔ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَا جَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا

بَيْنَ يَدَيَّ نَجْوَكُمْ صَدَقَةً ط (پارہ ۲۸ سورۃ مجادلہ آیت ۱۲)

ترجمہ: اے ایمان والو جب تم کوئی بات کرنا چاہو رسول (مکرم) سے (تنہائی میں) تو اپنی عرض سے پہلے صدقہ دیا کرو۔

خیال رہے کہ حضور علیہ السلام کی یارگاہ میں بعض اغنیاء اپنی عرض و معروض کا سلسلہ اتنا دراز کر دیتے کہ فقرار صحابہ کرام کو کچھ عرض کرنے کا موقع نہ ملتا۔ تب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی اور حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ نے ایک دینار صدقہ دے کر حضور علیہ السلام سے دس سوال کیے۔ اس آیت پر صرف مولا علی نے عمل کیا کسی اور کو موقع نہ ملا کہ آیت فسخ ہو گئی۔

(تفسیر نور العرفان)

۶۔ أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

كَمَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ط
لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللّٰهِ ط (پارہ ۱۰ سورۃ توبہ آیت ۱۹)

ترجمہ: کیا تم نے ٹھہر لیا ہے عاجیوں کو پانی پلانے والے کو اور مسجد حرام کی خدمت کرنے والے کو اس شخص کی مانند جو ایمان لایا اللہ پر اور روز قیامت پر اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ وہ اللہ کے نزدیک برابر نہیں ہیں۔

صاحب نور الالبصار نے اسباب النزول کے حوالے سے اور صاحب تفسیر منظری عارف باللہ حضرت قاضی ثناء اللہ ریانی پتی نے بغوی اور ابن جریر کے حوالے سے حسن، شعبی، اور قرطبی سے بیان کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عباس بن عبد المطلب، حضرت طلحہ بن شیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپس میں فخر کیا۔ طلحہ نے کہا اَنَا صَاحِبُ الْبَيْتِ وَمِفْتَاحُهُ بِيَدِي "میں بیت اللہ کا متولی ہوں، اس کی چابی میرے پاس ہے، اگر میں چاہوں تو اس میں داخل ہو جاؤں۔ حضرت عباس نے فرمایا اَنَا صَاحِبُ السَّقَايَةِ وَالْقَائِمُ عَلَيْهَا "میں آپ زمزم کا متولی اور اس کا منتظم ہوں، حضرت علی نے فرمایا، میں زیادہ تو نہیں جانتا لیکن اتنا ضرور ہے کہ میں نے لوگوں سے چھ ماہ (منظری نے چھ سال لکھا ہے) پہلے نماز پڑھی۔ وَاَنَا صَاحِبُ الْجِهَادِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ۔ اور میں نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(تفسیر منظری - نور الالبصار صفحہ ۷۷)

۷: اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ لِّكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝

(پارہ ۱۳ سورۃ رعد آیت ۷)

ترجمہ: تم تو ڈرسانے والے اور ہر قوم کے ہادی۔

حضرت علامہ سید مومن شبلی نے رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب نور الالبصار میں لکھا ہے

کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا اَنَا الْمُنْذِرُ وَعَلَىٰ ذَٰلِكَ اَلْهَادِي وَبِكَ يَا عَلِيُّ يَهْتَدِي
الْمُهْتَدُونَ (ترجمہ) میں منذر ہوں اور علی ہادی ہے۔ اے علی تیرے باعث لوگ
ہدایت پائیں گے۔ (نور الابصار صفحہ ۷۸)

حضرت سیدنا ابن عباس فرماتے ہیں کہ لَيْسَ اَيُّهُ قَدْ كَتَبَ اللّٰهُ تَعَالٰی
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِلَّا عَلَىٰ أَقْلُهَا أَمِيرُهَا وَشَرُّ لُفْهَا -
(نور الابصار صفحہ ۷۸)

ترجمہ: کہ قرآن کریم میں جو بھی آیت اسی طرح مذکور ہے "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
آمَنُوا" (اے ایمان والو!) علی اس کے اول، امیر اور شرافت والے
ہیں۔

۸ - سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ ۝ (پارہ ۲۹ سورہ معارج آیت ۱)
ترجمہ: مطالبہ کیا ہے ایک سائل نے ایسے عذاب کا جو ہو کر رہے۔

اس آیت کے بارے میں حضرت امام ابو اسحاق احمد ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی
تفسیر میں بیان کیا ہے کہ امام سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت مبارکہ کے متعلق
دریافت کیا گیا کہ یہ آیت کن لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی تو انہوں نے سائل سے
فرمایا تم نے مجھ سے وہ سوال پوچھا ہے جو مجھ سے کسی نے نہیں پوچھا۔ فرماتے ہیں۔
میرے باپ نے حضرت امام جعفر بن امام محمد باقر سے انہوں نے اپنے آبا و اجداد
سے روایت کی کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ آپ "غدير خم"
میں تشریف فرماتے تھے لوگوں کو آواز دی اور وہ سب اکٹھے ہو گئے۔ پھر حضرت علی کا
ہاتھ پکڑ کر فرمایا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَيْهِ مَوْلَاهُ "جس کا میں مولا ہوں علی بھی
اس کا مولا ہے"۔ یہ کلام بہت مشہور ہوا اور دُور دُور تک پہنچ گیا۔ حارث بن نعمان
قُتَیْبی کہ جب یہ کلام پہنچا تو وہ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی خدمت

میں آیا۔ اونٹنی کو بٹھایا اور اتر کر کہنے لگا یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم فرمایا ہے کہ ہم اللہ کی وحدانیت اور آپ کو اللہ کا رسول مانے ہم نے یہ قبول کیا۔ آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم پانچ نمازیں پڑھیں۔ زکوٰۃ ادا کریں۔ اور رمضان کے روزے رکھیں، ہم نے یہ قبول کیا۔ آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم بیت اللہ کا حج کریں۔ ہم نے یہ بھی قبول کیا۔ پھر آپ اس پر راضی نہ ہوئے حتیٰ کہ آپ نے اپنے چچا زاد بھائی کے بازو اٹھائے اور اس کو ہم پر فضیلت دیتے ہوئے فرماتے ہیں ”مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَقَلْبِي مَوْلَاهُ“ آپ نے یہ اپنی طرف سے فرمایا ہے یا یہ بھی اللہ کا حکم ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا :

وَالَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ إِنَّ هَذَا مِنْ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ -

قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں یہ اللہ ہی کی طرف سے ہے
حارث بن نعمان فہری واپس اپنی سواری کی طرف آیا اور کہنے لگا۔ اے اللہ اگر یہ سچ ہے جو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کہا ہے تو :

فَأَمْطَرْنَا حَبَارَةً مِنَ السَّمَاءِ وَأَمْطْنَا بِعَذَابِ
الْيَمِّ - دھپر ہم پر آسماں سے پتھروں کی بارش برسا یا پھر ہم کو دردناک
عذاب میں مبتلا کر۔

ابھی وہ سواری تک پہنچنے نہ پایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی کھوپڑی پر پتھر مارا
جو اس کی دُبر سے نکل گیا اور اس بد بخت گستاخ کو ہلاک کر گیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ
آیت نازل فرمائی
(نور الابصار صفحہ ۷۸)

۹۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمْ
خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ط

(پارہ ۳۰ : سورۃ بقرہ آیت ۷۷)

ترجمہ: بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہی ساری مخلوق سے بہتر ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا جب یہ آیت نازل ہوئی تو سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حضرت علی سے فرمایا اے علی تو اور تیرے ساتھی قیامت کے دن خوشی خوشی میدانِ محشر میں آئیں گے۔
وَيَأْتِيْ اَعْدَاؤُكَ غَضَاصًا مُّقْمَحِيْنَ۔

جب کہ تیرے دشمن غضب ناک اور ذلیل و رسوا ہو کر پیش ہوں گے۔
(نور البصار صفحہ ۷۸)

۱۰۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا ارشاد ہے:

اَنْتُمْ وَلِيُّكُمْ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ
يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُوْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ

(پارہ ۶ سورۃ مائدہ آیت ۵۵)

ترجمہ: تمہارا مددگار صرف اللہ اور اس کا رسول (پاک) اور ایمان والے ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کی بارگاہ میں جھکنے والے ہیں۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیت کے ضمن میں یوں رقمطراز ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم علیہ السلام مسجد کی طرف تشریف لائے اس حال میں کہ لوگ رکوع و سجود میں تھے۔ آپ نے ایک سائل کو دیکھا تو فرمایا کیا کسی نے تجھے کوئی چیز دی ہے؟ اس نے عرض کیا جی ہاں! یہ چاندی کی انگوٹھی۔ آپ نے فرمایا کس نے دی ہے؟ اس نے عرض کیا وہ کھڑا ہونے والا اور حضرت علی کی طرف اشارہ کیا۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ کس حالت میں اس نے تجھے انگوٹھی دی، اس نے عرض کیا ہُوَ رَاكِعٌ وہ رکوع میں تھا۔ فَكَتَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَبِيُّ پَاك نے نعرۂ تکبیر بلند کیا ثُمَّ سَلَا

هَذِهِ الْآيَةُ اور پھر یہ آیت تلاوت کی۔

حضرت قاضی ثنائی شہ پانی پتی نے تفسیر مظہری میں طبرانی کے حوالے سے بروایت حضرت عمار بن یاسر تحریر فرمایا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب کے پاس ایک سائل آیا، حالانکہ آپ نفلی نماز میں رکوع کی حالت میں تھے۔

وَمَزَعَ خَاتِمَهُ وَاعْطَاهُ السَّائِلَ (تفسیر مظہری)

اور آپ نے اپنی انگوٹھی اتار دی اور سائل کو دے دی۔

”پس یہ آیت نازل ہوئی۔“

۱۱: الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ہ پارہ ۳ سورۃ بقرہ آیت ۲۷۴

ترجمہ: وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال رات میں اور دن میں چھپ کر اور علانیہ

تو ان کے لیے ان کا اجر ہے اپنے رب کے پاس نہ انہیں کچھ خوف ہے

اور نہ وہ غمگیں ہوں گے۔ WWW.NAFSEISLAM.COM

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر در مختور میں عبداللہ زقاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن عساکر نے عبد الوہاب بن مجاہد سے انہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے ابن عباس سے بیان کیا ہے کہ یہ آیت مبارکہ حضرت علی بن ابی طالب کے حق میں نازل ہوئی ہے (فرماتے ہیں)

كَانَتْ لَهُ أَرْبَعَةُ دَرَاهِمَ فَانْفَقَ بِاللَّيْلِ دِرْهَمًا وَبِالنَّهَارِ دِرْهَمًا وَسِرًّا دِرْهَمًا وَعَلَانِيَةً دِرْهَمًا

یعنی آپ (حضرت علی) کے پاس صرف چار درہم تھے۔ آپ نے ایک درہم رات کو ایک دن کو ایک خفیہ اور ایک علانیہ طور پر خرچ کیا۔

(تفسیر درمثور جلد اول صفحہ ۳۶۳، روح المعانی جزء ۳ صفحہ ۴۸، منطری
جلد اول صفحہ ۳۹۳، تفسیر خزائن العرفان)

مولیٰ علی رضی اللہ عنہ از روئے حدیث رسول

پیکرِ اجلال و عظمت، شیرِ یزداں، بادقار
لَا فَتَى إِلَّا عَلِيٌّ لَا سَيْفَ إِلَّا ذُو الْفِقَارِ (خضر)

اُمّہ حدیث نے اپنی گراں قدر تصانیف میں جگہ بجگہ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شانِ اقدس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے شمار احادیث اور فرامین نقل فرمائے ہیں۔ ہر وہ انسان جو فتنہ انکار حدیث کے زہریلے اثرات سے اپنے آپ کو بچانے میں کامیاب ہو جاتا ہے اور وہ محدثین کی دیانت و امانت پر بد اعتمادی کا شکار نہیں ہو جاتا اور حبیبِ کبریا، محمد مصطفیٰ علیہ افضل التَّحِيَّةِ وَالنَّشَاءِ کو ہادی و مرشد اور مخبرِ صادق تسلیم کرتا ہو اس کے لیے کوئی ایسی راہ کھلی نہیں رہ جاتی کہ وہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی جلالت و جہالت، عظمت و شرافت اور کرامت و ولایت کا انکار کر سکے۔ چنانچہ ملاحظہ فرمائیں اور ایمان کو تازہ کریں۔

۱۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهُوَ عَلِيٌّ مَوْلَاهُ (ترمذی شریف جلد دوم ص ۲۱۲،
ابن ماجہ شریف ص ۱۱، مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۵۶، نور الابصار صفحہ ۷۸، الشرف
المؤبد صفحہ ۱۱۱۔

ترجمہ:

کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی بھی مولا ہے۔

لفظ مولیٰ کے معانی | علماء کرام و محدثین عظام نے لفظ مولا کے کئی معنی بیان کیے ہیں اور کہا کہ مولا کا لفظ متعدد معنوں میں استعمال ہوتا ہے لہذا پہلے قرآنی آیات میں جہاں جہاں مولا کا لفظ آیا ہے اس کے معانی و مفہوم کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔

مددگار | ارشاد باری تعالیٰ ہے :

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكَافِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ (پارہ ۲۶ سورۃ محمد آیت ۱۱)

ترجمہ : یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا مددگار ہے اور کافروں کا کوئی مددگار نہیں۔

وارث | ارشاد خداوندی ہے :

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْاَقْرَبُونَ (پہ سورہ نساء آیت ۳۳)
اور ہر ایک کے لیے بنا دیے ہیں ہم نے وارث اس مال سے جو چھوڑ جائیں مال باپ اور قریبی رشتہ دار۔

عصبہ | اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

وَ اِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ دَرَآءِیْ - (پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۵)
ترجمہ : اور مجھے اپنے بعد اپنے (بے دین) رشتہ داروں کا ڈر ہے

دوست | خدا نے فرمایا :

وَيَوْمَ لَا يُغْنِیْ مَوْلٰی عَنْ مَوْلٰی شَيْئًا وَّلَا هُمْ یَنْصُرُوْنَہٗ
ترجمہ : جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ ان کی مدد ہوگی۔

معلوم ہوا کہ قرآن حمید کی رو سے لفظ مولا کبھی مددگار کبھی وارث کبھی عصبہ (باپ

کی طرف سے رشتہ دار) اور کبھی دوست کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

سنن ابن ماجہ شریف کے صفحہ نمبر ۱۲ کے حاشیہ پر مشکوٰۃ شریف کے صفحہ نمبر ۵۵۶ مطبوعہ دہلی کے حاشیہ پر مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۱۱ مکتبہ امدادیہ ملتان کے (صفحہ ۳۴۱ پر لفظ مولیٰ کے معانی یوں مرقوم ہیں۔ اَلْمَالِكُ "مالک" حکمرانی کرنیوالا اَلْسَيِّدُ "سروار" اَلْمُنْعَمُ انعام کرنے والا اَلْمُنْعَمُ عَلَيْهِ "انعام یافتہ" اَلْمُعْتِقُ "آزاد کرنے والا" اَلنَّاصِرُ "مددگار" اَلْمُحِبُّ "محبت کرنے والا" اَلتَّابِعُ "اتباع کرنے والا" اَلْجَارُ "پڑوسی" اَبْنُ الْعَمْرِ "چچا زاد بھائی" اَلْحَلِيفُ "وہ دوست جو اپنے دوست کے ساتھ وفا کرنے والا اور ہر آڑے وقت میں ساتھ دینے کی قسم اٹھائے" اَلْعَقِيْدُ "سپہ سالار رئیس قوم ضامن" اَلصِّهْرُ "داماد" اَلْعَبْدُ "غلام"

حضرت علامہ امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ ولی کے معنی یوں بیان فرماتے ہیں:

مَعْنَاهُ النَّاصِرُ لِأَنَّهُ مُشْتَرِكٌ بَيْنَ مَعَانٍ كَالْمُعْتِقِ وَالْعَتِيقِ وَالتَّصَرُّفِ فِي الْأَمْرِ وَالنَّاصِرِ وَالْمُحِبِّ وَهُوَ حَقِيقَةٌ فِي كُلِّ مِنْهَا۔ (صواعق محرقة ص ۴۳)

یعنی اس کے معنی مددگار کے ہیں کیوں کہ لفظ ولی مُعْتِقُ "آزاد کرنے والا" عَتِيقُ "آزاد" متصرف فی الامر خود مختار، با اختیار، ناصر "مددگار" محبوب "پیارا" کے معنوں میں مُشْتَرِك ہے اور حقیقت میں یہ سب اس کے معانی ہیں۔

علامہ سید علی بن سلیمان مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قُوَّةِ الْمُعْتَذِرِ عَلَى جَامِعِ التِّرْمِذِيِّ میں اس حدیث پاک "مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَيْ مَوْلَاهُ" کے تحت لکھا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے مراد مَوْلَى الْإِسْلَام (اسلام کا

مددگار) لیا ہے جیسا کہ اس آیت مبارکہ ”ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا
وَأَنَّ الْكَافِرِينَ لَا مَوْلَى لَهُمْ“ میں ہے۔ آپ فرماتے ہیں یا اس کا سبب
یہ ہے کہ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ کہا:
لَسْتُ مَوْلَا عِيٍّ إِنَّمَا مَوْلَا عِيٍّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ۔

یعنی اے علی! آپ میرے مولا نہیں میرے مولا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔
(تو اس پر) حضور نے فرمایا مَنْ كُنْتُ مَوْلَا هُ فَقَلْبِي مَوْلَا هُ۔ ”جس کا میں مولا
ہوں اس کے علی بھی مولا ہیں۔

۲۔ غزوہ تبوک کے موقع پر حضور علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیچھے
مدینہ شریف میں اپنا قائم مقام بنا کر چھوڑا تو حضرت علی نے سرکار کی بارگاہ میں عرض
کیا ”تَخَلَّفْنِي مَعَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ“ آپ مجھے بچوں اور عورتوں
میں چھوڑے جا رہے ہیں“ یہ سن کر حضور نے ارشاد فرمایا:
أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى
إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّةَ بَعْدِي۔ (ترمذی شریف، مسلم شریف، بخاری شریف)
ترجمہ: کیا آپ اس بات سے راضی نہیں کہ میرے نزدیک تمہارا وہ مقام
دو مرتبہ ہو جو حضرت ہارون کا موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھا مگر میرے
بعد نبوت نہیں۔

خیال رہے کہ یہ حدیث مقدسہ ایک مخصوص وقت کے لیے نیابت پر دلالت
کر رہی ہے اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ حضور علیہ السلام نے سفر تبوک سے واپسی
تک حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنا قائم مقام بنا کر مدینہ منورہ میں ٹھہرنے کا حکم فرمایا
لیکن بعض حضرات نہ جانے اس سے کیسے خلافت بلا فصل کا مفہوم اخذ کرنے کی کوشش

کرتے ہیں۔ اس طرح تو پھر لازم آئے گا کہ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس کے حقدار ٹھہریں کیوں کہ آپ کو بھی ایک مرتبہ آقا علیہ السلام نے مدینہ منورہ میں اپنا قائم مقام بنایا تھا۔

علامہ شیخ محمد حنفی اپنی مشہور ترین کتاب اتمام الوفاء فی سیرت
قائم مقام عمر رضی الخلفاء میں رقمطراز ہیں:

وَكثِيرًا مَا كَانَ عُمَرُ يَسْتَخْلِفُهُ عَلَى الْمَدِينَةِ
 إِذَا غَابَ عَنْهَا (اتمام الوفاء صفحہ ۲۱۰)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے جاتے تو اکثر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا قائم مقام بنا کر جایا کرتے تھے۔

خیال رہے کہ مولا علیؑ کا نیا بت عمر قبول کر لینا اور پھر ان کی واپسی تک امور خلافت انجام دینا اس بات کی بین دلیل ہے کہ آپؐ حضرت عمر کو خلیفہ برحق تسلیم کرتے تھے
 ۳۔ علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے صواعق محرقہ میں حاکم کے حوالے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ان الفاظ میں روایت کی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ وَعَلِيٌّ سَيِّدُ الْعَرَبِ (صواعق محرقہ ص ۷۲)

ترجمہ: میں اولادِ آدم علیہ السلام کا سردار ہوں اور علیؑ عربوں کا سردار ہے

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شارح مسلم شریف نے شیخ الاسلام
سید کے معانی ہروی (عبد اللہ بن محمد بن علی) کے حوالے سے سید کے

معانی بول بیان کیے ہیں:

السَّيِّدُ هُوَ الَّذِي يَهْوِقُ قَوْمَهُ فِي الْخَيْرِ

سید اسے کہتے ہیں جو بھلائی میں اپنی قوم پر فوقیت رکھتا ہو

(وَقَالَ غَيْرُهُ)

وَالَّذِي يُفْزَعُ إِلَيْهِ فِي السَّوَابِ وَالشَّدَائِدِ فَيَقُومُ
بِأُمُورِهِمْ وَيَتَحَمَّلُ عَنْهُمْ مَكَارِهِهُمْ وَيَدْفَعُهَا

عَنْهُمْ (مسلم شریف جلد ثانی کتاب الفضائل باب تفضیل نبیاً صلی اللہ

علیہ وسلم علی جمیع الخلائق)

ترجمہ: (اور سید وہ ہے) مصائب و شدائد میں جس کے پاس فریاد کی جائے

اور وہ ان کے تمام معاملات کا ذمہ دار ہو اور ان کی تکلیف کو خود برداشت

کرے اور اپنی قوم کو تکلیف سے بچائے۔

۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا ایک

کو دوسرے کا بھائی بنایا۔ تو حضرت علی حضور علیہ السلام کی جناب میں اس

حال میں حاضر ہوئے کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ عرض کیا

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی

چارہ قائم فرمایا لیکن مجھے کس کا بھائی بنایا۔ تو جواباً حضور نے ارشاد فرمایا

أَنْتَ أَخِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ (ترمذی شریف جلد ثانی صفحہ ۲۱۲ باب مناقب علی)

ترجمہ: اے علی تو میرا دنیا اور آخرت میں بھائی ہے۔

دارِ حکمت

۵۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا (جامع ترمذی شریف جلد ثانی صفحہ ۲۱۲)

ترجمہ: میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔

حکمت کے معانی

حکمت، دانائی، عدل، علم، حلم اور فلسفہ کو کہتے ہیں۔ علامہ امام غلام الدین بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی تفسیر میں یوں رقمطراز ہیں۔

هِيَ الْإِصَابَةُ فِي الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ - گفتار و کردار کی درستگی کو (حکمت) کہا جاتا ہے اور جس کے قول و فعل میں تضاد پایا جائے وہ حکیم نہیں۔
هِيَ الَّتِي تَرُدُّ عَنِ الْجَهْلِ وَالْخَطَا - جو جہالت اور خطا سے دور کرے
الْحِكْمَةُ مَعْرِفَةُ الْأَشْيَاءِ بِحَقَائِقِهَا -

حکمت اشیاء کی حقیقتیں جاننے کا نام ہے۔ (تفسیر خازن جلد اول صفحہ ۷۴)

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ حکمت کے معانی تفسیر روح المعانی میں یوں بیان فرماتے

ہیں:

وَضَعُ الْأَشْيَاءَ مَوَاضِعَهَا - ہر چیز کو اپنے محل اور موقع پر رکھنا،
مَا يُزِيلُ مِنَ الْقُلُوبِ وَهَجَ حُبِّ الدُّنْيَا - جو دنیا کی آتشِ محبت کو دل
سے نکال دے۔ اَلْفِئَةُ فِي الدِّينِ (دین کی فقاہت) کو بھی حکمت کہا جاتا ہے

(روح المعانی ج ۱ ص ۳۸۷)

لفظ حکمت کی لغوی تحقیق کے بعد مندرجہ بالا حدیث مقدسہ کہ :

میں حکمت کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں، پر غور کرنے سے جو چیز مانے
آتی ہے وہ یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے اپنی تولی، فعلی اور تقریری سنن کی رو سے
قرآن حکیم کی جتنی تفسیر بیان کی ہے اس تک رسائی حاصل کرنی ہو تو سیدنا علی کرم اللہ
وجہہ کا وسیلہ ضروری ہوگا۔ اگر کوئی شخص قلبی اور ذہنی طور پر جناب علی رضی اللہ عنہ سے
اپنے آپ کو دور رکھے گا تو پھر وہ فلسفہ و دانائی، علم و حلم، معرفت، دینی فقاہت
اور حقائق سے ہمیشہ کے لیے دور رہے گا اور اسے آتشِ حُبِ دنیا جلا کر رکھ

بنادے گی۔ بغض و عناد اور جہالت کی دلدل میں دھنستا چلا جائے گا۔

میرے چین میں الہی وہ انقلاب آئے
کہ پھول پھول سے خوشبوئے بوڑا ب آئے

باب مدینۃ العلم

۴۔ علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے صواعقِ محرقہ میں ہزار

طبرانی، ترمذی، عقیلی، ابن عدی کے حوالے سے لکھا ہے

کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا فِي عِلْمِ كَاش

شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ ایک اور روایت میں ہے فَمَنْ ارَادَ

الْعِلْمَ فَلْيَأْتِ الْبَابَ۔ جو علم حاصل کرنا چاہتا ہو وہ دروازے کے پاس

آئے۔ ابن عدی کی ایک دوسری روایت میں ہے۔ عَلِيٌّ بَابُ عِلْمِي۔ علی

(صواعقِ محرقہ ص ۱۲۲)

میرے علم کا دروازہ ہے۔

ذاتِ اودر دروازہ شہرِ علوم زیرِ فرمانش حجاز و چین و روم (علامہ اقبال)

آپ کی ذاتِ علموں کے شہر کا دروازہ ہے حجاز و چین اور روم آپ کے فرمان

کے تحت ہیں۔

مولائے کائنات سیدنا امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت

پیش کرتے ہوئے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ یوں رقمطراز ہیں۔

چوں تو بابے آلِ مدینۃ علم را چوں شعلے آفتابِ علم را

ترجمہ: جب آپ شہرِ علم (نبی کریمؐ) کے دروازے میں اور جب آپ آفتابِ علم (رسولِ

کریمؐ) کی شعاع میں تو۔

باز باش اے بابِ برجیائے باب ستارہ ساز تو قشورِ اندر لباب

اے دروازے طالبِ دروازہ پر کھلا رہ تاکہ آپ کی بدولت پوستِ درجہ

مغز کو پہنچ جائے۔

۷۔ حضرت سہل بن سعد فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ لعاب رسول اور چشم علیؑ نے جنگ خیبر کے روز فرمایا کہ میں کل جھنڈا اس شخص کو دوں گا۔ يَفْتَحُ اللَّهُ عَلٰی يَدَيْهِ۔ جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح دے گا۔ يَحْيٰى اللَّهُ وَرَسُوْلُهُ وَيُحْيِيَهُ اللَّهُ وَرَسُوْلُهُ۔ (وہ شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ محبت کرتا ہے۔ اور اللہ اور اس کا رسول بھی اس کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔)

چنانچہ رات بھر صحابہ کرام اس موضوع پر گفتگو کرتے رہے کہ یہ جھنڈا کس کو ملتا ہے جب صبح ہوئی تو تمام صحابہ حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور ان میں سے ہر ایک کی یہ خواہش تھی کہ یہ جھنڈا مجھے مل جائے۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا۔ اَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ۔ کہ علی بن ابی طالب کہاں ہیں صحابہ نے عرض کیا يَا رَسُولَ اللَّهِ يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ۔ یا رسول اللہ ان کی آنکھوں میں تکلیف ہے آپ نے فرمایا انہیں بلا لاؤ جب وہ حاضر ہوئے تو سرکار نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دھن لگایا اور ان کے لیے دعا فرمائی اور وہ بالکل تندرست ہو گئے گویا کہ انہیں کوئی تکلیف ہی نہ تھی پھر آپ نے انہیں جھنڈا عطا فرمایا (مسلم شریف جلد ثانی ص ۳۷۹ سعید کمپنی کراچی)

۸

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے چار شخصوں سے محبت رکھنے کا حکم فرمایا ہے اور یہ خبر بھی کہ میں ان چاروں سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا یا رسول اللہ ان چاروں کے نام بھی ہمیں ارشاد فرمائے قَالَ عَلِيٌّ مِنْهُمْ اُنْ مِنْ سِمْسَمَةَ مِنْهُمْ عَلِيٌّ اُنْ مِنْ سِمْسَمَةَ مِنْهُمْ عَلِيٌّ اُنْ مِنْ سِمْسَمَةَ مِنْهُمْ عَلِيٌّ (فرمایا) ”ان کے علاوہ“ ابوذر، مقداد اور سلمان رضی اللہ عنہم ہیں نیز فرمایا وَاَمْرِي بِحَبِيبِهِ اللّٰهُ تَعَالٰی نے مجھے ان سے محبت کرنے کا حکم فرمایا (ترمذی جلد ثانی ص ۳۷۹)

حضرت جمیع بن عمیر النخعی سے روایت ہے کہ میں اپنی بھوپھی کے ساتھ ام المومنین عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت عائشہ سے کسی نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کون زیادہ محبوب تھا؟ انہوں نے فرمایا فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا پھر پوچھا گیا کہ مردوں میں کون؟ انہوں نے فرمایا ”ذُو جُہَا“ ان کے شوہر حضرت علی (اور فرمایا) اِنْ كَانَ مَا عَلِمْتُ صَوَآءًا قَوَّامًا جہاں تک میں جانتی ہوں بلاشبہ وہ بہت ہی زیادہ روزے رکھنے والے اور راتوں کو قیام کرنے والے تھے۔ (ترمذی جلد ثانی صفحہ ۲۲۶)

ابو بکر علی اور بنار نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ اَذَى عَلَيَّ فَتَدَّ اَذَانِيْ جس نے علی کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی۔

طبرانی نے حضرت ام سلمہؓ سے بسند حسن بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ اَحَبَّ عَلِيًّا فَتَدَّ اَحْبَبَنِيْ وَمَنْ اَحْبَبَنِيْ فَتَدَّ اَحَبَّ اللّٰهَ وَمَنْ اَبْغَضَ عَلِيًّا فَتَدَّ اَبْغَضَنِيْ وَمَنْ اَبْغَضَنِيْ فَتَدَّ اَبْغَضَ اللّٰهَ۔ (مشکوٰۃ شریف صواعق محرقة ص ۱۲۳)

ترجمہ: جس نے علی سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی، جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی۔ جس نے علی سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے اللہ سے بغض رکھا۔

حضرت ام سلمہؓ (ام المؤمنین) ارشاد فرماتی ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہوئے سنا مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّيْنِي کہ جس نے حضرت علی کو برا کہا اس نے مجھے برا کہا۔ (صواعق محرقة ص ۱۲۳)

وہ لوگ جو حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کو خلفائے راشدین کی فہرست سے خارج کرنے کی سر توڑ کوشش میں مصروف ہیں اور آپ کو اہل بیت رسول سے نکالنے کی بے سود تگ و دو میں اپنی تمام تر صلاحیتوں کو ضائع کر رہے ہیں وہ ان احادیث پر بار بار غور کریں اور پھر اپنے طرز عمل کا جائزہ لیں اور اپنی ان مذموم کوششوں پر بھی نظر رکھیں کہ کہیں ان کی یہ سنی لا حاصل اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پاک اور حضرت علی مرتضیٰ کی اذیت کا باعث تو نہیں بن رہی

بزار، ابویعلیٰ اور حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مجھے رسول کریم علیہ السلام نے بلایا اور فرمایا اِنَّ فِيْكَ مَثَلًا مِّنْ عِيسٰی۔ کہ تجھ میں عیسیٰ علیہ السلام کی ایک مثال ہے کہ یہو نے آپ سے یہاں تک بغض رکھا کہ آپ کی والدہ پر بہتان باندھا اور نصاریٰ نے یہاں تک محبت کی کہ آپ کو وہ مقام دیا (خدا اور خدا کا بیٹا کہنا شروع کر دیا) جو آپ کو حاصل نہ تھا۔ پھر حضرت علی نے فرمایا: اَلَا وَ اِنَّهُ يَمُهِدُكَ فِيْ اِثْنَانِ خبردار میرے بارے میں دو آدمی ہلاک ہو جائیں گے مُحِبُّ مُفْرِطٍ يُقْرِطُنِيْ بِمَا لَيْسَ فِيَّ ایک حد سے بڑھا ہوا محب جو میری تقریظ و تعریف میں وہ بات کہتا ہے جو مجھ میں نہیں، وَ مُبْغِضٌ يَّحْصِلُهُ سَنَانِيْ عَلٰی اَنْ يُبَيِّتَنِيْ دوسرا وہ بغض رکھنے والا جس کو میری دشمنی، مجھ پر بہتان لگانے پر آمادہ کر دیتی ہے (صواعق محرقة ص ۱۳۳)

اس حدیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہو گئی کہ اس دور کے خوارج و روافض اور یہود و نصاریٰ کے عقائد و نظریات اور عادات و اطوار میں کافی حد تک مشابہت پائی جاتی ہے۔

۱۲۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول منافق کی پہچان کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: **أَنَّكَ لَا يُحِبُّنِي إِلَّا الْمُؤْمِنُ وَلَا يُبْغِضُنِي إِلَّا مُنَافِقٌ** کہ مجھ سے سوائے مومن کے کوئی محبت نہ کرے گا اور سوائے منافق کے کوئی بغض نہ رکھے گا۔ (ابن ماجہ شریف ص ۱۳)

۱۵

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔
إِنْ كُنَّا لَنَعْرِفُ الْمُنَافِقِينَ نَحْنُ مَعْشَرُ الْأَنْصَارِ يُبْغِضُهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ (ترمذی شریف جلد ثانی صفحہ ۲۱۳)
 ترجمہ: کہ ہم منافقین کو ان کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بغض رکھنے کی بنا پر پہچانتے تھے۔

۱۶

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام فرمایا کرتے تھے۔ **لَا يُحِبُّ عَلِيًّا مُنَافِقٌ وَلَا يُبْغِضُهُ مُؤْمِنٌ**۔

(ترمذی شریف جلد ثانی ص ۲۱۳)

ترجمہ: کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کوئی منافق محبت نہیں رکھتا اور ان سے کوئی مومن بغض نہیں رکھتا۔

ان احادیث سے یہ امر روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ محبت علیؑ سرمایہ ایمان اور بغض علیؑ منیست کی علامت ہے۔

۱۷۔ ابن عدی نے حضرت علیؑ سے بیان کیا ہے کہ حضور

مومنوں کا بادشاہ

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

عَلِيٌّ يَعْصُوْبُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَالُ يَعْصُوْبُ الْمُنَافِقِيْنَ (صواعقِ محرقة ص ۱۲۵)

ترجمہ: کہ علی مومنوں کا بادشاہ ہے اور مال منافقوں کا بادشاہ ہے۔

۱۸

حُثَيْشِيُّ بْنُ جُنَادَةَ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

عَلِيٌّ مَتِّئِيٌّ وَأَنَا مِنْ عِلِّيٍّ وَلَا يُؤَدِّي عَتِيٌّ إِلَّا أَنَا أَوْ عَلِيٌّ (ترمذی)

جلد ۲ ص ۲۱۳)

ترجمہ: علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ میری طرف سے ادا میں ہی کر سکتا

ہوں یا علی کر سکتا ہے۔

عرب میں یہ دستور تھا کہ فریقین کے درمیان جب کوئی معاہدہ ہوتا تو اس کو پورا

کرنے کا اعلان معاہدہ کرنے والا یا پھر اس کا کوئی قریبی رشتہ دار کرتا کسی اور کے

اعلان کو تسلیم نہ کیا جاتا اسی لیے جب سیدنا صدیق اکبر کو امیر حج بنا کر بھیجا گیا تو آپ کے

پیچھے حضرت علی کو سورہ توبہ سنانے کے لیے روانہ فرمایا۔

۱۹

حضرت عمران بن حصین سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا :

إِنَّ عَلِيًّا مَتِّئِيٌّ وَأَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِيٌّ كُلِّ مُؤْمِنٍ

(مشکوٰۃ شریف باب مناقب علی بن ابی طالب فصل ثانی)

ترجمہ: علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں اور وہ ہر مومن کے ولی ہیں۔

۲۰۔ حضرت ابوسعیدؓ سے روایت

سوائے میرے اور تمہارے

ہے کہ رسول کریم علیہ السلام نے حضرت علی

سے فرمایا **يَا عَلِيُّ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يُجْنِبَ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ غَيْرِي وَغَيْرَكَ**۔ اے علی میرے اور تمہارے سوا کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ اس مسجد میں جنبی (حالت میں داخل) ہو۔

علی بن منذر کہتے ہیں کہ میں نے ضرار بن صرڈ سے پوچھا کہ اس حدیث کا کیا مطلب ہے؟ تو انہوں نے کہا (حضور علیہ السلام کے اس ارشاد کا) مطلب یہ ہے کہ (اے علی) میرے اور تمہارے سوا کسی کے لیے حلال نہیں کہ وہ حالت جنابت میں مسجد سے گزرے۔
(ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۱۴)



طبرانی نے جنابہ اُم سلمہؓ کے حوالے سے الاوسط میں
قرآن اور علیؑ ۲۱ بیان کیا ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ

والنسلیم نے ارشاد فرمایا:

عَلَى مَعَ الْقُرْآنِ وَالْقُرْآنُ مَعَ عَلِيٍّ لَا يَفْتَرِقَانِ حَتَّى يَرِدَا عَلَى
 الْحَوْضِ۔ (صواعق محرقة ص ۱۲۲۔ رسالۃ الصّبّان ص ۱۵۹)

(ترجمہ) کہ علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے اور یہ حوض کوثر تک ایک
 دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے۔

علامہ شیخ محمد بن علی صّبّان رحمۃ اللہ علیہ ابن سعد کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں
 کہ حضرت علی نے فرمایا خدا کی قسم قرآن پاک میں کوئی ایک بھی ایسی آیت نازل نہیں ہوئی
 جس کو میں نہ جانتا ہوں کہ وہ کیوں کہاں اور کس لئے نازل ہوئی اِنَّ رَبِّيْ وَهَبَ لِيْ
 قَلْبًا عَقُوْلًا وَّلَا اَدْرِى سَانًا تَا طِغًا۔ بے شک میرے رب نے مجھے قلب عقول (بات
 کو محفوظ کر لینے والا دل) اور زبان ناطق عطا فرمائی ہے۔

نیز فرمایا: سَلُوْنِيْ عَنْ كِتَابِ اللّٰهِ۔ مجھ سے کتاب اللہ کے بارے میں پوچھو۔ کیونکہ قرآن
 پاک میں کوئی ایک بھی ایسی نہیں جس کو میں نہ جانتا ہوں کہ وہ رات کو نازل ہوئی ہے
 یا دن کو راستے میں نازل ہوئی یا کسی پہاڑ پر۔

(رسالۃ الصّبّان ص ۱۶۲)

عقل فکر تخیلاں ساریاں توں شانناں اُچیاں علی دیشان دیاں
مولا علی دی شان دے بیج آئیاں کئی سوانتاں پاک قرآن دیاں

طبرانی اور حاکم نے بآئند حسن ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ
زیارت علیؑ ۲۲ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلنَّظَرُ اِلٰی عَلِيٍّ عِبَادَةٌ۔

(صواعق محرقة ص ۱۳۳ . نور الابصار ص ۵۰ . رسالة الصبان ص ۵۴)

(ترجمہ) : علیؑ کی طرف دیکھنا عبادت ہے ۔

۲۳ دارقطنی نے ”الافراد“ میں ابن عباسؓ سے بیان کیا ہے آقا علیہ السلام نے فرمایا عَلِيُّ بَابُ حِطَّةٍ مَنْ دَخَلَ مِنْهُ كَانَ مُؤْمِنًا وَمَنْ خَرَجَ مِنْهُ كَانَ كَافِرًا . (صواعق محرقة ص ۱۲۵)

ترجمہ : علی (گناہوں کی) بخشش کا دروازہ ہے جو اس دروازے سے داخل ہوگا وہ مؤمن ہوگا اور جو اس سے نکل جائے گا وہ کافر ہوگا ۔

۲۴ کوکبِ جنت بیہقی اور ذیلیمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عَلِيُّ يُزْهَوُ فِي الْجَنَّةِ كَتَوَكَّبِ الصُّبْحِ لِأَهْلِ الدُّنْيَا . (صواعق محرقة ص ۱۲۵)

(ترجمہ) : علی جنت میں اس چمکے گا جیسے اہل دنیا کے لیے صبح کا ستارہ چمکتا ہے ۔
۲۵ طبرانی نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَمَرَنِي أَنْ أُزَوِّجَ فَاطِمَةَ مِنْ عَلِيٍّ . (الصواعق المحرقة ص ۱۲۲)

(ترجمہ) : کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ کو علی کی زوجیت میں دے دوں ۔
۲۶ طبرانی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اور خطیب نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی ذریت (اولاد) کو اس کی صلب میں رکھا ہے ۔

وَجَعَلَ ذُرِّيَّتِي فِي صُلْبِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ . (صواعق محرقة ص ۱۲۲)

(ترجمہ) : اور میری ذریت کو علی بن ابی طالب کی صلب میں رکھا ۔

۲۷ محبت علیؑ ایمان ہے علامہ سید شبلی رحمتہ اللہ علیہ نور الابصار میں کتاب لآل

کے حوالے سے رقمطراز ہیں کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم علیہ السلام نے فرمایا حُبُّكَ اِيْمَانٌ وَ بُغْضُكَ نِفَاقٌ وَ اَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ حُبُّكَ وَ اَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ النَّارَ مُبْغِضُكَ۔ (نورالابصار ص ۸)

(ترجمہ): (اے علی) تمہارے ساتھ محبت رکھنا ایمان ہے اور تمہارے ساتھ بغض رکھنا منافقت ہے۔ سب سے پہلے تمہارے محبت جنت میں داخل ہوں گے اور تمہارے ساتھ بغض رکھنے والے سب سے پہلے دوزخ میں داخل ہوں گے۔

۲۸ **علی کا دشمن نبی کا دشمن** حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ سید عالم نے حضرت علیؓ کو دیکھ کر ارشاد فرمایا

اَنْتَ سَيِّدُ فِي الدُّنْيَا وَ سَيِّدُ فِي الْاٰخِرَةِ مَنْ اَحَبَّكَ فَقَدْ اَحَبَّنِي وَ مَنْ اَبْغَضَكَ فَقَدْ اَبْغَضَنِي۔ (نورالابصار ص ۸)

(ترجمہ): (اے علی) تم دنیا و آخرت کے سردار ہو جو تم سے محبت کرے گا وہ میرا محبت ہوگا اور جو تمہارے ساتھ بغض رکھے گا وہ میرا دشمن ہوگا۔ خیال رہے کہ وہ شخص بہت بڑا بد بخت اور قابل مذمت ہے جو بغض علیؓ کے ایسے مرض میں مبتلا ہے جو دلوں کو تاریک اور دین اسلام سے دور کر دینے کا سبب بنتا ہے۔ ان احادیث کی رو سے دشمن علیؓ کو دشمن رسول اور خدا کا باغی ہی تصور کیا جائے گا۔ جو ایسے عقائد و نظریات کا حامل ہے جو آقا علیہ السلام کی نظر میں ناپسندیدہ ہیں۔ اور محبت رسولؐ وہی ہے جو محبت علیؓ ہو۔ علیؓ کی محبت جزو ایمان اور باعث ايقان و اطمینان ہے اور اس حقیقت کو علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ نے یوں بیان کیا۔

مُسْلِمِ اَوَّلِ شَبِّهِ مُرْدَانِ عَلِيٍّ • بِعِشْقٍ رَا سِرْمَايَةَ اِيْمَانِ عَلِيٍّ

ترجمہ: مسلم اول اور تمام مردوں کے بادشاہ علیؓ ہیں اور عشق کے لیے سرمایہ ایمان علیؓ ہیں

از دلائل دودمانش زندہ ام ۛ درجہاں مثل گہر تابندہ ام

ترجمہ: میں اُن کے خاندان کی محبت سے زندہ ہوں اور جہاں میں موتی کی طرح چمکتا ہوں۔

حاکم و از مہر ادا سینہ ام ۛ مے توں ویدن نوادر سینہ ام

میں ہوں تو خاک مگر آپ کی محبت سے آئینہ بن گیا میرے سینہ میں آواز کو دیکھ سکتے ہیں!

شیر حق ایں خاک را تسخیر کرد ۛ ایں گل تار یک را اکسیر کرد

اللہ کے شیر نے اس خاک کو مسخر کر لیا اور اس تار یک مٹی کو اکسیر بنا دیا

۲۹ **محبوب رب** حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چڑیا تھی (یعنی ایک

افساری عورت نے بھنی ہوئی چڑیا، بیڑیا کوئی اور پرندہ حضور کی خدمت بطور ہدیہ پیش کیا) تو آپ نے فرمایا: اَللّٰهُمَّ اسْتَنْبِ بِاِحْتِ خَلْقِكَ اِلَيْكَ يَا كُلُّ مَعِيَ هَذَا اَلْطَيْرِ۔ اے اللہ میرے پاس ایسے شخص کو لا جو ساری مخلوق سے تجھے پسند ہو کہ (وہ) میرے ساتھ یہ چڑیا کھائے۔ فَجَاءَكَ عَلِيٌّ فَاَكَلَ مَعَهُ۔ حضرت علی آپ کے پاس آئے تو آپ کے ساتھ (بھنی ہوئی چڑیا) تناول فرمائی۔

(جامع ترمذی شریف جلد ثانی ص ۲۱۳)

۳۰ **سرگوشی** حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (فتح) طائف کے دن حضرت علی کو بلایا (اور

اُن کے کان میں) سرگوشی فرمائی تو لوگوں نے کہا کہ حضور علیہ السلام کی اپنے چچا زاد کے ساتھ سرگوشی بہت دراز ہو گئی۔ (لوگوں کی اس بات پر) حضور علیہ السلام نے فرمایا مَا اَنْتُمْ بِتَجِئْتُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ اَنْتُمْ جَاءَ۔ (ترمذی شریف ص ۲۱۴)

ترجمہ: کہ اُن سے میں نے سرگوشی نہیں کی بلکہ اللہ نے سرگوشی کی۔

یعنی لوگوں کے تعجب پر حضور نے یہ ارشاد فرمایا جبکہ مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ یہ گفتگو جو سرگوشی

کے انداز میں ہوئی منشاء خداوندی کے مطابق ہوئی

سیدنا امیر المؤمنین مولا علی رضی اللہ عنہ کے کارناموں اور شجاعت و بہادری
شجاعت علی کے واقعات سے کتب تاریخ بھری پڑی ہیں یہاں نہایت اختصار

کے ساتھ بیان ہوگا: علامہ سید مومن شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم امام غزالی کے حوالے
 سے بیان کیا ہے کہ شب ہجرت حضرت علی نے جناب رسول کریم کے بستر پر رات بسر کی
 تو اللہ تعالیٰ نے جبریل و میکائیل علیہما السلام کو وحی فرمائی کہ میں نے تم دونوں کو ایک
 دوسرے کا بھائی بنایا ہے اور ایک کی عمر دوسرے کی عمر سے لمبی کی ہے۔ تم دونوں میں سے
 کون ہے جو اپنے ساتھی کو اپنی عمر دے؟ دونوں نے اپنی اپنی زندگی کو پسند کیا۔ اللہ تعالیٰ
 نے اُن کو وحی فرمائی کیا تم علی جیسے نہیں ہو سکتے؟ میں نے اس کو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 کو بھائی بھائی بنایا۔ علی نے اپنی زندگی پر رسول کریم کی زندگی کو پسند کیا اور اُن کے بستر
 پر سو گیا۔ جاؤ زمین پر اُترو اور "فَاَحْفَظَاہُ مِنْ عَدُوٍّ وَ" علی کی دشمنوں سے حفاظت
 کرو۔ "فَكَانَ جِبْرِيلُ عِنْدَ رَأْسِهِ وَمِيكائيلُ عِنْدَ رِجْلَيْهِ" جبریل مولا علی کے
 سر کی طرف اور میکائیل پاؤں کی طرف ساری رات کھڑے رہے اور یہ پکارتے رہے۔
 اے علی بن ابی طالب آپ جیسے بہادر کو دیکھ کر بہت خوشی ہوتی ہے کہ "يَا هِيَ اللَّهُ
 بِكَ الْمَلَائِكَةُ" آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ فرشتوں پر فخر کر رہا ہے۔ اس وقت یہ
 آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ ط

ترجمہ: اور لوگوں میں سے وہ بھی ہے جو بیچ ڈالتا ہے اپنی جان (عزیز) بھی اللہ کی
 خوشنودیاں حاصل کرنے کے لیے۔
 (نور الابصار ص ۸۸)

• غزوہ بدر میں ستر "مشرکین" قتل ہوئے۔ اُن میں سے اکیس "مشرکوں" کو حضرت علی
 نے قتل کیا۔ جنگ اُحد میں آپ نے کفار و مشرکین کے نامور جنگجو پہلوانوں کو قتل کیا

جن میں طلحہ بن ابی طلحہ - عبداللہ بن جمیل - ابوالحکم بن اخیلس - سباع بن عبدالعزیز -
اور ابو اُمیہ بن مغیرہ سرفہرست ہیں۔

○ امیر المؤمنین مولا علی کا اپنا ارشاد ہے کہ مجھے غزوہ اُحد میں تلوار کے سترہ زخم
آئے۔ فرماتے ہیں کہ میں چوتھے زخم میں گر گیا تو ایک خوبصورت خوشبودار شخص میرے
پاس آیا اور مجھے بازو سے پکڑ کر کھڑا کر دیا اور کہا کہ کافروں کا مقابلہ کرو۔ تم اللہ و
رسول کی اطاعت میں ہو اور وہ دونوں تم سے راضی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں
نے یہ واقعہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا **يَا عَلِيُّ أَقَرَّ اللَّهُ
عَيْنَيْكَ ذَاكَ جَبْرِئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ**۔ (نور الابصار ص ۸۶)

ترجمہ: اے علی! اللہ تعالیٰ تیری آنکھوں کو ٹھنڈا رکھے وہ شخص جبریل علیہ السلام تھا۔
○ غزوہ خندق میں دنیا کے مانے ہوئے طاقتور، تجربہ کار، جنگ آزمودہ مرد بن
عبدود اور اس کے دیو قامت بیٹے حنبل کو قتل کر کے کفار و مشرکین کا غرور خاک میں
ملا دیا۔ امام المحققین علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوة تشریف
میں وہ حدیث نقل کی ہے جس میں حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے **لَمُبَارَزَةٌ عَلِيٍّ
بْنِ أَبِي طَالِبٍ يَوْمَ الْخَنْدَقِ أَفْضَلُ مِنْ أَعْمَالِ أُمَّتِي إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ**۔
ترجمہ: حضرت علی کا یوم خندق مقابلہ کرنا قیامت تک کی میری امت کے اعمال
سے افضل ہے۔

○ جنگ صفین میں فخر آق، کریم بن صباح، غزوہ، احر، حرث اور ان جیسے
کئی شہ زوروں کو تہ تیغ کر دیا۔ سیدہ الطہریر میں پانچ سو تیس (۵۲۳) بہادر
کو پیوند خاک کیا۔

○ غزوہ خیبر میں سیدنا امیر المؤمنین کے مقابلے میں مرحب آیا جو خیبر والوں میں
بہت بڑا بہادر جنگجو شخص تھا۔ اس روز وہ دُور میں پہن کر۔ دو تلواریں حمل کر کے

دو عمامے باندھ کر اور عماموں کے اوپر خود رکھ کر رجز کہتا ہوا میدان میں آیا۔
 جانتا ہے مجھ کو خیر مرحب خیر ہوں میں ۛ ہوں سلاح آزمودہ کار اور بے ڈر ہوں میں
 آ کے میدان میں حریفوں کو جھکا دیتا ہوں میں ۛ جس گھڑی اس تیغ دھالے کو ہلا دیتا ہوں میں
 سیدنا امیر المؤمنین شیر خدا رضی اللہ عنہ اس کے مقابلہ میں رجز پڑھتے ہوئے آگے
 بڑھے جس کا ترجمہ و مفہوم یوں ہے :۔

ماں نے رکھا نام میرا حیدر کتر ہے

اے یہودی آج اس میدان میں تیری ہار ہے

غور سے سن آج اے مرحب مٹا دوں گا تجھے

آج اپنی تیغ کے جوہر دکھا دوں گا تجھے

مرحب بڑے کتر و فر کے ساتھ آیا مگر آپ نے پہلے ہی حملے میں ایسی ضرب

لگائی کہ اس کی بیخ کی آواز شکر تک کو سنائی دی۔

○ حضرت عاصم بن صمڑہ سے روایت ہے (جس کو ابن ابی شیبہ نے بھی بیان

کیا ہے) کہ امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک تقریر کے دوران میں فرمایا

کہ نبی الانبیاء علیہ السلام جب والد بزرگوار کو کسی سہریہ (جہاد) میں روانہ فرماتے "کَانَ

جَبْرِیْلُ عَنْ یَمَیْنِهِ وَ مِیْکَائِیْلُ عَنْ یَسَارِهِ" تو آپ کی داہنی طرف جبریل امین اور

اور بائیں جانب میکائیل علیہ السلام ہوتے تھے اور آپ اس جنگ کو جیت کر واپس آجاتے

تھے۔

(کرامات صحابہ ص ۴۳ بحوالہ کنز العمال)

○ احمد اور ابو یعلیٰ نے بسند صحیح حضرت سیدنا علی سے بیان کیا ہے کہ جب

سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور میری آنکھوں میں خیر

کے روز جھنڈا عطا فرماتے ہوئے لعاب دہن لگایا ہے

مَا رَمَدَتْ وَلَا صُرِعَتْ (صواعق محرقة ص ۱۲) نہ میں آشوبِ حشم میں مبتلا ہوا اور نہ مجھے

کوئی پچھاڑ سکا۔

عفو و درگزر:

حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی شریف میں
 مولا علی کرم اللہ وجہہ اور ایک کافر (جو بعد میں مسلمان ہو گیا) کا واقعہ
 بیان فرمایا ہے کہ مولا علی نے ایک جنگ میں ایک کافر کو زیر کرنے کے بعد چاہا کہ اس کی
 گردن اڑا دوں۔ قبل اس کے کہ آپ اس کی گردن اڑا دیتے اس نے آپ کے منہ پر
 ہتھوک دیا۔

از خدّ انداخت بر روئے علی ✽ افتخار ہر نبی و ہر ولی !
 ترجمہ: اس نے حضرت علی کے منہ پر ہتھوک دیا (وہ علی) جس پر ہر نبی اور ہر ولی کو فخر ہے
 در زماں انداخت شمشیر آں علی ✽ کرد او اندر عنایتش کاہلی
 یعنی آپ نے فی الفور تلوار ہاتھ سے ڈال دی اور اس کے ساتھ مقابلے سے دستبردار ہو گئے !!
 مطلب یہ کہ جب اُسے سینا علی پاک کے چہرہ پاک پر ہتھوکا تو گویا آپ نے اپنی تلوار نیام میں ڈالی
 اور اس کے ساتھ لڑنے کا ارادہ ترک فرمایا۔ مولا علی کے اس بے موقع معاف فرمانے اور
 رحم کرنے سے وہ کافر حیران و ششدر رہ گیا اور عرض کرنے لگا کہ آپ نے مجھ پر تلوار
 اٹھائی تھی پھر کیا بات ہوئی کہ اس کو نیام میں ڈال کر مجھے چھوڑ دیا۔

راز بگشتا اے علی مرتضیٰ ✽ اے پس سوء القضا حسن القضا
 اے علی اس راز کو کھول دیجئے (کہ مجھے کیوں چھوڑ دیا) آپ تو میری بد قسمتی کے بعد خوش قسمتی
 بن گئے کہ قصدِ قتل کے بعد آپ نے عفو فرمایا۔ حضرت مولا علی نے جواباً ارشاد فرمایا
 گفت من تیغ از پئے حق میسزم ✽ بندہ حَقِّم نہ مامورِ شتم !!!
 فرمایا میں اللہ تعالیٰ کے لئے تلوار چلاتا ہوں۔ میں اللہ کا بندہ ہوں، تن و نفس کا مطیع نہیں ہوں۔

کرامات مولا علی

طبرانی نے "الاوسط" اور ابو نعیم نے الدلائل میں جناب راذان سے روایت کی ہے۔ جناب حیدر کرار کرم اللہ وجہہ نے کسی سے گھنٹگو فرمائی جس نے دوران گفتگو ہی میں آپ کو جھٹلایا۔ اس پر جناب شیر خدا نے فرمایا کہ جھوٹا تو دراصل تو ہے۔ اور کیا تیرے جھوٹ کے اظہار کے لئے جناب باری تعالیٰ میں دُعا کروں؟ اس بے وقوف نے اپنے جھوٹ کو پھپھانے کے لئے بڑی دلیری سے کہا کہ میں سچا ہوں۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو آپ کی بددعا مجھے لگے گی آپ شوق سے بددعا کیجئے۔ چنانچہ حضرت علیؑ نے اس جھوٹے کے حق میں دُعا کی اور آپ کی دُعا قبول ہو گئی۔ یعنی وہ جھوٹا ابھی بیٹھا ہی تھا کہ بددعا کے ساتھ ہی اندھا ہو گیا اور اس مجلس سے اٹھنے بھی نہ پایا۔

(کرامات صحابہ علامہ تھانوی صاحب بحوالہ تاریخ الخلفاء)

روایات صحیحہ سے یہ بات ثابت ہے کہ جب آپ (حضرت مولا علیؑ) سواری فرماتے وقت گھوڑے کی رکاب میں پاؤں رکھتے تو تلاوت قرآن شروع کرتے اور دوسری رکاب میں پاؤں رکھتے تو ختم کلام مجید کر لیتے۔ دوسری روایت کے مطابق آپ گھوڑے پر پوری طرح بیٹھنے سے پہلے قرآن کریم ختم کر لیتے۔

(شواہد النبوة علامہ جامی رحمہ اللہ تعالیٰ ص ۲۲ مترجم)

سُورج پھرا اُٹے قدم | حضرت علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ردّ شمس کے واقعہ کو آپ کی کرامات میں شمار کیا ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یوں

ہے کہ حضور فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز ادا فرمانے کے بعد حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کی گود میں سر مبارک رکھ کر استراحت فرما رہے تھے کہ معاذِ ذیل وحی کا سلسلہ شروع ہو گیا جبکہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ابھی تک ادا نہیں فرمائی تھی جناب علی

آپ نے فرمایا چونکہ تو نے میرے مُنہ پر تھوکا تھا اور اس میں اپنی ذاتی توہین دیکھ کر مجھے غصہ آگیا اور جذبہ انتقام جو کش زن ہوا۔ جو اخلاص فی العمل کے منافی ہے اسی لئے میں نے تجھے چھوڑ دیا۔ آپ کی یہ بات سُن کر وہ فوراً مسلمان ہو گیا اور کہنے لگا:۔
 مَن غلام موج آل دریا ئے نور ۛ کو چنیں گوہر در آرد در ظہور!
 میں اس نور کے دریا کی موج کا غلام ہوں جو ایسے (حسین و جمیل) موتی نکالتی ہے۔
 یعنی میں اس ذات گرامی رسالت مآب پر اپنا آپ قربان کرنے کو تیار ہوں جن کی فیضِ صُحبت و تربیت سے آپ جیسے عالی مرتبت لوگ پیدا ہوئے۔
 حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ:۔

تینِ حلم از تیغِ آہن تیز تر ۛ بل ز صد لشکر ظفرِ انگیز تر
 لوہے کی تلوار سے حلم کی تلوار زیادہ تیز ہے بلکہ سینکڑوں لشکروں سے زیادہ موجبِ فتح و نصرت ہے ۛ

سُورج کو غروب ہوتا دیکھتے رہے لیکن ذرا بھی جنبش نہیں فرمائی۔ جب وحی کا سلسلہ منقطع ہوا تو آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی کی نماز کی خاطر اپنے رب کریم جل جلالہ کے حضور یوں عرض کُناں ہوئے اَللّٰهُمَّ اِنَّهُ كَانَ فِي طَاعَتِكَ وَطَاعَةِ رَسُوْلِكَ فَارْدُدْ عَلَيْهِ الشَّمْسَ۔ (صواعق محرقة ص ۱۲۸)

ترجمہ : اے اللہ بے شک یہ تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا پس تو سُورج کو اس کے لئے لٹا دے ”فَطَلَعَتْ بَعْدَ مَا غَرَبَتْ“ پس ڈوبا ہوا سُورج دوبارہ طلوع ہو گیا :

امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم کے اس معجزے اور مولا علی کی اس کرامت کو اپنے اشعار میں یوں بیان کیا ہے ۔

تیری مرضی پا گیا سُورج پھر اُسے دم
تیری انگلی اٹھ گئی مہ کا کلیجہ چر گیا
سُورج اُسے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے چاک
اندھے ”منکر“ دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

(امام احمد رضا)

ان کی انگلی کا جب اک اشارہ ہوا پلٹا خورشید ٹکڑے تسم ہو گیا !
ان کی توری جہیں پہ جو بل پڑ گئے سارا عالم ہی زیر و زبر ہو گیا !

(مختصر)

دوسری بار کُشتہ عشق رسالت حضرت علامہ عبد الرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور ترین کتاب شواہد النبوة میں رقمطراز ہیں کہ حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ بابل کی طرف جا رہے تھے تو فرات سے گزر کر نماز عصر اپنے ساتھیوں کے ساتھ ادا کرنے کا ارادہ ہوا، آپ کے ساتھیوں نے دریا سے فرات سے اپنی سواریاں گزرنی شروع کر دیں

یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا اور اُن کی نماز قضا ہو گئی۔ وہ چہ میگوئیاں کرنے لگے
حضرت علی نے سنا تو اللہ تعالیٰ کے حضور سوجھ کو لوٹانے کی التجا کی تاکہ ان کے سامنے نماز گزاریں
اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور آفتاب نکل آیا اور عصر کا وقت ہو گیا
جب آپ نے سلام پھیرا تو سورج غروب ہو گیا اور اس میں سے ہولناک آواز آنے لگی
لوگوں پر خوف و ہراس چھا گیا اور وہ

سُبْحَانَ اللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ، پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔

(شواہد النبوة مترجم ص ۲۹۶)

ہم سے معروف علماء کرام، قراء و لغت نویس، قاریانِ نبوت
سریعیت، فروز تقاریر اور تلاوت و لغت کے یکسوئوں کا
مرکز

مکتبہ چشتیہ قادریہ

ماڈل ٹاؤن بی بلاک - اندرون مرکزی جامع مسجد نقشبندیہ

نزد جنرل بس سٹینڈ - گوبرا والہ

ڈیڑھ گز: حافظ محمد یوسف قمر چشتی - بابوی

شہادت علیؑ

کسے رامیسٹرنہ شہدائیں سعادت بکعبہ ولادت مسجد شہادت

سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعات جو مؤرخین نے بیان کیے ہیں۔ اُن کا خلاصہ یہ ہے کہ تین خارجی عبد الرحمن بن ملجم مرادی۔ برک بن عبد اللہ تمیمی اور عمرو بن بکیر تمیمی یہ تینوں مکہ معظمہ میں اکٹھے ہوئے اور آپس میں عہد و پیمان کیے کہ علی۔ معاویہ اور عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ایک ساتھ قتل کیا جائے تاکہ لوگوں کو راحت نصیب ہو۔ ابن ملجم نے حضرت علیؑ برک نے امیر معاویہؓ ابن بکیر نے حضرت ابن عاصؓ کو سترہ یا اکیس رمضان المبارک کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ برک دمشق پہنچا امیر معاویہؓ پر تلوار کا وار کیا جو اڑ چھا پڑا اور وہ بچ گئے۔ ابن بکیر مصر پہنچا اس روز عمرو بن عاصؓ کو مریا پیٹ کے درد میں مبتلا تھے اپنی جگہ کسی اور کو نماز پڑھانے کے لیے مسجد میں بھیجا جس کو عمرو بن بکیر نے عمرو بن عاصؓ سمجھ کر قتل کر دیا۔ برک اور ابن بکیر دونوں گرفتار ہوئے اور قتل کر دیئے گئے۔

قاتل علیؑ | (اس دور کے خارجیوں کا پسندیدہ لیڈر) ابن ملجم ملعون کو فہ پہنچا اور چند روز تک گروہ خوارج سے تعلق رکھنے والے ایک ایسے گھر میں بیمار رہا جہاں شادی ہو رہی تھی اس گھر سے کچھ عورتیں نکلیں جن میں ایک خوبصورت عورت جسے قطام بنت اصبیح تمیمی کہا جاتا تھا اس چھٹی ہوئی چرب زبان بیوہ عورت کو دیکھتے ہی ابن ملجم خارجی کا عفریت ہو س جاگ اُٹھا۔ اس عورت کو اپنانے کی خاطر تدریس سوچنے لگا بالآخر اسی کے سامنے اپنا مدعا بیان کیا۔ قطام نے تین ہزار دینار ایک غلام ایک لونڈی اور قتل علیؑ نکاح کے عوض مہر مقرر کیا جسے ابن ملجم نے قبول کیا۔

صبح کی نماز کے لیے مولا علی تشریف لا رہے تھے اور بلند آواز سے لوگوں کو نماز کی طرف بلا رہے تھے۔ مسجد میں داخل ہوئے نماز کی نیت باندھی ہی تھی کہ ابن طلحہ نے آپ کے سر پر زہر میں بچھی ہوئی تلوار سے ضرب لگائی جو آپ کے دماغ تک پہنچ گئی آپ نے اکیس رمضان ۳۳ سال کی عمر میں جام شہادت نوش فرمایا۔

غسل و کفن | حضرت حسن اور حسین اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم نے آپ کو غسل دیا اور حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ پانی ڈالتے جاتے تھے۔ آپ کو قمیص کے بغیر تین کپڑوں کا کفن دیا گیا اور حضرت امام حسن نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

مدفن علی | حضرت امام حسن علیہ السلام نے نماز جنازہ سے فارغ ہونے کے بعد آپ کو غری (ایک معروف جگہ) میں دفن کیا اور بعض نے کہا ہے کہ آپ نجف اشرف میں دفن ہوئے۔

علامہ ابن حجر مکی نے امام ابن عساکر کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ جب آپ شہید ہوئے تو لوگ آپ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دفن کرنے کے لئے اٹھا لائے۔ رات کو چلتے ہوئے وہ اُونٹ جس پر آپ کی نعش تھی بدک گیا۔

فَلَمْ يَذَرَايَن ذَهَبَ وَلَمْ يَقْدِرْ عَلَيْهِ (صواعق محرقة ص ۱۳۲)

”اور کسی کو پتہ نہیں چلا کہ وہ کدھر گیا اور نہ ہی کوئی اُسے پکڑ سکا“

اسی لیے اہل عراق کہتے ہیں کہ آپ بادلوں میں ہیں۔ اور بعض نے کہا ہے کہ اسی دوران جلاوطنی کے عالم میں اُونٹ گر پڑا اور لوگوں نے اُسے پکڑ لیا اور آپ کو دفن کر دیا۔

(کما فی الصواعق المحرقة)

علامہ عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور آفاق کتاب ”شواہد النبوة“ میں

بیان فرمایا ہے کہ حضرت علی نے حضرات حسن و حسین کو وصیت فرمائی کہ میری وفات کے بعد

مجھے ایک چارپائی پر لٹا کر باہر لے جانا اور غریبین پہنچا دینا وہاں تم ایک سفید پتھر پاؤ گے جس سے نور کی شعاعیں نمایاں ہوئی ہوں گی۔ اسے ذرا ہٹاؤ گے تو وہاں سے کُشادہ جگہ ظاہر ہوگی مجھے وہیں دفن کر دینا۔
(شواہد النبوة مترجم)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی عظیم ترین کتاب خصائص کبریٰ شریف میں بیان فرماتے ہیں کہ حاکم، بیہقی، اور ابونعیم نے زہری سے روایت کیا ہے:

لَمَّا كَانَتْ صَبَاحُ قَتَلَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ لَمَّا يُرْفَعُ حَجَرٌ

فِي بَيْتِ الْمُقَدَّسِ إِلَّا وَجَدَ تَحْتَهُ دَمٌ. (خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۲۴)

ترجمہ: سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی شہادت کی صبح کو بیت المقدس سے جو بھی پتھر اٹھایا جاتا تو اس کے نیچے خون ہوتا۔

ابونعیم نے زہری سے روایت کی ہے کہ حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہیں:

صَبِيحَةَ يَوْمِ قَتَلَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ لَمَّا تُرْفَعُ حِصَاةٌ مِنَ

الْأَرْضِ إِلَّا وَتَحْتَهَا دَمٌ عَبِيْطٌ. (خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۲۴)

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب کے قتل کی صبح کو زمین سے جو بھی پتھر اٹھایا جاتا اس کے نیچے تازہ خون ہوتا۔

مختاوی صاحب نے کثر العمال اور ابن عساکر کے حوالے سے کرامات صحابہ میں اور علامہ سید شبلخی رحمۃ اللہ علیہ نے نور الابصار میں بیان کیا ہے کہ جناب حسن بن کثیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا شیر خدا جس روز شہید ہوئے اس روز صبح نماز فجر کے لیے باہر تشریف لائے تو آپ کے آگے لفظوں نے چلانا شروع کر دیا۔ لوگوں نے انکو آپ کے پاس سے ہٹایا تو آپ نے فرمایا ذَرُوهُنَّ فَيَنْهَضْنَ نَوَاحِجَ اَنْ كُوْجُوْزٍ دُوِيْہِ
تو نوحہ پڑھ رہی ہیں۔ اسکے فوراً بعد آپ کو ابن ملجم نے شہید کر دیا۔

(نور الابصار ص ۱۰۷ کرامات صحابہ ص ۴۲)

پیشگوئیاں

جو ہو پردوں میں پنہاں چشم بنیادیکھ لیتی ہے
زمانے کی طبیعت کا تقاضا دیکھ لیتی ہے

(اقبال)

حضرت مولائے کائنات سیدنا امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ ایک دفعہ منیر رسول
پر (جامع مسجد کوفہ میں) خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو آپ سے اس آیت مبارکہ کا مطلب
پوچھا گیا۔

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهُ عَلَيْهِمْ فَمِنْهُمْ

مَنْ قُضِيَ عَنْهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَنْتَظَرُ۔ (پارہ ۲۱ سورۃ احزاب آیت ۲۳)

ترجمہ: ”مومنوں میں سے بعض لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا ہوا عہد پورا کیا اور ان میں
سے بعض نے اپنی حاجت پوری کر لی اور بعض انتظار کر رہے ہیں۔“

آپ نے فرمایا اے اللہ ہم کو بخش۔ یہ آیت کریمہ میرے اور میرے چچا حمزہ اور
میرے چچا کے بیٹے عبیدہ بن حارث (رضی اللہ عنہم) کے حق میں نازل ہوئی عبیدہ
نے غزوہ بدر اور حمزہ نے جنگ اُحد میں شہید ہو کر اپنی اپنی حاجت پوری کر لی
وَ اَمَّا اَنَّا فَانْتَظِرُ اسْتَقَاہَا يَحْضِبُ هَذِهِ مِنْ هَذِهِ وَ اَمَّا
بِسِيَرَةٍ اِلَى الْحَيَاتِہِ وَ رَأْسِہِ۔ (صواعق محرقة ص ۱۳۴۔ نورالابصار ص ۱)

ترجمہ: ”باقی رہا میں، تو میں اس بد بخت کے انتظار میں ہوں“ اور اپنے ہاتھ سے
اپنے سر اور داڑھی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ”جو اس کو (خون سے) رنگ دیگا۔“

امام سیوطی خفایں کبریٰ میں حاکم کے حوالے سے قطراز

احادیث رسول: ہیں کہ حضرت علی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا :

إِنَّكَ سَتَضْرِبُ ضَرْبَةً هَاهُنَا وَضَرْبَةً هَاهُنَا وَاسْأَلْ إِلَى صُدُغَيْهِ

فَيَسِيدُ دُمُومًا حَتَّى تَخْضِبَ لِحْيَتَكَ. (خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۲۳)

ترجمہ : (اے علی) ایک ضرب تجھے یہاں اور ایک یہاں لگے گی اور آپ نے دونوں کنپٹیوں کی طرف اشارہ فرمایا۔ اور پھر فرمایا ان سے اتنا خون نکلے گا کہ تمہاری ڈاڑھی کو تر کر دے گا۔

* حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں عبادت کے لیے گیا جبکہ وہ بیمار تھے اور ان کے پاس حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے۔ تو ان میں سے کسی ایک نے ”مرض کی شدت کو دیکھتے ہوئے“ اس خدشے کا اظہار کیا کہ کہیں اس بیماری میں ان کا انتقال نہ ہو جائے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ”نہیں نہیں“۔

إِنَّهُ لَنْ لَّمُوتَ إِلَّا مَقْتُولًا. (خصائص کبریٰ جلد ۲ ص ۱۲۴)

بے شک یہ ہرگز فوت نہ ہونگے بلکہ انہیں قتل کیا جائے گا۔

* حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا۔ اے علی پہلے لوگوں میں بد بخت کون تھا؟ حضرت علی نے عرض کیا :

الَّذِي عَقَدَ نَاقَةَ صَالِحٍ. ”جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو زخمی کیا“

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے سچ کہا۔ پھر فرمایا۔ اچھا یہ بتاؤ پچھلے لوگوں

میں (سب سے زیادہ) بد بخت کون ہوگا؟ حضرت علی نے عرض کیا۔

اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَوْ. اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول جانیں۔

آقا علیہ السلام نے حضرت علی کے سر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا
الَّذِي يَضْرِبُكَ عَلَى هَذِهِ

جو اس پر تلوار سے وار کرے گا (وہ سب سے زیادہ بد بخت ہوگا)

(نورالابصار ص ۱۰۴)

ان احادیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ نگاہ نبوت ان چھپے ہوئے امور کا
مشاہدہ بھی کر لیتی ہے جو عام لوگوں کی نظروں سے پنہاں ہوں اور سید عالم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اپنی اُمت کے احوال سے بھی باخبر ہیں کہ کون کس حال میں ہے۔ اور
یہ بھی معلوم ہوا کہ کائنات کی ہر شئی آپ پر عیاں ہے۔

ایک سند سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
علی نے فرمایا روایت ہے انہوں نے کہا ایک وقت میں امیر المؤمنین علی
کے پاس موجود تھا کہ اچانک وہاں ابن ملجم آیا اور آپ سے سواری طلب کی آپ نے
اُسے سواری دے دی اور یہ شعر پڑھا

أُرِيدُ حَيَاتَهُ وَيُرِيدُ قَتْلِي

عَذِيرُكَ مِنْ خَلِيلِكَ مِنْ مُرَادٍ

(نورالابصار ص ۱۰۴ صواعق محرقة ص ۱۳۵)

ترجمہ: میں اُس کی زندگی کا خواہش مند ہوں اور یہ میرے قتل کا خواہاں ہے۔ تیرا
مددگار وہ ہوگا جو قبیلہ مراد سے تیرا دوست ہے۔ پھر فرمایا وَاللّٰهُ قَاتِلِيْ خُدا کی قسم
یہ میرا قاتل ہے۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپ اُسے قتل کیوں نہیں کر دیتے
تو آپ نے فرمایا:

فَمَنْ يَقْتُلْنِيْ - پھر مجھے کون قتل کرے گا؟ (نورالابصار ص ۱۰۴)

(علمائے دیوبند کے امام و مجدد) علامہ اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنی کتاب کرامات صحابہ میں استیعاب کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت شیر خدا نے ابن ملجم کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ آگاہ ہو جاؤ یہ شخص مجھے قتل کرے گا۔ اس پر لوگوں نے کہا کہ اس کے قصاص کے بارے میں کیا چیز مانع ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس نے ابھی تک مجھے قتل نہیں کیا ہے اس لیے اس سے قصاص لینا کسی طرح جائز نہیں ہے۔ آخر کار جیسا کہ آپ نے فرمایا وہی شیطنت پیش آئی یعنی بد بخت ابن ملجم نے آپ کو شہید کیا۔
(کرامات صحابہ ص ۳۷)

لا ریب یہ امر محقق ہے کہ فیضان نبوت سے ارباب ولایت کو بھی آئندہ پیش آنیوالے حالات و واقعات کا علم ہو جاتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ تھانوی صاحب کا عقیدہ بھی مولا علی کے بارے میں یہی ہو جو انہوں نے بیان کیا ہے۔

سیدنا امیر المؤمنین مولا علی کرم اللہ وجہہ کی کل ازواج کی تعداد نو ہے:

ازواج علی:

۱۔ جنابہ سیدۃ النساء العالمین فاطمہ زہرا (سلام اللہ علیہا) بنت

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۲۔ جنابہ امّ البنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت خرم بن خالد

۳۔ جنابہ لبیٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت مسعود ۴۔ جنابہ اسماء (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت عمیس

۵۔ جنابہ امامہ (رضی اللہ عنہا) بنت ابوالعاص ۶۔ جنابہ خولہ (رضی اللہ عنہا) بنت جعفر بن قیس

۷۔ جنابہ امّ سعید (رضی اللہ عنہا) بنت عروہ بن مسعود ۸۔ جنابہ امّ حبیبہ (رضی اللہ عنہا) بنت ربیعہ

۹۔ جنابہ سمیاء بنت امراء القیس

مولائے کائنات کے کل صاحبزادے اٹھارہ تھے جن کے اسماء گرامی

یہ ہیں: (۱) سیدنا امیر المؤمنین امام حسن رضی اللہ عنہ (۲) سیدنا

- امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ ۳۔ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۴۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ
 ۵۔ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ ۶۔ سیدنا عبید اللہ رضی اللہ عنہ ۷۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ
 ۸۔ سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ ۹۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ۱۰۔ سیدنا عون رضی اللہ عنہ
 ۱۱۔ سیدنا یحییٰ رضی اللہ عنہ ۱۲۔ سیدنا محمد رضی اللہ عنہ ۱۳۔ سیدنا اوسط رضی اللہ عنہ
 ۱۴۔ سیدنا محمد حنفیہ رضی اللہ عنہ ۱۵۔ سیدنا محمد اکبر رضی اللہ عنہ ۱۶۔ سیدنا عمر "ا طرف" رضی اللہ عنہ
 ۱۷۔ سیدنا محسن رضی اللہ عنہ ۱۸۔ سید عمر ان رضی اللہ عنہ

مولا علی المرتضیٰ کی کل صاحبزادیوں کی تعداد بھی اٹھارہ ہے جن کے

صاحبزادیاں

نام یہ ہیں :

- ۱۔ حضرت زینب ۲۔ حضرت اُمّ کلثوم ۳۔ حضرت اُمّ ہانی ۴۔ حضرت مہینہ
 ۵۔ حضرت اُمّ جعفر ۶۔ حضرت زینب الصغریٰ ۷۔ حضرت رملۃ الصغریٰ
 ۸۔ حضرت فاطمہ ۹۔ حضرت امامہ ۱۰۔ حضرت خدیجہ
 ۱۱۔ حضرت اُمّ الحسن ۱۲۔ حضرت رملۃ الکبیرہ ۱۳۔ حضرت اُمّ الکرام
 ۱۴۔ حضرت رقیہ ۱۵۔ حضرت اُمّ سلمہ ۱۶۔ حضرت جہانہ
 ۱۷۔ حضرت عارثہ ۱۸۔ حضرت نصیر

(رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُنَّ)

شامان علی کا انجام

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

علی کا مخالف خدا کا مخالف

سے روایت ہے کہ ان کی بنیائی چلی جانے

کے بعد حضرت سعید بن جبیر ان کے قائد (بنیائی ختم ہو جانے کے بعد ان کے ساتھ رہتے) تھے۔ وہ صفہ زمزم سے گزرے وہاں کچھ لوگ "بلند آواز سے" مولا علی کی خلاف باتیں کر رہے تھے۔ حضرت ابن عباس نے ان کا کلام سنا اور حضرت سعید سے فرمایا مجھے وہاں "ان لوگوں کے پاس" لے چلو۔ آپ نے وہاں پہنچ کر فرمایا اَيُّكُمْ السَّابُّ لِلّٰهِ "تم میں سے کس شخص نے اللہ تعالیٰ کے خلاف باتیں کیں ہیں" ان لوگوں نے کہا "سُبْحَانَ اللّٰهِ" ہم میں سے کوئی بھی ایسی بات نہیں کر سکتا۔ جناب ابن عباس نے فرمایا اَيُّكُمْ السَّابُّ لِرَسُولِهِ "تم میں سے کس شخص نے اللہ کے رسول کی مخالفت کی ہے۔ انہوں نے کہا یہاں ایسا کوئی شخص نہیں جو رسول خدا کی مخالفت کرے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا اَيُّكُمْ السَّابُّ لِعَلِيِّ ابْنِ اَبِي طَالِبٍ "کس شخص نے حضرت علی کی شان میں نازیبا کلمات کہے ہیں"۔ انہوں نے کہا ہاں ان سے متعلق کچھ کہا گیا ہے: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: میں اس پر گواہ ہوں جو میرے کانوں نے سنا ہے اور دل میں محفوظ ہے۔

(لوگوں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ حضرت علی سے فرما رہے تھے يَا عَلِيُّ مَنْ سَبَّكَ فَقَدْ سَبَّنِي وَمَنْ سَبَّنِي فَقَدْ سَبَّ اللّٰهَ وَمَنْ سَبَّ اللّٰهَ اَكْبَهُ اللّٰهُ عَلٰی مَنْخَرَيْهِ فِي النَّارِ (نورالابصار ص ۱۱۱)

(ترجمہ) اے علی جو تجھے بُرا جانے گا وہ مجھے بُرا جانے گا۔ جو مجھے بُرا جانے گا وہ

خُدا کو بُرا جانے کا۔ جو خدا کو بُرا جانے کا خدا تعالیٰ اُسے مُنہ کے بل دوزخ میں ڈالے گا۔
کہ مولا علی کی مخالفت رسول اللہ کی مخالفت ہے۔

اس حدیثِ مقدسہ سے یہ امر واضح ہو گیا کہ مولا علی کا مخالفت رسول اللہ کا مخالفت ہے اور رسول خدا کا مخالفت خدا تعالیٰ کا مخالفت ہے اور اللہ تعالیٰ کی مخالفت کر نیوالے کا انجام دوزخ ہے۔ وہ لوگ اس حدیثِ پاک پر بار بار غور کریں جو مخالفتِ علی میں خد جنوں تک پہنچ چکے ہیں اور غضبِ خداوندی کو دعوت دے رہے ہیں۔

علامہ عبد الرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب شواہد النبوة میں
دشمن علی اور اونٹ دلائل النبوة کے حوالے سے رقمطراز ہیں کہ مدینہ منورہ میں

ایک شخص تھا جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی بد گوئی کیا کرتا تھا۔ حضرت سعد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے حق میں بد دعا کی وہ ایک شخص ایک دن اپنا اونٹ مسجد نبوی کے باہر پھوڑ کر اندر آ گیا اور لوگوں میں بیٹھ گیا۔ اس کا اونٹ کوڑتا ہوا مسجد میں آیا اور اس شخص کو اپنے سینے سے زمین پر خوب رگڑا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت
ابن ہشام کا انجام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابراہیم بن ہشام مخزومی

جو حاکم مدینہ تھا۔ وہ ہر جمعہ کو ہمیں اپنے منبر کے پاس جمع کرتا اور جناب علی المرتضیٰ امیر المومنین کرم اللہ وجہہ کے بارے میں نازیبا گفتگو کرتا۔ ایک جمعہ اس جگہ بہت سے لوگ جمع تھے اور میں منبر کے پہلو میں بیٹھا تھا کہ مجھ پر نیند غالب آ گئی۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کھلی اور اندر سے ایک شخص نکلا جو سفید کپڑوں میں ملبوس تھا مجھے فرمایا: اے ابو عبد اللہ جو یہ شخص کہتا ہے تو اس سے اندوہگیں ہوتا ہے۔ میں نے کہا "ہاں" اس نے کہا اپنی آنکھیں کھولو اور دیکھو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ کیا معاملہ کرتا ہے

جب میں نے آنکھیں کھولیں تو وہ ذکر علیؑ کر رہا تھا جو بعد ازاں منبر سے گرتے ہی مر گیا!

فتنہ خارجیت

برادرانِ اسلام! یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ خارجیت کے حامل مہلک نظریات نے امتِ مسلمہ کو ٹکڑوں میں تقسیم کرنے، اختلافات و انتشارِ مسلمانوں کے مابین خلفشار و افتراق اور فرقہ بندی میں اہم کردار ادا کیا ہے، اہل اسلام کو آپس میں لڑا کر یہود و نصاریٰ کو اسلام کے خلاف سازشیں کرنے کا موقع فراہم کیا ہے اور ایسی ایسی بدعات کو جنم دیا جو اسلامی فکر کے سراسر خلاف ہیں۔

خوارج نے اپنے آباء و اجداد کی عادات کے مطابق قصرِ اسلام کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے میں دن رات ایک کر رکھا ہے اور گلشنِ دین متین کو تاراج کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ قرآنی آیات کی عجیب و غریب تاویلات، تراجم میں بددیانتی اور تفسیر میں ذاتی رائے خوارج کا محبوب ترین مشغلہ حیات تھا اور ہے جو صاحبِ قرآن کے سادہ لوح اُمتیوں کے ذہنوں کی پرآگندگی اور الجھن کے سوا کچھ نہیں۔ اور یہ امر بھی مسلمہ ہے کہ جس مسلک و نظریہ کی بنیاد ہی بغض و عناد پر رکھی گئی ہو اسکی ہر بات شر و فساد کا پیش خیمہ ہی ہو سکتی ہے۔

خوارج - باغی اور جماعت سے نکل جانے والے اور اپنے امیر کی نافرمانی کرنے والے لوگوں کو کہا جاتا ہے۔ تاریخی اور مذہبی اصطلاح کے مطابق خارجی اُس فرقہ کو کہا جاتا ہے جو حضرت علیؑ کی خلافت کو برحق تسلیم نہ کرتا ہو اور (توحید خداوندی کی آڑ میں) سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصافِ حمیدہ کا انکار بھی کرتا ہو۔

خارجیوں کے سینے میں عداوتِ رسولؐ اور بغضِ علیؑ والہبیت کی چنگاریاں ہر آن
سُکھتی رہتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے غمِ حیات سے ہر وقت دھواں اُٹھتا
رہتا ہے۔

عمران خارجی کا کلام | عمران بن خطاب رشتا کی خارجی نے اپنے قلبی بغض کا اظہار
اپنے اشعار میں یوں کیا ہے۔ وہ کہتا ہے۔

لِلّٰهِ دَرُّ الْمُرَادِیِّ الَّذِیْ فَتَكَتْ

كَفَاةً مُّهِجَةً شَرُّ الْخَلْقِ اِنْسَانًا

ترجمہ: اللہ مرادی (ابن ملجم) کا بھلا کرے جس کے دونوں ہاتھوں نے مخلوق سے
شریر کی رُوح کو نکالا۔

يَا ضَرْبَةً مِنْ تَقِيٍّ مَا ارَادَ بِهَا ۖ اِلَّا لِيَبْلُغَ مِنْ ذِي الْعَرْشِ رِضْوَانًا

ترجمہ: یہ متقی کی تلوار کی چوٹ ہے جس سے اس نے ارادہ نہ کیا مگر یہ کہ وہ عرش کے
مالک کی رضا حاصل کرے۔

اِنِّیْ لَا ذِكْرُكَ يَوْمًا فَاحْسِبُهُ ۖ اَدُوِّي الْمَبْرِيَّةِ عِنْدَ اللّٰهِ مِيزَانًا

ترجمہ: میں ابن ملجم کو کبھی یاد کرتا ہوں اور اس کو اللہ کے حضور ساری مخلوق سے
زیادہ نیک سمجھتا ہوں۔
(نور الابصار ص ۱۰۱)

یہ ہیں خارجیوں کے عقائد کہ عمران بن خطاب خارجی نے سیدنا سید الاولیاء امام المسلمین
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو شریر انسان کہا (غزوہ بالند) اور قاتل علیؑ ابن ملجم لعین کو متقی
اور اللہ کی رضا حاصل کرنے والا اور ساری مخلوق (جس میں انبیاء و رسل اور صحابہ کرام
بھی شامل ہیں) سے زیادہ نیک کہا۔

غور فرمائیں کہ اس قسم کے خرافات کوئی ایمان والا بھی اپنی زبان سے ادا کر سکتا
ہے۔

• مولا علی شیر خدا جنگِ صفین سے لوٹ کر کوفہ میں داخل ہوئے تو خارجیوں نے آپ کی سخت مخالفت کی اور تحکیمِ دھاکم بنانا، دو فریق کا فیصلہ کرانے کے لیے کسی کو بیچ قرار دینا کے منکر ہو گئے اور یہ کہنا شروع کر دیا۔

لَا حُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ وَلَا طَاعَةَ لِمَنْ عَصَى اللَّهَ

”کہ حکم صرف خدا کا ہے اور جو خدا کا نافرمان ہو اُس کی اطاعت نہ کی جائے“

• خارجیوں نے بغاوت کی نیت سے ”خرواراء“ میں اقامت کر لی اور اُن کی کل

تعداد بارہ ہزار تھی۔ حضرت علی خود اُن کے پاس تشریف لے گئے اور اُن کے

سرور عبداللہ بن کوآء سے گفتگو فرمائی اور اس سے پوچھا تمہیں ہمارے خلاف

کس نے کیا؟ اس نے کہا: صفین کے روزِ تحکیم نے۔ امیر المؤمنین نے فرمایا: میں

اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا جس روزِ نیزوں پر قرآنِ کریم اٹھائے گئے تھے

میں نے کہا نہیں تھا کہ میں ان لوگوں کو تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ یہ لوگ جنگ سے

تنگ آ گئے ہیں اور شکست سے بچنے کے لئے انہوں نے قرآن کو ملبد کیا ہے۔

مگر تم نے میری ایک بات نہ سنی اور دیگر تمام قسم کے سوالات کے جوابات دیئے۔

خارجیوں نے لا جواب ہو کر حضرت علی سے وعدہ کر لیا کہ ہم واپس شہر میں ضرور

داخل ہوں گے مگر ہم چاہتے ہیں کہ صلح نامہ کی مدت تک یہاں ٹھہریں تاکہ ہمارے

گھوڑے وغیرہ آرام کر لیں۔ یہ اُن کا وعدہ صرف زبانی تھا دل میں بدستور کھوٹ موجود تھا۔

خارجیوں کے وعدے کے مطابق حبیب امیر المؤمنین

حضرت علی نے اُن کو خط لکھا کہ تم سب ہمارے

خارجیوں کی قتل و غارت:

پاس آ جاؤ تاکہ مخالفین کے ساتھ جنگ کی جائے تو انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ آپؑ

نے اُن سے مایوس اور نا اُمید ہو کر اُن کو اپنے ساتھ ملانے کا خیال ترک فرما دیا۔

اور جنگی تیاریوں کے سلسلے میں اہل کوفہ سے ایک زبردست خطاب فرمایا۔ خطاب

کے دوران خارجیوں کی بغاوت کی خبر آپ تک پہنچی اور یہ بھی کہ خارجیوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عبداللہ بن خطاب بن ارت کو قتل کر دیا ہے اور اُن کی بیوی کو بھی قتل کر دیا جبکہ وہ حاملہ تھیں قبیلہ طیّ کی تین عورتوں اور اُم سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو بھی قتل کر دیا ہے۔ اس خبر کے پہنچتے ہی حضرت علی نے حارث بن مُرہ عبّدی کو وہاں کے حالات کا جائزہ لینے اور اس خبر کی تصدیق کرنے کے لیے اُن کی طرف بھیجا تو خارجیوں نے انہیں بھی قتل کر دیا۔ خارجیوں کے ظلم و ستم اور تباہ کاریوں کو دیکھتے ہوئے اور جنگی ماہرین کے مشورہ کے پیش نظر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خارجیوں کا قلع قمع کرنے کا ارادہ فرمایا۔

● آپ جب خارجیوں کے قریب پہنچے تو آپ نے اُن کو پیغام بھیجا کہ تم میں سے جن لوگوں نے ہمارے ساتھیوں کو قتل کیا ہے اُن کو ہمارے حوالے کر دو ہم اپنے بھائیوں کے بدلے میں اُن کو قتل کریں گے۔ اور تمہیں کچھ نہیں کہیں گے۔ خارجیوں نے جواب دیا ہم سب نے تمہارے ساتھیوں کو قتل کیا ہے۔ ہم تمہارے مال، تمہارا اور اُن کا خون خرابہ حلال اور جائز سمجھتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت قیس بن عبادہ رضی اللہ عنہ خارجیوں کی طرف گئے اُن کو سمجھانے کی کوشش کی اور یہ مطالبہ کیا کہ ہمارے بھائیوں کے قاتل ہمارے حوالے کر دو اور فرمایا تَشْهَدُونَ عَلَيْنَا بِالشِّرْكِ وَتَشْفِكُونَنَا دِمَاءَ الْمُسْلِمِينَ کہ تم ہمیں مشرک کہتے ہو اور مسلمانوں کے قتل کو جائز سمجھنے لگے ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو مشرک کہنا خارجیوں کی پرانی عادت ہے۔

حضرت علی امیر المؤمنین نے فرمایا ”خارجیہ“ اِنَّ اَنْفُسَكُمْ اَلَا مَارَاةٌ سَوَّلَتْ

لَكُمْ فِرَاقِي لِهَذِهِ الْحُكُومَةِ ۚ تمہارے "نفوسِ امارہ نے تم کو ہم سے علیحدہ ہو جانے پر ثالثی کے فیصلہ کی وجہ سے اُکسایا ہے۔" جس کی ابتداء خود تم نے ہی کی تھی اور تم نے ہی اس پر زور دیا تھا جبکہ میں اسے پسند نہ کرتا تھا اور تم کو خبردار کیا تھا کہ یہ فیصلہ صرف سیاسی چال ہے مگر تم نے مخالف لوگوں کی طرح انکار کر دیا اور نافرمانوں کی طرح عناد کیا حتیٰ کہ میں نے تمہاری رائے تسلیم کر لی اور فرمایا وَاللّٰهُ صِغَارًا اُنْهَامُ سَفَهَاءَ الْاِخْلَامِ ۚ اللہ کی قسم تم چھوٹی "کھوپڑیوں والے بیوقوف ہو" تمہارے سرداروں نے ہی اس پر اتفاق کیا تھا کہ فیصلہ کے لئے دو شخص اختیار کرو۔ آپؐ نے فرمایا تباؤ تم کس بیٹے ہمارا قتل اور ہم سے علیحدگی جائز سمجھتے ہو پھر لوگوں کو پکڑ لیتے ہو اور انہیں قتل کر دیتے ہو۔ یہ بہت بڑا نقصان ہے۔ یہ فرمانے کے بعد امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے واپس آ کر جنگ کی تیاری فرمائی اور امن کا جھنڈا حضرت سیدنا ابوالیوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دیا۔ حضرت ابوالیوبؓ نے خارجیوں کو آواز دی اور فرمایا کہ جس شخص نے کسی مسلمان کو قتل نہیں کیا وہ اس جھنڈے کی طرف آجائے تو امن میں رہے گا۔ جو کوفہ کی طرف چلا جائے گا وہ امن میں رہے گا۔ اور جو مدائن کی طرف چلا جائے گا وہ بھی امن میں رہے گا۔ یہ سن کر ایک لشکر کوفہ کو چلا گیا اور ایک مدائن کی طرف روانہ ہو گیا اور اکثر لوگ اُن سے جدا ہو گئے۔ وہ بارہ ہزار میں سے صرف چار ہزار رہ گئے۔ جب لڑائی شروع ہوئی تو سیدنا امیر المؤمنینؓ کے لشکر کی گھوڑ سوار فوج دو حصوں میں تقسیم ہو گئی اور خارجیوں کو گھیرے میں لے کر اُن پر ٹوٹ پڑی۔ اور چپٹم زدن میں تمام کو قتل کر دیا اور چار ہزار میں سے صرف نو آدمی بچ نکلے یہ حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت ہے۔ کیونکہ آپؐ نے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ ہم اُن کو قتل کریں گے۔

وَلَا يُقْتَلُ مِنَّا عَشْرَةٌ وَلَا يُسَلَّمُ مِنْهُمْ عَشْرَةٌ (نور الابصار ص ۱۲)

”ہمارے دس شخص قتل نہ ہوں گے اور ان سے دس باقی نہ رہیں گے“

حضرت سیدنا علی کی فوج کے صرف دو شخص شہید ہوئے۔

خوارج حضور کی نظر میں: [خوارج کے تعارف، عقائد و نظریات، حالات و واقعات اور باغیانہ سرگرمیوں سے واقف ہونے کے بعد اب

یہ دیکھیں کہ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں یہ گروہ کس قدر خطرناک ہے اور اس بات پر بھی غور فرمائیں کہ زبانِ نبوت نے اس فرقہ کی قبیح حرکات اور کمینگی کو کس انداز میں آشکار فرمایا۔ علامہ شبلی نجی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی مشہور ترین کتاب نور الابصار میں بخاری کے حوالے سے رقمطراز ہیں کہ جن خارجیوں نے حضرت علی امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف خردِ ج کیا تھا یہ وہی لوگ ہیں جن کے بارے میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا۔

يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَةِ (نور الابصار ص ۱۲)

”یہ دین اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے“

اُن خوارج میں سے عبداللہ بن ذی النخعیہ ممتبی ہے جو ایک مرتبہ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تھا جبکہ آپ صدقاتِ تقسیم فرما رہے تھے۔ اس بدطینت نے آتے ہی کہا اَعْدِلْ يَا رَسُولَ اللَّهِ۔ ”یا رسول اللہ انصاف کرو“

آقا علیہ السلام نے اسے فرمایا۔ وَبِكَ وَبِمَنْ يَّعْدِلُ فَإِنْ لَّمْ أَعْدِلْ۔

(نور الابصار ص ۱۲)

”تو ہلاک ہو جائے اگر میں نے عدل نہ کیا تو اور کون عدل کرے گا“

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا فَاثْذَنْ لِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ فِي أَنْ

أَضْرِبَ عُنُقَهُ۔ ”یا رسول اللہ۔ مجھے اجازت فرمائیں میں اس کی گردن اڑا دوں“

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمر چھوڑو: اس کے ہم خیال ساتھی ہوں گے تم
اپنی نمازیں اُن کی نمازوں کے سامنے حقیر سمجھو گے اور اپنے روزے اُن کے روزوں
کی نسبت کمزور جانو گے۔

”وہ دین سے ایسے باہر ہو جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے“
ان لوگوں کے بارے میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ (پارہ ۱۰ سورہ توبہ آیت ۵۸)

”اور اُن میں سے بعض لوگ صدقات میں عیب لگاتے ہیں۔“

حضرت امام محمد بن ماجہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سنن میں خوارج کے بارے میں
کافی احادیث رسولؐ بیان فرمائی ہیں۔ آپ بھی ان حدیثوں پر غور فرمائیں اور دیکھیں
کہ اس خارجی اور سوفسطائی فرقہ (جس کی باغیانہ روش حد ارتداد کے قریب تر ہے)
کی سرکار علیہ السلام نے کن الفاظ میں مذمت فرمائی ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آخری زمانہ میں ایک قوم ہوگی۔

علامات خوارج:

أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ سُفْهَاءُ الْأَحْلَامِ۔ ”جس کے دانت چھوٹے ہوں گے“ (عرب

میں یہ محاورہ مفسدین کے لئے بولا جاتا ہے) ”عقلیں کمزور ہوں گی۔“ يَقُولُونَ مِنْ

خَيْرِ قَوْلِ النَّاسِ۔ ”وہ سب لوگوں کے اقوال سے بہتر باتیں کہیں گے۔“ يَقْرَءُونَ

الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيهِمْ۔ ”قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلقوم سے

نیچے نہ اترے گا۔“ يَهْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَهْرُقُ الشَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَةِ۔

”وہ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔“ (سنن ابن ماجہ)

یعنی بظاہر وہ بہت زیادہ دیندار، قرآن کی تلاوت، دین کی باتیں کر نیوالے نظر آئیں گے

لیکن دل کی دنیا میں کفر کا راج ہوگا۔ اور اُن کے خفیہ نظریات سنجھوڑ کے زہر سے زیادہ

خطرناک ہوں گے۔

زبان سے اسلام کا اقرار کرنے والے اور دل سے منکر
قرآن کی گواہی | لوگوں کے بارے میں خدائے بزرگ و برتر کا ارشاد پاک ہے

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَ يَأْتِيَوْمَ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ
 (سورۃ البقرہ آیت ۸)

ترجمہ: اور کچھ لوگ ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ پر اور روز قیامت پر

حالانکہ وہ مومن نہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ خدائے لم یزل کے نزدیک مسلمان وہی ہے جو زبان کے اقرار
 کے ساتھ دل سے تصدیق بھی کرے جو دل سے تصدیق نہ کرے وہ مومن نہیں ہو سکتا۔
 خواہ ایمان و اسلام کے دعویٰ میں وہ کتنا ہی چرب زبان ہو۔ (ضیاء القرآن)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام
بدترین لوگ | نے ارشاد فرمایا میرے بعد میری امت میں سے ایک قوم ہوگی

وہ قرآن پاک کی تلاوت کرے گی جو ان کے حلقوم سے نہ اترے گا۔ وہ دین سے ایسے
 نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔

ثُمَّ لَا يَعُودُونَ فِيهِ هُمْ شَرَّارُ الْخَلْقِ وَالْخِلَافَةِ (سنن ابن ماجہ شریف)

”پھر دین حق کی طرف واپس نہ آئیں گے۔ یہ ساری مخلوق میں سے بدترین لوگ ہوں گے“

آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فتنہ پرداز ٹولے کی علامات بیان فرمائی ہیں تاکہ
 میری امت ان کے مکر و فریب کے پھندوں سے بچ سکے اور پھر ان کو لاکھ سمجھایا جائے
 دلائل پیش کیے جائیں یہ ہرگز ہرگز دین حق کی طرف لوٹ کر واپس نہ آئیں گے اسیلئے
 کہ ان کے دل میں حسد و عناد اور عداوت کے شعلے بھڑک رہے ہیں جو ایک شدید ترین
 مرض کی صورت اختیار کر گئے ہیں۔ اب ان کی دین حق کی طرف مراجعت اور مسلمانوں

کے ساتھ مراقتت بقول رسول اللہ ناممکن ہے۔

جب انہیں دیکھو: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اخیر زمانہ میں اس

امت میں سے ایک ایسی جماعت پیدا ہوگی جو قرآن پڑھے گی جو ان کے گلے سے نیچے نہ اترے گا۔ سَيَمَاهُمُ اللَّخْلِيُّ إِذَا رَأَى نِيْمُوهُمْ أَوْ إِذَا لَقِيَتْهُمْ هُمْ فَا قَتَلُوهُمْ۔ (ابن ماجہ شریف ص ۱۶)

ان کی نشانی یہ ہے کہ ان کے سر منڈے ہوں گے۔ جب تم انہیں دیکھو یا ان سے ملو تو انہیں قتل کر دو یعنی ان کے بناوٹی طور طریقے اور یہ ظاہری وضع قطع ان کے خبیث باطن کو ظاہر کرتی ہے۔

— آج بھی اپنے گرد و پیش کا بغور جائزہ لینے سے آپ کو اس قسم کی صورتیں کافی تعداد میں چلتی پھرتی نظر آئیں گی۔ جن کے خون میں نفاق و ارتداد کے حبرائیم کثرت سے پائے جاتے ہیں۔

دوزخی کتے: ابن ابی اؤنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: الْخَوَارِجُ كِلَابُ النَّارِ (ابن ماجہ شریف ص ۱۵)

خارجی دوزخ کے کتے ہیں۔

● حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ یہ لوگ جو قتل کیے گئے ہیں آسمان کے نیچے سب سے بدترین مقتول ہیں (خوارج کے منڈے ہوئے سر دیکھ کر فرمایا تھا) اور ان لوگوں نے جہنم قتل کیا ہے وہ بہترین مقتول ہیں۔ اور فرمایا —

كِلَابُ أَهْلِ النَّارِ قَدْ كَانَ هُوَ لَا مُسْلِمِينَ دُصَارُ وَاكْفَاراً (ابن ماجہ شریف ص ۱۶)

ترجمہ: ”یہ لوگ اہل جہنم کے کتے ہیں جو اسلام لانے کے بعد کافر بن گئے“

ابو غالب کہتے کہ میں نے ابو امامہ سے دریافت کیا کہ کیا آپ یہ اپنی رائے بیان فرما رہے ہیں

حضرت ابو امامہؓ نے فرمایا بَلْ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 ”نہیں بلکہ میں نے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے“

ان احادیث کو بار بار پڑھیں اور غور فرمائیں کہ یہ کس قسم کے لوگ ہیں جنہیں سرکار
 دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم مرتد فرما رہے ہیں اور شدید نفرت کا اظہار اور ان کی فریب کاریوں
 سے بچنے کی امت کو تلقین فرما رہے ہیں۔ اُسلوبِ قرآن و حدیث سے یہ حقیقت بھی پوری
 طرح واضح ہے کہ جس سے حضور علیہ السلام نفرت و بیزاری کا اظہار فرمائیں وہ کسی طور بھی
 مقبول بارگاہِ خداوندی نہیں ہو سکتا، یہی وجہ ہے کہ اہل ایمان ان چھپے ہوئے مفسدین سے
 شدید نفرت کرتے ہیں۔

کسے خبر تھی کہ لے کر چپراغِ مصطفوی
 جہاں میں آگ لگاتی پھرے گی بُو لہبی
 (علامہ اقبال)

مفتی اسلام

WWW.NAFSEISLAM.COM

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي جعل في كتابه
 آيات كثيرة تدل على
 ان الله تعالى يحب
 المتقين

آخِرِی خَلِیْفَہٗ رَاشِدُ

امیر المؤمنین

سیدنا

امام حسن مجتبیٰ

رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ

وہ حسن مجتبیٰ، سید الاَستحباب، راکبِ دوشِ عزّت پہ لاکھوں سلام

اُج مہرِ کدِ موجِ بحرِ ندی، رُوحِ رُوحِ سخاوت پہ لاکھوں سلام

شہدِ خوارِ عُقابِ زبانِ نبیؐ !

چاشنیِ گیرِ عصمت پہ لاکھوں سلام

(امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ)

امام حسن رضی اللہ عنہ

جمالِ مصطفیٰ کے نور کی روشن کرن تم ہو!

جلالِ حیدری کا عکس اے سید حسن تم ہو!

چراغِ اہلبیتِ مصطفیٰ ہو تم میرے آقا
بنے تھے راکبِ دوشِ امامِ الانبیاء تم بھی
تمہارے عشق میں بادِ بہاری رقص کرتی ہے
پیا تھاز ہر تو نے مصطفیٰ کے دین کی خاطر

شبہ والا رخِ اسلام کی پوری بھین تم ہو
امامِ الاولیاء ابنِ علی، شاہِ زمَن تم ہو
گلِ رعنا، بہارِ جانِ فزا، حُسنِ پسمن تم ہو
لٹے تھے کربلا میں جسکے سب سروِ سمن تم ہو

کیا سرِ سبز تیرے خون نے کشتِ شہاد کو!

تمہیں خضرِ جہاں ہو دو جہاں کا بانگِ پین تم ہو

خضر



سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ

باب شہر ولایت امام حسنؑ شاہِ جو و سخاوت امام حسنؑ
ابنِ خیر شکن نور شاہِ زمن ماہِ فلکِ امامت کی کیا بات ہے
(مختصر)

سید السادات، سرِ پائے کمالات، صاحبِ کرامات، چشمہٴ شرافت، آفتابِ سخاوت،
مہتابِ امامت، امامِ شریعت و طریقت، واقفِ رموزِ حقیقت، غواصِ بحرِ معرفت، مینارِ
شجاعت، حسنِ ہدایت، عکسِ جمالِ مصطفیٰ، پر نور شیرِ خدا، نورِ چشمِ خیر النساء، حضرت
امیر المؤمنین سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ علم کے بحرِ زخار، جنت کے جوانوں کے
سرور، سخی، بردبار، متقی، پرہیزگار اور نورِ سیدالابرار ہیں۔

آپ عظیم قائدانہ صلاحیتوں کے مالک، عفو و درگزر کرنے والے وہ نواسہٴ رسول ہیں
جو دنیا میں سید کے لقب سے مشہور ہیں۔ سیادت جس پہ ناز کرتی ہے۔ ولایت
جس پہ فخر کرتی ہے، حسن جس پہ نثار اور خوشبو جس کا طواف کرتی ہے۔ وہ ہیں
رونقِ چمن۔ شاہِ زمن۔ امامِ حسن رضی اللہ عنہ۔ جاہ و جلال جس پہ قربان ہو، وصال
جس پہ فدا ہو۔ سخاوت جس کی عادت ہو، محبت جس کی خصلت ہو، ثروت جس کی
باندی ہو، شہادت جس کی تمنا ہو، خوبیوں کا جو مالک ہو، حیا کا جو پیکر ہو، علم کا جو
سمندر ہو، حلم کا جو آسمان ہو، اسی کو حسن کہا جاتا ہے۔ امامِ حسن رضی اللہ عنہ
ان تمام فضائل و خصائص کے حامل پُر وقار شخصیت کے مالک اور وہ عظیم النظیر شہید ہیں
جن کی بردباری کا ایک زمانہ گواہ ہے۔

آپ حضورِ علیہ السلام کے فرمان کے مطابق آخری خلیفہ راشد ہیں۔

شہر نے زمانے کو مصیبت بچایا : آلام کو آرام سے دامن میں چھپایا
 ہر دکھ کا مداوا کیا یوں ابن علی نے : ہر درد کو بس چنے ہی سینے سے لگایا
 (مختصر)

نام و نسب: آپ کا نام نامی اسم گرامی حسن ہے اور کنیت ابو محمد ہے۔
القاب: تقی، زکی، سید، محبتی، شبیبہ رسول، ولی سبط رسول
 جوّاد، کریم، زاہد۔

باپ: سیدنا علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب

والدہ: سیدۃ النساء العظیمین فاطمہ زہرا بنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

لقب سید: آپ کا مشہور لقب تقی ہے اور مرتبہ کے اعتبار سے سب سے
 اعلیٰ لقب "سید" ہے اسلئے کہ یہ لقب آپ کو اپنے نانا سید الانبیاء
 صلی اللہ علیہ وسلم نے عنایت فرمایا تھا۔ حضرت ابو بکرہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا کہ حضرت حسن بن علی آپ
 کے پہلو میں بیٹھے تھے حضور کبھی لوگوں کی طرف توجہ فرماتے اور کبھی حسن کی طرف دیکھتے
 اور فرماتے تھے۔

اِنَّ ابْنِيْ هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِتْنَتَيْنِ مِنَ
 الْمُسْلِمِيْنَ۔ (بخاری شریف جلد اول ص ۵۳ مطبوع قدیمی کتب خانہ کراچی، ترمذی شریف
 جلد ثانی ص ۲۱۸ مطبوع سعید کمپنی کراچی۔ مشکوٰۃ شریف مناقب اہلبیت صواعق محرقة ص ۱۳۷)

ترجمہ: کہ میرا یہ بیٹا سید (سروار) ہے شاید اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو^(۲)
 جماعتوں میں صلح کرادے "یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دورانِ وعظ کبھی لوگوں کی طرف
 توجہ فرماتے ہیں اور کبھی امام عالی مقام حسن علیہ السلام کی طرف محبت بھری نگاہوں سے
 دیکھتے ہیں۔

سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشادِ گرامی اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو حضرت علی کی شہادت کے بعد اور امام حسن کی خلافت کے زمانہ میں پیش آیا۔ جب آپؐ نے چند شرائط کی بنیاد پر امیر معاویہؓ کے ساتھ صلح کر لی۔ آپ کے بعض ساتھیوں کو یہ بات بہت ناگوار گزری مگر آپ نے اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو قتل و غارت اور تباہی سے بچالیا۔

سید حضرت زکریا علیہ السلام نے بڑھاپے میں نیک اولاد کی دُعا مانگی تو خالق کائنات نے اُن کی دُعا کو شرفِ قبولیت بخشا۔ اور اُن کو حضرت یحییٰ علیہ السلام کی بشارت دی اور فرمایا — سَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ (پارہ ۳ سورہ آل عمران آیت ۳۹)۔ "سردار ہوگا اور ہمیشہ عورتوں سے بچنے والا ہوگا اور نبی ہوگا صالحین سے" قرآن پاک کی اس آیت اور مذکورہ حدیث شریف کی روشنی میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کو سید کہا جاتا ہے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ سید اُسے کہتے ہیں جو غصہ کو عقل پر غالب نہ آنے دے اور خیر و برکات اور حسب و نسب کے اعتبار سے دُوسروں سے بڑھ کر ہو۔

راقم الحروف نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے ذکر میں "سید" کے معانی تفصیل کے ساتھ بیان کئے ہیں۔

ولادت: آخری خلیفہ راشد سیدنا امام حسن علیہ السلام نصفِ رمضان المبارک ۳۰ھ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے سیدہ فاطمہؓ بنتِ رسول اور علیؓ نفسِ رسول کے

آپ پہلے فرزندِ ذی وقار ہیں — حضرت علیؓ سے مرفوعاً روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب سیدہ فاطمہؓ کے بطنِ اطہر سے حسنؓ کے تولد کا وقت قریب آیا تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسماء بنتِ عمیس اور جنابہ امّ سلمہؓ سے فرمایا تم دونوں فاطمہ کے پاس جاؤ جب بچہ پیدا ہو اور آواز بلند کرے تو اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں

اقامت کہی جائے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے بچہ شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔ اور میرے آنے تک اور کچھ نہ کرنا۔ جب بچہ پیدا ہوا تو ہم نے وہی کیا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ آپ تشریف لائے۔ بچے کی ناف کاٹی اور لعاب دہن اس کے منہ میں ڈالا اور نہرایا:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعِيذُكَ بِكَ وَذُرِّيَّتَهُ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. (نور البصار ص ۱۱۱)

اے اللہ میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطانِ رجیم کے شر سے تیری پناہ میں دیتا ہوں۔

امام حسن کی ولادت کے ساتویں روز جناب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچے کا نام کیا رکھا ہے؟ عرض کیا گیا اس کا نام ”حرب“ رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اس کا نام ”حسن“ رکھو۔

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ سید عالم علیہ السلام نے ساتویں روز امام حسن کے عقیقہ میں دو مینڈے ذبح کیے اور دایہ کو سالم ران عطا کی۔ حضرت حسن کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کی۔

ثُمَّ طَلَى رَأْسَهُ بِبَيْدَةِ الْمُبَارَكَةِ (نور البصار ص ۱۱۹)

اور اپنے دستِ مبارک سے حسن کے سر پر خوشبو لگائی۔

امام حسنؑ از روئے حدیث رسولؐ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے محبت

صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کیلئے فرمایا۔
 اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّہٗ فَاَحِبِّہٗ وَاَحِبِّ مَنْ یُّحِبُّہٗ۔ (مسلم شریف جلد ثانی ص ۲۸۲)
 ”اے اللہ میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ اور اس سے بھی محبت رکھ جو اس سے محبت کرے۔“

محبت اہلبیت رسولؐ وہ عظیم نعمت ہے جسکے وسیلے سے بندہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔

• حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ آپ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنے شانے پر بٹھا رکھا ہے اور فرما رہے ہیں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّہٗ فَاَحِبِّہٗ (صحیح مسلم شریف جلد ثانی ص ۲۸۲ مطبوعہ سعید کمپنی بخاری شریف جلد اول ص ۵۳)

”اے اللہ! میں اس (حسنؑ) سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ۔“

• حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرورِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مَنْ اَحَبَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ۔ (سنن ابن ماجہ شریف ص ۱۳)

”جس نے حسن و حسین سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔“

اس حدیث مبارکہ سے یہ امر واضح ہو گیا کہ یہ بات علم نبوت میں تھی کہ بعض لوگ حسین کریمین کے ساتھ بغض و عناد رکھیں گے۔ انہیں تنبیہ کے انداز میں فرمایا جا رہا ہے کہ میرے ساتھ محبت کا دعویٰ کرنے والے اس چیز کا خیال رکھیں کہ میرے نواسوں کے بارے میں اُن کے دلی جذبات کیا ہیں؟ اور اس سے یہ امر بھی معلوم ہوا کہ حسن و حسین کا مخالف عظمت پیغمبر کا منکر اور اغترال کے مرض میں مبتلا ہے۔

راکب دوش رسولؐ | حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سن بن علی کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے کہا: نِعْمَ الْمَرْكَبُ رَكِبْتَ يَا غُلَامُ۔ ”اے لڑکے تو کیسی اچھی سواری پر سوار ہے“ (اس کے جواب میں) نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نِعْمَ الرَّكَبُ ”سوار بھی تو بہت اچھا ہے“

(جامع ترمذی شریف جلد ثانی ص ۲۱۸)

شبیہ رسولؐ | حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنْهُمْ أَشْبَهَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ۔ (ترمذی شریف جلد ثانی ص ۲۱۸)

”کوئی بھی حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم شکل نہ تھا“

● حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا فَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يُشَبِّهُهُ (ترمذی شریف جلد ثانی ص ۲۱۸) کہ ”حضرت حسن بن علیؑ آپ کے زیادہ مُشابہ تھے“

خوشبوئے رسولؐ | حضرت حافظ ابو نعیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حدیث میں بیان کیا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جناب صدیق اکبر

نے فرمایا کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نماز پڑھا رہے ہوتے۔ آپ جب مسجد میں ہوتے تو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ تشریف لاتے جبکہ آپ کمسن تھے تو کبھی آپ کی کمر پر بیٹھ جاتے۔ کبھی گردن پر سوار ہو جاتے اور حضور علیہ السلام اُن کو آہستہ سے اٹھاتے (کہ کہیں گرنے جائیں) جب نماز سے فارغ ہوئے تو صحابہ کرام نے عرض کیا: یَا رَسُولَ اللَّهِ اِنَّا رَاَیْنَاكَ تَصْنَعُ بِهَذَا الصَّبِیِّ شَیْئًا مَا رَاَیْنَاكَ تَصْنَعُهُ بِاَحَدٍ یَا رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اس بچے کا سا سلوک کسی سے نہیں کیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اِنَّ هَذَا رِیْحَانَتِیْ وَ اِنَّ هَذَا اِبْنِیْ سَیِّدُ وَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ یُّصْلِحَ بِہِ بَیِّنَ فِئَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ! یہ میری خوشبو ہے۔ یہ میرا بیٹا سید ہے اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرائے گا۔ (نور الابصار ص ۱۲)

علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کو اپنے اشعار میں یوں بیان کیا ہے۔

اں یکے شمع شبستانِ حرم : حافظِ جمعیتِ خیرِ الاُمم !
تانشیند آتشِ پیکار و کیں : پشتِ پاژد بر سرتاج و نگین

یعنی "امام حسن" شبستانِ حرم کی روشن ترین شمع اور اُمتِ مصطفوی کے وہ محافظ ہیں جنہوں نے تاج و تخت کو ٹھوکر لگا دی تاکہ جنگ و جدل اور بغض و کینہ کی آگ سرد ہو جائے۔

● ابن سعد نے عبد اللہ بن عبد الرحمن بن زبیر سے جو روایت بیان کی ہے اس کا آخری حصہ یوں ہے کہ میں نے حضرت حسن کو آتے دیکھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سجده کی حالت میں تھے حضرت حسن حضور کی گردن یا پشت پر سوار ہو گئے اور اپنی مرضی سے ہی اترے اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رکوع کی حالت میں دیکھا فَيُفْرِجُ لَهُ بَیْنَ رِجْلَيْهِ حَتَّى يَخْرُجَ مِنَ الْجَانِبِ الْاُخْرِ کہ آپ اپنی

ٹانگوں کو کھلا کر دیتے تاکہ حضرت حسن دوسری جانب نکل جائیں۔

(صواعق محرقة ص ۱۳۸)

مَحَدِّثُ:

علامہ سید مومن شبلی نعمانی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نور الابصار میں تفسیر الوسیط امام ابوالحسن علی بن احمد واحدی کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ جب امام حسن مسجد نبوی میں تشریف لاتے تو لوگ (قرآن و سنت کی تعلیم کے حصول کی خاطر) آپ کے گرد جمع ہو جاتے۔ ایک شخص آیا اُس نے دیکھا کہ ایک صاحب احادیث رسول بیان فرما رہے ہیں اور لوگ اُن کے پاس جمع ہیں۔ اُس نے آتے ہی کہا۔ شاہد و مشہود (کے بارے میں) بیان کریں۔ انہوں نے فرمایا ”شاہد“ جمعہ کا دن اور ”مشہود“ عرفہ کا دن ہے۔ وہ شخص وہاں سے اُٹھ کر دوسرے محدث کے پاس گیا جو حدیث بیان فرما رہے تھے۔ اس نے اُن سے بھی ”شاہد و مشہود“ سے متعلق دریافت کیا۔ انہوں نے جواب میں فرمایا ”شاہد“ جمعہ کا دن اور ”مشہود“ نحر (جس روز لوگ قربانی کرتے ہیں) کا دن ہے۔ پھر وہ اُٹھ کر تیسرے محدث کے پاس گیا۔ اُن سے بھی ”شاہد و مشہود“ اسی سے متعلق پوچھا۔ انہوں نے جواب میں فرمایا۔ ”شاہد“ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور ”مشہود“ قیامت کا دن ہے۔

اور فرمایا۔ کیا تو نے نہیں سنا؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَهِيدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا (پارہ ۲۲ سورہ احزاب

آیت ۴۵)

”اے نبی ہم نے آپ کو شاہد اور خوشخبری دینے والا اور آنے والے خطرات سے لوگوں کو آگاہ کرنے والا بھیجا ہے۔“

ذَلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوعٌ لِّلنَّاسِ وَذَلِكَ يَوْمُ مَّشْهُودٍ (پارہ ۱۲ سورہ ہود آیت ۱۰۳)

”اس روز سب لوگ اللہ کے حضور جمع ہوں گے اور وہ دن مشہود ہے۔“

اس سوال کرنے والے شخص نے لوگوں سے پوچھا پہلے محدث کون ہیں؟
لوگوں نے کہا۔ وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ اس نے کہا
دوسرے کون ہیں؟

لوگوں نے کہا۔ وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ اس نے پوچھا تیسرے
محدث کون ہیں؟

لوگوں نے کہا۔ وہ امام حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ (نور اللبصار)

ایک دفعہ حضرت امام حسنؑ غسل فرما کر
اس حالت میں باہر تشریف لائے کہ آپ

پر ایک خوبصورت اور قیمتی چادر تھی۔ کانوں کی ٹوٹک بال مبارک اور چہرہ خوشنما تھا۔
راستے میں ایک محتاج یہودی سامنے سے آتا ہوا نظر آیا شکستہ چمڑے کا لباس اور
وہ غربت و ذلت پر سوار تھا اور دوپہر کے سورج نے اس کے ہونٹ خشک کر دیئے
تھے۔ وہ پانی کا مٹکا کندھوں پر اٹھائے ہوئے تھا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو
روک کر عرض کرنے لگا۔ اے ابن رسول اللہ میرا ایک سوال ہے اس کا جواب چاہیئے
آپ نے فرمایا کہو کیا سوال ہے؟ اس نے کہا آپ کے نانا کا فرمان ہے۔ اَلدُّنْيَا
سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ۔ ”دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر
کے لئے جنت ہے“

آپ مومن ہیں اور میں کافر ہوں۔ میں دنیا کو آپ کے لئے جنت دیکھ رہا ہوں
کہ آپ اس میں عیش و آرام سے زندگی بسر فرما رہے ہیں اور میں اسے اپنے لئے
قید خانہ دیکھ رہا ہوں کہ اس کی تکالیف و عسرت نے مجھے ہلاک کر دیا ہے اور اسکی
غریب و مسکینت مجھ کو مصائب و آلام میں مبتلا کر رکھا ہے۔ امام حسن مجتبیٰ نے اس کی
بات سن کر فرمایا۔ ”اے یہودی“ اگر تو وہ نعمتیں دیکھ لے جو اللہ نے میرے لئے جنت

میں تیار کی ہوئی ہیں۔ تو یقین کرے گا کہ میں اُن نعمتوں کی نسبت اب قید خانے میں ہوں۔ اور اگر تو وہ عذابِ الیم دیکھ لے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے آخرت میں تیار کر رکھا ہے۔ تو اس وقت تو اپنے آپ کو وسیع جنت میں دیکھے گا۔

(نورالابصار ص ۱۲)

سخاوت: سیدنا امام حسن علیہ السلام کی سخاوت کے تذکرے شاہوں کے محلات اور گداؤں کی جھونپڑیوں میں قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ آپ اس سخی گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ کائناتِ ارضی میں جس کی نظیر نہیں ملتی۔ ایک مرتبہ آپ سے پوچھا گیا ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کسی بھی سائل کو خالی ہاتھ واپس جانے نہیں دیتے اگرچہ آپ کے پاس کچھ ہو یا نہ ہو۔ آپ نے فرمایا۔ میں اللہ کی بارگاہ میں سوال کرتا ہوں مجھے شرم آتی ہے کہ میں خود سائل ہوں اور اگر کوئی سائل دامن پھیلائے تو اسے خالی ہاتھ واپس کروں۔ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ عہد کیا، اَنْ يُفِضَنَ نِعْمَةً عَلَيَّ کہ وہ مجھ پر اپنی رحمتوں کے دریا بہائے گا۔ اور میں نے اس سے عہد کیا ہے اَنْ اُفِضَنَ نِعْمَةً عَلَيَّ النَّاسِ کہ میں لوگوں پر نعمتوں کے دریا بہاؤں گا۔ مجھے ڈر ہے کہ اگر میں یہ عادت ختم کر دوں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے اپنی عادت روک لے گا۔ (نورالابصار ص ۱۲۳)

فتاہت: علامہ عبدالسلام رضوی اپنی کتاب ”شہادتِ نواسۃ سیدالابرار“ میں حافظ ابن قیم کی کتاب ”الطریق الحکمیہ“ (مطبوع مصر ص ۵۶) کے حوالے سے رقمطراز ہیں کہ ایک شخص کو گرفتار کر کے مولا علی کی بارگاہ میں پیش کیا گیا۔ گرفتاری ایک غیر آباد مقام سے ہوئی تھی۔ گرفتاری کے وقت اس کے ہاتھ میں ایک خون آلود چھری تھی۔ یہ کھڑا تھا اور ایک لاش خون میں لت پت توڑ رہی تھی۔ اس شخص نے امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کے سامنے اقبالِ جرم کر لیا۔ آپ کے حضور اقبالِ جرم کرنے والا ایک اور شخص بھی کھڑا تھا۔ سیدنا علی نے ملزمِ اول سے درنیت

فرمایا کہ تو نے کیوں اقبالِ جرم کیا۔ اس نے عرض کیا کہ جن حالات میں میری گرفتاری عمل میں آئی۔ میں نے سمجھا کہ ان حالات کی موجودگی میں میرا انکار فائدہ مند نہ ہوگا۔ اس سے پوچھا گیا کہ اس واقعہ کی تفصیل بیان کر۔ اس نے عرض کیا کہ میں قصاب ہوں میں نے جائے وقوعہ کے قریب بکرے کو ذبح کیا۔ اسی عمل میں مصروف تھا کہ معاً مجھے پیشاب کی حاجت ہوئی۔ ابھی پیشاب سے فارغ ہی ہوا تھا کہ میری نظر اس لاش پر پڑ گئی۔ میں اس لاش کے قریب کھڑا تھا کہ لوگوں نے مجھے قاتل سمجھ کر پکڑ لیا مجھے اس امر کا یقین ہو گیا کہ ان تمام لوگوں کے بیانات کے سامنے میرے انکاری بیان کا کچھ اعتبار نہ کیا جائے گا۔ اس لئے میں نے اقبالِ جرم کر لیا۔ پھر دوسرے اقبالِ جرم سے دریافت فرمایا۔ اس نے عرض کیا میں ایک اعرابی ہوں مفلس و نادار ہوں مقتول کو میں نے مال کے لالچ کی بنا پر قتل کیا تھا کہ اتنے میں مجھے کسی کے آنے کی آہٹ محسوس ہوئی اور میں ایک گوشے میں جا چھپا اتنے میں لوگوں نے اس قصاب کو گرفتار کر لیا۔ میرے دل نے مجھے اقبالِ جرم کرنے پر آمادہ کیا کہ میری وجہ سے یہ بے گناہ مارا جائے۔ مولانا علی نے اپنے فرزندِ ارجمند سے پوچھا کہ تمہارے اس مقدمہ میں کیا رائے ہے؟ حضرت حسن مجتبیٰ نے کہا امیر المؤمنین اگر اس شخص نے ایک آدمی کو ہلاک کیا ہے تو ایک کی جان بھی بچائی ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَاتَبْنَا أَحْيَاءَ النَّاسِ جَمِيعًا۔ (پارہ ۶ سورہ مائدہ آیت نمبر ۳۲)

ترجمہ: جس نے ایک شخص کی جان کو بچا لیا گویا اس نے سب لوگوں کی جان کو بچا لیا۔ حضرت علی نے جنابِ حسن کا مشورہ پسند فرمایا اور آپ نے دوسرے اصل مجرم کو بھی چھوڑ دیا اور مقتول کا خون بہا بیت المال سے ادا کرنے کا حکم فرمایا۔

صرف اتنا فرمایا: علامہ ابن حجر نے بزار کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ جب آپ خلیفہ مقرر ہوئے تو ایک آدمی نے نماز کی

حالت میں آپ پر حملہ کر دیا اور مسجد سے میں آپ پر خنجر کا وار کیا تو آپ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا۔ اے اہل عراق اتقوا اللہ فینا فاننا امرأۃ کفر و صنیقاً نکم
 ”ہمارے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو کہ ہم آپ کے امیر اور مہمان بھی ہیں۔“
 وَنَحْنُ أَهْلُ الْبَيْتِ الَّذِينَ قَالَ اللَّهُ فِيهِمْ وَهُ أَهْلُ بَيْتِ هِيَ جَنَّةٌ
 مستقل اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ
 أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً ۵ (پارہ ۲۲۔ سورۃ احزاب۔ آیت ۳۳)۔
 ”اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور
 تمہیں پاک کر کے خوب سُخّرا کر دے۔“

آپ اس آیت کو بار بار پڑھتے رہے یہاں تک کہ تمام اہل مسجد رو پڑے۔
 (صواعق مخرقہ ص ۱۳۹)

عفو و درگزر: مروان نے آپ کی طرف ایچی بھیجا جو آپ کو گالیاں دیتا تھا
 وہ مدینہ کا عامل تھا اور ہر جمعہ کو منبر رسول پر حضرت مولا علی
 کو گالیاں دیتا تھا۔ حضرت حسن نے اس کے ایچی سے کہا۔ اس کو جا کر کہہ دے
 خدا کی قسم میں تجھ کو گالیاں دے کر کوئی بات مٹانا نہیں چاہتا جو تو نے کہی
 ہے۔ اللہ کے ہاں تیرے اور میرے جمع ہونے کی ایک جگہ ہے

فَإِنْ كُنْتَ صَادِقًا فَجَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا أَبْصَدُ قَدَّ
 ”اگر تو سچا ہے تو اللہ تعالیٰ تیرے سچ کی تجھے خیر دے گا“

فَإِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَاللَّهُ أَشَدُّ نِقْمَةً
 اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ سخت انتقام لینے والا ہے۔

(صواعق مخرقہ ص ۱۳۹)

مروان بھی رو پڑا: جب امام عالی مقام حسن علیہ السلام نے وفات پائی تو مروان آپ کے جنازے پر رویا تو حضرت امام حسین

علیہ السلام نے اُسے فرمایا کیا تو اس پر روتا ہے حالانکہ تو نے اُنہیں سخت ترین اذیت میں مبتلا رکھا مروان نے پہاڑ کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے کہا: اِنِّیْ کُنْتُ اَفْعَلُ ذَالِکَ اِلٰی اَحْلَمَ مِنْ هٰذَا (صواعق محرقة ص ۱۲) میں یہ اس شخص سے کرتا تھا جو اس پہاڑ سے بھی زیادہ حلیم تھا۔

پیدل حج علامہ ابن حجر نے امام ابو نعیم کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن نے فرمایا کہ مجھے اپنے رب سے اس حال میں

ملنے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے کہ میں اس کے گھر کی طرف پیدل نہ چلا ہوں فَمَشِیْ عِشْرَیْنِ حَجَّۃً۔ ”چنانچہ آپ نے بین حج پیدل کیے“

● امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن نے پچیس حج پیدل کیے ہیں۔ وَ اِنَّ النَّجَایْبَ لَتُنْقَادُ بَیْنَ یَدَیْهِ۔ ”اور اونٹنیاں آپ کے سامنے کھینچ کر لائی جائیں“ (صواعق محرقة ص ۱۳۹)

باطنی خلافت: سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ خلافت سے دستبردار صرف اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے لیے ہوئے تھے عَوَّضَهُ اللّٰهُ وَاَهْلَبَیْتِیْہِ

عَنْهَا بِالْخِلَافَةِ الْبَاطِنِیَّةِ۔

”تو اللہ تعالیٰ نے اس کے عوض آپ کو اور آپ کے اہل بیت کو باطنی خلافت سے سرفراز فرمایا“ حتیٰ کہ علماء کہتے ہیں کہ ہر زمانہ میں تمام اولیاء اللہ کا قطب صرف اہلبیت سے ہی ہوتا ہے۔ جب امام حسن علیہ السلام ظاہری خلافت سے دستبردار ہو گئے تو آپ کے (بعض) ساتھی کہنے لگے کہ آپ مومنوں کے لیے غار (شرمندگی و عیب) بن گئے ہیں

آپ اس کے جواب میں فرمایا کرتے تھے۔ اَلْعَارُ خَيْرٌ مِّنَ النَّارِ۔ کہ عارِ نار سے بہتر ہے۔
(نور الابصار ص ۱۲)

کراماتِ حسن (علیہ السلام)

ایک حبشی کیلئے دعا: حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ پیدل بغرض حج مکہ معظمہ تشریف لے جا رہے تھے تو آپ

کے پاؤں میں درم آگیا۔ آپ کے کسی غلام نے عرض کی کاش کہ آپ کسی سواری پر سوار ہو جائیں تاکہ درم کم ہو جائے۔ آپ نے اس کی درخواست قبول نہ کی اور فرمایا جب تم گھر پہنچو گے تو تمہیں ایک حبشی ملے گا جس کے پاس کچھ تیل ہو گا۔ تم اس سے خرید لینا اور جھگڑا مت کرنا۔ آپ کے غلام نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ ہم نے کسی جگہ بھی کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جس کے پاس ایسی دوا ہو۔ اس جگہ کہاں دستیاب ہوگی۔ جب وہ اپنی منزل پر پہنچے تو وہ حبشی دکھائی دیا۔ انہوں نے کہا یہ ہے وہ حبشی جس کے متعلق میں نے بتایا تھا۔ جاؤ اور اس سے تیل خرید لاؤ اور قیمت ادا کر آؤ۔ جوں ہی وہ غلام اس حبشی کے پاس گیا اور تیل طلب کیا تو اس نے کہا۔ اے غلام یہ تیل کس کے لئے خرید رہے ہو؟ غلام بولا حضرت امام حسنؑ کے لئے۔ اس نے کہا مجھے ان کے پاس لے چلو میں اُن کا غلام ہوں۔ جب وہ حبشی آپ کے پاس پہنچا تو کہنے لگا میں آپ کا غلام ہوں۔ تیل کی قیمت نہیں لوں گا۔ آپ بس میری بیوی کیلئے جو دروزہ میں مبتلا ہے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے ایک صحیح الاعضاء بچہ عطا کرے آپ نے فرمایا اپنے گھر لوٹ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ایسا ہی بیٹا عطا کرے گا جیسا تم چاہتے ہو۔ وہ ہمارا پیروکار ہو گا۔ حبشی گھر گیا تو گھر کی حالت ویسے ہی پانی جیسی سنی تھی

(شواہد النبوة علامہ جامی)

خشک درخت سے تازہ کھجوریں | ایک دن آپؐ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے کسی صاحبزادے کے ساتھ کہیں سفر کر رہے

تھے کہ ایک خشک باغ میں ڈیرہ ڈال دیا۔ حضرت حسنؑ کے لیے باغ کے ایک دامن میں اور ابن زبیر کے لیے باغ کے دوسرے دامن میں فرش بچھایا گیا ابن زبیر بولے کاش کہ اس نخلستان میں تازہ کھجوریں ہوتیں جنہیں ہم کھاتے حضرت امام حسنؑ نے فرمایا کیا تازہ کھجوریں چاہتے ہو؟ ابن زبیر بولے ہاں۔ آپؐ نے دست دعا اٹھایا اور زیر لب کچھ پڑھا جو کسی کو معلوم نہ ہوا فوراً کھجور کا ایک درخت تروتازہ اور بار آور ہو گیا۔ اس میں تازہ کھجوریں لگ گئیں۔ اُن کا ساتھی شتر بان بولا۔ بخدا یہ تو جادو ہے حضرت حسنؑ نے فرمایا یہ جادو نہیں۔ یہ اس دعائے مستجاب کا اثر ہے جو پیغمبر علیہ السلام کے بیٹے نے مانگی تھی۔ اس کے بعد لوگوں نے اس درخت خرما پر چڑھ کر تمام کھجوریں توڑ لیں جن سے تمام سیر ہو گئے۔

(شواہد النبوة مترجم ص ۳۰۲)

عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: | حضرت امیر المؤمنین امام حسن علیہ السلام نے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو (خواب میں)

دیکھا تو اُن سے کہا۔ میں انگوٹھی بنوانا چاہتا ہوں اس پر کیا لکھوں؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ اُس پر لکھئے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِينُ کیونکہ یہ انجیل کے آخر میں تحریر ہے۔

(نور الابصار ص ۱۲۲)

شہادت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام حضرت امیر معاویہ سے صلح کے بعد مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور وہاں آپ نے دس سال اقامت فرمائی۔ اس کے بعد آپ کو زہر دیا گیا جس کے سبب آپ کی شہادت واقع ہوئی۔ مؤرخین کا اس میں اختلاف ہے کہ زہر کس نے دیا۔ بعض علماء نے آپ کی زوجہ حبہ بنت اشعث بن قیس کنہی کے بارے میں لکھا ہے کہ اس نے یزید لعین کے اکسانے پر آپ کو زہر دیا اور بعض نے اس سے اختلاف کیا ہے جن میں حافظ ابن کثیر بھی ہیں۔

صدر الافاضل استاذ المفسرین علامہ مولانا سید امام نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ علیہ نے زہر خورانی کی مذکورہ روایت پر ایک ناقدانہ تبصرہ تحریر فرمایا ہے جو یہاں نقل کیا جاتا ہے۔ آپ بیان فرماتے ہیں :-

مؤرخین نے زہر خورانی کی نسبت حبہ بنت اشعث بن قیس کی طرف کی ہے اور اس کو حضرت امام کی زوجہ بتایا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ یہ زہر خورانی باغوائے یزید ہوئی ہے اور یزید نے اس سے نکاح کا وعدہ کیا تھا۔ اس طمع میں آکر اس نے حضرت امام کو زہر دیا۔ لیکن اس روایت کی کوئی سند صحیح دستیاب نہیں ہوئی اور بغیر کسی سند کے کسی مسلمان پر قتل کا الزام اور ایسے عظیم الشان قتل کا الزام کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔ قطع نظر اس بات کے کہ روایت کے لئے کوئی سند نہیں ہے اور مؤرخین نے بغیر کسی معتبر ذریعہ یا معتد حوالہ کے لکھ دیا ہے۔

یہ خیر واقعات کے لحاظ سے بھی ناقابل اطمینان معلوم ہوتی ہے۔ واقعات کی تحقیق خود واقعات کے زمانہ میں جیسی ہو سکتی ہے مشکل ہے کہ بعد کو دسی تحقیق ہو۔

خاص کر جبکہ واقعہ اتنا اہم ہو مگر حیرت ہے کہ اہل بیت اطہار کے اس امام مجاہد کا قتل۔ اس قاتل کی خبر غیر کو تو کیا ہوتی خود حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو پتہ نہیں ہے کہ زہر کس نے دیا، یہی تاریخیں بتاتی ہیں کہ وہ اپنے برادرِ معظم سے زہر دہندہ کا نام دریافت فرماتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زہر دینے والے کا علم نہ تھا۔ اب رہی یہ بات کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کا نام لیتے انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ تو اب حجبہ کو قاتل ہونے کے لیے معین کر نیوالا کون ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یا امین کے صاحبزادوں میں سے کسی صاحب کو اپنی آخر حیات تک جعدہ کی زہر خورانی کا کوئی ثبوت نہ پہنچا نہ اُن میں سے کسی نے اس پر شرعی مواخذہ کیا۔

ایک اور پہلو اس واقعہ کا خاص طور پر قابلِ لحاظ ہے وہ یہ کہ حضرت امام کی بیوی کو غیر کے ساتھ ساز باز کرنے کی شینع تہمت کے ساتھ مُشہم کیا جاتا ہے یہ ایک بدترین تبرا ہے۔ عجیب نہیں کہ اس حکایت کی بنیاد خارجیوں کی افتراءت ہوں۔

(سوانح کربلا از سید نعیم الدین مراد آبادی)

عمر بن اسحاق سے روایت ہے انہوں نے کہا میں اور ایک دوسرا شخص امام حسن کی بیمار پُرسی کے لیے گئے تو آپ نے فرمایا سوال کرو کیا چاہتے ہو؟ اس شخص نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو صحت عطا فرمائے تو پھر آپ سے سوال کروں گا۔ امام حسن نے فرمایا میرا جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا ہے۔ مجھے کئی دفعہ زہر پلایا گیا ہے مگر اس دفعہ جو زہر مجھے دیا گیا ہے ایسا زہر پہلے کبھی نہیں دیا گیا۔ پھر میں دوسرے روز گیا تو امام حسین رضی اللہ عنہ اُن کے سر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا اے میرے بھائی آپ کو کس نے زہر دیا ہے۔ فرمایا کیوں؟ تم اسے قتل کر دو گے؟ امام حسین نے کہا ہاں فرمایا اگر زہر دینے والا وہی شخص ہے جس کے متعلق میرا گمان ہے تو اللہ کا عذاب اور

انتقام بہت سخت ہے اور اگر وہ نہیں ہے تو میں پسند نہیں کرتا کہ میرے بدلہ میں ایک بے گناہ کو قتل کر دیا جائے۔ آپ نے پچاس یا انچاس ہجری پانچ ذی الحجہ الاذل شریف کو وفات پائی۔ آپ کو جنت البقیع میں آپ کی دادی جنابہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس دفن کیا گیا آپ کی عمر شریف ۴۴ برس تھی آپ کی مدت خلافت صرف چھ ماہ پانچ روز تھی۔
(نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار ص ۱۲۳)

حضرت امام عالی مقام سیدنا حسن علیہ السلام نے کافی نکاح آپ کی ازواج : فرمائے لیکن کتب سیر میں یہ نام ملتے ہیں۔

- ① اُمّ البشیر بنت ابوسعود بن عتبہ ② خولہ بنت منصور بن ریان بن عمرو بن جابر
- ③ فاطمہ بنت ابوسعود عتبہ بن عمر ④ ام اسحاق بنت طلحہ ⑤ رملہ ⑥ ام الحسن
- ⑦ تقضیہ ⑧ امرأہ لقیس ⑨ حیدہ بنت اشعث

① حضرت زید ② حضرت حسن مثنیٰ ③ حسین اشرم
صاحبزادے ④ طلحہ ⑤ اسمعیل ⑥ حمزہ ⑦ یعقوب ⑧ عبداللہ

- ⑨ عبدالرحمن ⑩ ابوبکر ⑪ عمر ⑫ قاسم - رضی اللہ تعالیٰ عنہم

① فاطمہ ② ام سلمہ ③ ام عبداللہ
صاحبزادیاں ④ ام الحسین رملہ ⑤ ام الحسن - رضی اللہ تعالیٰ عنہن

امیر المؤمنین امام عالی مقام سیدہ جہن رضی اللہ عنہ کی نسل سیدنا زید اور سیدنا حسن مثنیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے چلی بد



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

انتخاب اشعار

حضرت پیر طریقت، رہبر شریعت، شہبازِ خطابت حضرت علامہ قبلہ سیدی صاحبزادہ
پیر سید خضر حسین چشتی دامت برکاتہم و فیوضہم العالیہ بانی و ناظم اعلیٰ دارالعلوم چشتیہ
غوثیہ منڈی بہاؤ الدین (ضلع گجرات) نے بندہ ناچیز کے عرض کرنے پر عظمتِ صحابہ کرام کے
موضوع پر کی گئی تقاریر اور آپ کے وہ مضامین جو وقتاً فوقتاً مختلف ملکی رسائل و جرائد
میں چھپتے رہے ہیں کو ایک کتابی شکل میں جمع فرمایا ہے تاکہ مسلمان اس کتاب "خلفائے رسول"
کے مطالعہ سے استفادہ کریں اور قرآن و حدیث کی روشنی میں اپنے عقائد و نظریات کو ایمان
و ایقان کے لیروں سے بچا سکیں، اختلافات و تنازعات کو ہوا دینے والے چالاک و عیار
اور بداندیش دشمنوں کی فریب کاریوں سے اپنے دین کو محفوظ رکھ سکیں۔
موصوف جہاں ایک بلند پایہ خطیب، شیریں مقال مقرر اور عالی مرتبت ادیب ہیں
وہاں ایک بہترین شاعر بھی ہیں آپ کے کلام میں سے بندہ نے شعری ذوق رکھنے والوں
کے لیے چند اشعار کا انتخاب کیا ہے جنہیں اس کتاب "خلفائے رسول" کے آخری صفحات
میں جگہ بھی مرحمت ہوئی ہے

نیاز کیشٹے،

سید محمد امجد منیر (فاصلہ عربی) ہیکٹی شریف

حمد

زبانِ خلق پر جاری ہے تعریفِ شنائتیری : ازل سے ہے ابد تک ہے فنا میری بقا تیری
ہے ہر گل میں تیرا جلوہ ہے ہر لب پر تیرا نعمہ : دُری اور اک سے قدرت ہے رب دوسرا تیری

نعت

چاند شرمندہ ہے اُن کا رُوئے تاباں دیکھ کر
جھوم اٹھا لامکاں، لوح و قلم، کرسی و عرش
اک تبسم سے نبی کے مسکراتے دو جہاں
نہیں شیدا میں حُسنِ انجمن کا
میرے محبوب کی قامت کے آگے
ہوں جسکے خار بھی جنتِ بدِ اماں

پھول شرماتے چمن میں اُن کو خنداں دیکھ کر
لامکاں میں کھلی والے کو حسرا ماں دیکھ کر
رو پڑا سارا زمانہ اُن کو بگر یاں دیکھ کر
میں دیوانہ ہوں سلطانِ زمن کا
بھلا ہے ذکر کیا سرو و سمن کا
بیاں تر بہ ہو کیسے اُس چمن کا

اندازِ طلب

عطا کر یا الہی شیر و شبیر کا صدقہ
خضر کی معصیت کو اپنی رحمت میں چھپا پارت
خدا نے آپ کو قرآن میں رحمت سے فرمایا
ہمیں ہے پس ڈالا گردشِ دوراں کی چکی نے
عجب ہے آپ کے ہو کر رہیں قعرِ مذلت میں
خضر کے گلشنِ دل میں غزاں خیمے لگا بیٹھی

عطا ہو دردِ دل ہر عاشقِ دلیگیر کا صدقہ
جنابِ فاطمہؑ کی چادرِ تطہیر کا صدقہ
نوازے کون پھر جزا آپ کے ان عیبِ کاروں کو
سہارا دیجئے آ کر عزیز ہوں بے سہاراں کو
عجب ہے آپ کے ہو کر ترستے ہیں کناروں کو
میری جانب بھی آجائیں اشارہ ہو بہاروں کو

مناقب

سیدنا شہیدِ کربلا کی شان میں لکھتے ہیں

بجھائی خوں سے تو تشنگی ان ریگزاروں کی
تو ہے مہرِ منور بے گماں فلکِ شہادت کا
حسین و مر جیس، گلزارِ سہرا کے گلِ رعنا

میرے آقا و مولا محسنِ دشتِ بلا تو ہے
شہیدِ خنجرِ ظلم و جفا، شقیاءِ تو ہے
اے نورِ مرتضیٰ سلطانِ قلیم و فنا تو ہے

بفرمان نبی سردار جنت کے جوانوں کا بقول پیرا جمیٹری بنائے لا الہ تو ہے

سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام

جس کی چشم خوں فشاں سے عمر بھر ٹپکا لہو
عرش حق تھرا گیا اور فرش بھی تھا سو گوار
یاد آتی جب تمہاری کربلا میں بے کسی
سیدنا امام جعفر صادق

وہ غم و آلام کاشہ کا زین العابدین
بن کے قیدی حب چلا بیمار زین العابدین
کانپ اٹھے ہیں میرے اشعار زین العابدین
صرف ایک شعر

چمک رہا ہے نبی کے گھر میں چراغ بن کے امام جعفر
سیدنا امام علی رضا

حجرہ زہرا پاک کی قندیل نور بار
دشمن سے زہر کھا کے بھی شکوہ نہیں کیا
کنز علیؑ کے گوہر تاباں علی رضا
تصویر صبر پیکر احسان علی رضا

سیدنا امام موسیٰ کاظمؑ

گل باغ محمدؐ عکس جعفرؑ پر تو با تدر
نگہبان شریعت واقف اسرار لا موتی
علیؑ کا حسن تصویرِ شہید کر بلا کاظم
طریقت کی چمک نور امامت کی ضیا کاظم

سیدنا شمس العارفین سیالوی

شہ سلیمان تونسویؒ کے تخت شاہی کو سلام
نور سے اُن کے منور ہو گیا اُن کا تسم
جسکے ہیں اعلیٰ ترین شہ کار شمس العارفین
جسکی کرنوں میں ہیں جلوہ بار شمس العارفین
آج بھی تیرا سخی در بار شمس العارفین

شیخ الاسلام والمسلمین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

اپنے پیر و مرشد حضور غریب نواز شیخ الاسلام والمسلمین خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ
کی یاد میں یوں رقمطراز ہوں

مری زندگی ہے کٹی کٹی، مرے بانکپن سے ہٹی ہٹی
مری زندگی میں بھین نہیں، مرا چاند جلوہ فلک نہیں
کبھی بام پر مرے چاند آ، کبھی دیکھ میرا حال کیسا
تجھے کیا بتاؤں آماہ لقا، جو جہاں پہ کوہِ اطم گرا !

ہے اُداس حیراں بھٹی بھٹی، تری جستجو میں نظر نظر
کہیں روشنی کی کرن نہیں، میں نے چھان مارا نگر نگر
مرا سر وہیں پہ ہے جھک، تری رگڑ رگڑ جگر جگر
جو بھی دل ہلاتھا کٹا پھٹا، ملا پارہ پارہ جگر جگر

شاہِ سرہند

جلال اکبری تھا ماند اسکے رعب کے آگے
ہے پیغامِ مجدد لکھ لو لوحِ دل پہ دل والو
خضر کا کام ہے راہِ محبت کی خیر دینا

اُٹھا سرہند سے جو پیشوائے اولیاء بن کر
کہ سلطانوں کو سمجھا دو رہیں عبدِ خدا بن کر
وہ ہوں گے اور ہی جو پھر رہیں رہنما بن کر

رنگِ تغزل

میں کس کس کی جفاؤں کا کروں اب تذکرہ یارو
میں چلا تا تھا لبِ کن بھلیوں کا رقص جاری تھا
کروں متیاد کے جو رستم کیوں بھلا شکوہ
ہے اک جانبِ جفائے دوستان اک سمتِ دشمن میں

کیا پامال ہر اک نے سمجھ کر نا توں مجھ کو
نظرِ جب شاخ پر آیا نہ اپنا آئیناں مجھ کو
کہ جب یہ ٹوٹ لیتے ہیں چین کے پاساں مجھ کو
ہے لا رکھا تقدّر نے غضب نے درمیاں مجھ کو

کون جانے کتنے دل تر پے سہل کی طرح !
میری غم آلود ملکوں نے یہ ظاہر کر دیا !
کس طرح ناصح تیرے کہنے سے آتشِ روک لوں
یہ جیاداری کہ اتنا سا بھی شرماتے نہیں !
خضر اس کیفیتِ جاں سوز کو کیا نام دوں

اُس حسیں کے دوش پر زلفیں بکھر جانے کے بعد
ہے نئی ساحل پہ طوفاں کے گزر جانے کے بعد
جامِ اکثر ہی چھلک جاتے ہیں بھر جانے کے بعد
روزِ اک وعدہ نیا کر کے مُکر جانے کے بعد
ڈوبتا جاتا ہے دل کشتی ابھر جانے کے بعد

عسیم جہان کے مارے تلاش کرتے رہو
یہ ڈھیر راکھ کے دیکھو نہ پاس کی صورت
زمین پہ وقت کے پامال کردہ ذروں میں

خزاں میں شورشِ نظارے تلاش کرتے رہو
لگن سے اُن میں شرارے تلاش کرتے رہو
فلک کی آنکھ کے تارے تلاش کرتے رہو

قدم قدم پہ سہارے تلاش کرتے رہو
میں گے لاکھ اشارے تلاش کرتے رہو

یہ ہی تو موت ہے غیرت کی اور عظمت کی!
خونِ خضر میں پوشیدہ ہوشمندی کے

دل میں اُن کے درد کو مہاں بنا لیتے ہیں ہم
اپنے دامن کو بغیضِ غم بچا لیتے ہیں ہم
خضر دل کے ساز کی تاریں ہلا لیتے ہیں ہم

میزباںِ دیرانیوں کے ہم ہی بنتے ہیں سدا
فرحتوں کا سامنا کر ہو بھی جاتا ہے کبھی!
جب بھی چاہیں خیالِ یار کے مضراب سے

تڑپ تڑپ کے پھڑکنا سکھا گیا ہے کوئی
خضرِ عزیز کو ہمسرا بنا گیا ہے کوئی

شرابِ شوقِ نظر سے پلا گیا ہے کوئی!
چلا کے مست نگاہوں سے تیز تر ناوک

صداقت کی خلوص و خلق کی تصویر بن جاؤ
خضر شمشیر بن جاؤ یا نوکِ تیر بن جاؤ

ہے سہرا تقائیں سخن ہونا مسلمان کا!
یہ مٹ جائیں گے باطل کے عناصر ہیے لقمے محکو

حضرت پیر سید خضر حسین چشتی کے

دیگر زیرِ طبع کتابیں

آلِ رسول

شفاعتِ رسول

حیاتِ رسول

وسیلۃِ رسول

تصنیفِ دلپذیر

جس طرح پھول کی پتیاں اُس کے رنگِ نکہت کی ترجمان ہوتی ہیں، جس طرح کرنیں چاند کی تابانی اور شعاعیں سورج کی تربتِ تاب کی اسین ہوتی ہیں اور جس طرح لہروں کے خرام سے سمندر کی وسعتیں جھلکتی ہیں اسی طرح اصحابِ کرام حضور پر نور سیدِ یوم النشور جنابِ محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے ناموس کے پاسدار اور آپ کی عظمت و سر بلندی کے آئینہ دار ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ فیضِ ترجمان نے جس طور ان جان نثاروں کی روحانی و فکری تربیت فرمائی اور جس شانِ کرم کے ساتھ انہیں ابد الابد تک کے لئے محاسن و اوصاف کا قابلِ تقلید نمونہ بنا دیا وہ اس حقیقت کا شاہد ہے کہ

جس طرف چشمِ محمد کے اشکے ہو گئے جتنے ذرے سامنے آئے ستارے ہو گئے

جملہ اصحابِ اکبار میں خلفائے رسولِ کریم کو جو امتیاز حاصل ہے وہ ان برگزیدہ نفوس کی ایمانی فضیلت اور دامنِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سے غیر معمولی وابستگی کی دلیل ہے۔ ان خلفائے راشدین کو جمہور کا جو اعتماد حاصل ہوا تھا آنے والے ادوار میں انہوں نے احسائے ذمہ داری، خدمتِ عوام، تبلیغِ اسلام اور عظمتِ ایمان کی بدولت ثابت کر دیا کہ ان کا انتخاب برحق اور شوکتِ دین کا باعث تھا۔ آج کے مادی دور میں ہم اپنے عظیم اسلاف کے کارناموں کی جگہ گاہٹ سے منہ موڑ کر تاریکیوں کا تعاقب کر رہے ہیں۔ اس لئے وقت کا تقاضا ہے کہ عہدِ حاضر کے مسلمانوں کے ذہن و فکر میں عظمتِ اسلاف کے حوالے سے بالخصوص خلفائے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد تازہ کی جائے۔

ممتاز خطیب اور عالمِ دین صاحبزادہ پیر سید خضر حسین چشتی سیالوی نے خلفائے رسول کے عنوان سے ایک گراں قدر علمی اور تاریخی دستاویز پیش کر کے وقت کے تقاضے پر جس طور سے لبیک کہا ہے اس پر وہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ صاحبزادہ سید خضر حسین چشتی سیالوی کو خدائے کریم نے جس ادبی و شعری ذوق، علمی لگن، تحقیقی شغف اور عشقِ رسول (ﷺ) کی لذت سے بہرہ ور کیا ہے اس کا اجمالاً اندازہ آتا ہے۔

عالیہ سیال شریف کی پاکیزہ فضاؤں سے حاصل ہوا ہے۔ شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی نظر عنایت اور پھر امیر شریعت حضرت الحافظ خواجہ محمد حمید الدین مدظلہ العالی مرکزی صدر مجلس الدعوة الاسلامیہ پاکستان کی شفقت کریمانہ نے ان کی صلاحیتوں کو جس طور جلا بخشی ہے اس پر یہ جتنا بھی غور کریں کم ہے۔ مجلس الدعوة الاسلامیہ کے زیر انتظام شائع ہونے والی اس تصنیف لطیف کے اشاعتی امور کے نگران حافظ محمد یوسف قرچہ سیالوی ہیں جنہوں نے چند برس قبل مکتبہ چشتیہ قادریہ گوجرانوالہ کے نام سے اپنے مسلک کی کتب کی فروخت کا کام شروع کیا تھا اور اب تائید انزوی کے سہارے کتب کی تدوین و اشاعت کے میدان میں بھی قدم رکھ چکے ہیں ان کا مرتبہ مجلہ "ضیائے قمر" تبلیغ اسلام اور اشاعت تعلیمات اولیاء کرام کی خاطر خوب سے خوب تر اشاعتیں پیش کر رہا ہے۔

خلفائے رسولؐ جہاں علمی و تحقیقی لحاظ سے خوبصورت تصنیف ہے وہاں مصنف نے جا بجا تحقیق کے خشک میدان میں عبارت آرائی، ادبی شگفتگی اور شعری برجستگی کے گلاب بھی کھلائے ہیں۔ آیات قرآنی، احادیث نبوی، تاریخی واقعات اور فکری روایات کے حسن ترتیب نے اس کتاب کو جامعیت بخش دی ہے۔ اصحاب علم و دانش اور ارباب ذوق کی تسکین کے لئے فاضل مصنف صاحبزادہ سید خضر حسین چشتی نے ان عظیم المرتبت خلفائے راشدین کے سوانح اور سیرت و کردار کی جھلک پیش کرتے ہوئے ان کے بے مثال جذبہ عشق رسالت، علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بطور خاص اجاگر کیا ہے۔ کیونکہ ان زندہ جاوید شخصیات کو عطا ہونے والا نیابت رسولؐ کا مقام فقط اور فقط محبت محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی فیضان تھا۔ ہمیں اُمید ہے کہ اصحاب فکر و نظر اس تصنیف دلپذیر کو بجا طور پر اپنی قلبی و عملی پذیرائی کا مستحق ٹھہرائیں گے۔ کیونکہ جو شخص حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بہرہ ور ہو اُس کے لئے خلفائے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم سے عقیدت بھی ایمان کا لازمی جزو ہے۔